# تاریخ اودھ

## جلد اول

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک
بانی سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم
واجد علیشاہ بتحقیق و مستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبد الغنی خاں ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی
محمد عبد الرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محدث مدرس اعلی
فارسی مہاراجہ ہائی اسکول ودیپور
مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف و نحو و دینیات وغیرہ

فروری ۱۹۰۹ء

[illegible]

# تاریخ اودھ

مصنفہ مولوی حکیم نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی عبد الغنی خان - ابن مولوی
عبد العلی خان ابن مولوی عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید خان

چونکہ مصنف ہمارے صمیمی دوست ہین اس لئے ہمنے اونکی تصویر کو اس
حصے کے ساتھ شایع کرنا مناسب جانا - مصنف کا نسب نامہ یہی ہے
جو ہمنے لکھا تاج التواریخ مین غلطی سے دوسرے طور پر لکھدیا گیا ہے

ایس بن علی مالک مطبع

MAULVI MOHMED NAJMULGANI.

THE INDIAN PRESS, ALLAHABAD.

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## حمد و نعت

چمن مین شجر - شجر مین گل تر - گل تر مین ثمر - ثمر مین شکر - دہن مین زبان - زبان مین بیان -
بیان مین حسن - حسن مین ادا - کسنے پیدا کی - ؟ صنعت کردگار نے - قدرت آفریدگار نے

ہر آن مین ہر ادا مین تو ہے
ہر تان مین ہر صدا مین تو ہے
پتا ہو کہ پھول ہو کہ بلبل
ہر رنگ مین ہر نوا مین تو ہے

کائنات کا لب لباب کون ہے ؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے یہ نسبت حاصل ہے - جیسا کہ پھول مین بو - اور آفتاب مین ضو - یعنی قرشی نبی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے غلامون کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہے - مخالفون کو بھی اس سے چارہ نہین کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگون کا ذکر کرین تو حضور انور کا ضرور نام لین - اونکی وجہ سے یہ دنیا توحید پر قایم ہے - جس دین کی اونہون نے تلقین فرمائی وہ اب بھی اوسیطرح زندہ و توانا ہے - وہ شب و روز دنیا کے ہر گوشے مین پکارے جاتے ہین - تمام دنیا کی مخالفت یونانی فلسفہ ہو خواہ سائنس - سلطنتون کے اُلٹ پھیر - اونکے قوانین - اور اوس کتاب کو جو اونکی ذریعے سے دنیا مین آئے ذرا بھی نہ بدل سکے - جو بو وہ اپنی زندگی مین اونہون نے

لگایا تھا اور جس کو اونھوں نے اپنے اور اپنے اعزہ واقارب کے خون سے سینچا تھا وہ پودا
اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہی۔ اوسکی جڑین زمین کے انتہائی حصے تک پہنچی ہوئی ہین۔ اور
اوسکی شاخون نے دنیا کے بڑے بڑے حصے پر سایہ ڈال رکھا ہے۔ اور خداوند تعالے کی
کروڑہا مخلوق اس درخت کے سایے مین آرام پارہی ہی۔

## مناجات

اے دو جہان کے خالق۔ اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنے والے ہمین ایمان کی توفیق دے
اور ہماری زندگی کی عزت کی زندگی بنا۔ اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے دین کے سچے وارث
بنین۔ اور ہماری بددینی اور ناراستی۔ اور بداعمالی کو معاف فرما۔ تو بڑا مہربان اور کل عالم کا
نگہبان ہی۔ تو ہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے۔ تو ہی جلاتا اور مارتا ہی۔ تو ہی بناتا اور
بگاڑتا ہے۔ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

# تمہید تاریخ اودھ

عالم اسباب مین قانون قدرت نے جو کچھ اصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز
کیے وہ مختلف الاقسام ہونے کے ناسوا زمانے کے تغیرات کا بھی رنگ لئے ہوتے ہین۔
ابتداے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اوسکی درستی
اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خدا کی عام بخشش نے بعض دماغون مین پیدا
کیا جو ابتدائی حالت مین نہایت مختصر حیثیت سی وقتی اور فوری اجراے کام کے واسطے کام مین
لائے گئے۔ لیکن زمانہ کے استداد اور خواہشون کی کثرت نے اون ابتدائی قواعد سے
نتائج ضروری کا استنباط شروع کیا۔ جسکا نتیجہ آخری بمقتضاے تمدن قیام سلطنت
ہو کر کفیل حل مشکلات عوام ہوا۔ شاہی احکام نے جس اسلوب اور سہولت سے انتظام امور کے

سرانجام مین مستعدی کا اظہار کیا وہ قابل دید و شنید ہیں - لیکن یہ دنیا کے پیدائشی اور طفولیت
کے اطوار و انتظام حسن کو قرن گذر گئے کیونکر تم تک پہونچے - یہ پہلو ضرور ایک خاص توجہ کے قابل ہے
دنیا مین کوئی انسان بلا اعانت غیرہ اپنی زندگی بسر نہین کرسکتا کیونکہ ضروریات ذاتی جسپر
حیات کا دار و مدار ہے باہمی ارتباط کی مضبوط رسی سے جکڑے ہوئے ہین جسکا حسن و قبح کچھ وہی
آنکھین دیکھ سکتی ہین جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے -
موالید ثلثہ مین حیوان اور حیوان مین انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز وضع پر مخلوق کیا گیا
ہے جو عالم امکان مین خدائی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے - گو انکار اس سے بھی نہین کہ جمادات و نباتات
کے واسطے قدرت نے کوئی قانون و ضابطہ رکھا ہو - الا عدم طلاقت لسانی اون کے اظہار کیواسطے
سد باب ہے - الغرض قطع نظر مذاہبی اصول کے عقلاً بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریون کا
مرکز قرار پاتا ہے - مگر دنیا مین ایک خاص گروہ انسانی ایسا باعظمت و شان کام اپنے ذمے
لئے ہوئے ہے جسکا نظیر مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے - حضرات یہ گروہ طبقہ مورخین ہے
جنھون نے خاص ہمدردی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے
مقام غور ہے کہ اگر طبقہ مورخین اس مہتم بالشان کام کو پوری توجہ کے ساتھ تکمیل کو نہ پہنچاتا تو کوئی
شخص بھی ایسا ہوتا ؟ جو اپنی پیدائش سے پچاس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت
رکھہ سکتا - ہرگز نہین - چہ جائے کہ ہم آج اسی باہمت گروہ کی بدولت اپنے سے صدیون پہلے
واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے مین پس و پیش نہین کرتے - گو زمانے کی کم توجہی
نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہتیری کچھ نازیبا اور ناگوار برتاؤ کیا - اوسکے
جگمگاتے ہوئے اور روشن لیمپ کو پریشانی کی تیز ہوا سے بجھانے کی کوشش مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا - لیکن قدرت نے ہمیشہ کی غیر محدود تاریکی سے جس کو فنا کہتے ہیں بچایا اور پیابندی قواعد
مجربہ عالم **گورمنٹ انگلشیہ** کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا جس کے دامن عاطفت
نے چراغ علم کو مخالف ہواؤن کے جھونکون سے محفوظ و مصئون رکھا - ہماری گورمنٹ کے

جو کچھ شاہانہ الطاف ہمپر روزانہ مبذول ہوتے ہین اوسکی تشریح و توضیح کی چندان ضرورت نہین
کیونکہ ہر اہل علم اوس سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ **علم تاریخ** معلومات
احوال ماضیہ کے واسطے پُرضروری ہونے کے علاوہ دانشمندون مین عبرت و آگاہی پیدا کرتا ہے
اور حکام کا معاملات ملکی مین معاون و مشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودھ کی کوئی منقح او مفصل اور جامع تاریخ اس سے پہلے نہین لکھی گئی انکو
جسقدر حالات ہین وہ مختلف کتابون مین ہین۔ اور اون مین سے بعض کتابین ایسی ہین کہ اونکے نسخے
بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اونکی فارسی ہین۔ اور حالات منضبط اور ایک جگہہ نہین بلکہ
بہ متفرق طور پر پائے جاتے ہین جنکی تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے۔ اس لئے مجھ
ہیچمیرز نے والیان اودھ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی۔ اس حیثیت پر جیسے
کہ ایک مورخ کو بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہیے۔ ناظرین آپ دیکھین گے کہ سعادت خان برہان الملک
نے نہایت جدوجہد کے ساتھ اودہ کی اطراف مین کس قوت و شدت کی فصیل کھینچدی۔ اور اوسمین
ایک مضبوط حکومت کو قایم کر دیا۔ اور وہ حکومت جو ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی۔ اور ہر ایک پادشاہی
افسر من مانے اموال و اراضی مین تصرف کرتا تھا اوس کو ایک ریاست واحد کر کے ایک ہی قوم
کے لئے دیدیا کس دل اور کس زبان سے اونکی اوس قوت کا ذکر کرون جو اونھون نے اس سرزمین
مین حکومت جمانے کے لئے ظاہر کی تھی جس کو اونکے پچھلے جانشینون نے برباد کر کے رکھدیا اور
اوس چمکتے آفتاب کو عظمت و اقبال کے آسمان سے نیچے گرادیا اور حکومت کی خودمختاری پر
یہانتک غیرونسے دست درازی کرائی گئی اور پھر اعتراضون کے گولے گولیون کے مینہ کی بوچھار
ہونے لگی اور غیر لوگ اوس مین داخل ہو کر نواب گر بن گیئے جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۶ء مین ایک
غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی۔ اور ایک اولوالعزم فاتح کی اولاد ننگ و عار کی سزا
بھگتنے لگی۔ گورنمنٹ انگریزی جس کا دارومدار حکومت انجام و عاقبت بینی پر ہے اوس کی بعض
عہد و شرائط وا اودہ کے معاملات مین ہم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور

اور کہین تو ہمسے زیادہ مضبوط ہین۔ لیکن والیان اودھ کے دور حکومت کے گروپ کو تحقیق
کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز مقتضائے وقت ضروری معلوم ہوگی۔ میرے معاصر مجھکو ضرور
اس امر پر سرزنش کرینگے کہ مینے مسلمان ہوکر کیون ایک مسلمان حکمران خاندان کا کچا چھٹا لکھا۔
اور ایسے حالات جو اسوقت تک عام نگاہون سے پوشیدہ اور مشکل الحصول تھے کیون یکجائی جمع
کئے لیکن شاہان تیموریہ اور والیان اودھ کے باہمی معاملات پر نظر کرینگے تو پوری طورسے ظاہر ہوجائیگا
کہ اس خاندان نے قوی سلطنت کو کیون معرض خطر مین ڈالا۔ اور وہ کونسی وجہ تھی جسنے تخریب
مملکت کے سامان بہم پہنچاکر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر رکھتے تھے مفتوح بناکر آج پستی
کی تاریک گھاٹیون اور تنزل کے انتہائی درجہ کو پہنچایا۔
اس انقلاب سلطنت کی اصلیت کے معلوم کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی ہی کہ والیان
اودھ کی پرایوٹ زندگی اور بزم کی سالم تصویرین دیکھی جاوین۔ آسایش۔ غفلت۔ تعصب
عیش۔ کاہلی۔ ضعف عقل۔ پست ہمتی۔ کم حوصلگی۔ بزدلی۔ وعدہ خلافی۔ داد و دہش
مین بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت۔ خود غرضی۔ لالچ۔
غیر مستقل مزاجی۔ بیموقع اولوالعزمی۔ نفس پرستی۔ اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست
وحکومت دولت وعظمت کو کہونے والے ہین۔
مینے اس تاریخ مین جسقدر رعایت کی ہی اور مسلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہی اوس کے
واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کرسکتے ہین جنکو تالیف وتصنیف کی دشوارگزار
گھاٹیوں مین سعی مردانہ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا ہی۔ اس تالیف سے میرا مقصود والیان
اودھ کی عیب جوئی نہین ہی۔ بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقہ رؤسا کو عبرت دلانا ہی۔ تاکہ
وہ متنبہ ہوکر اپنے ماتحت ومحکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح پر انصاف کے ساتھ خبرگیران رہکر
لطف زندگی وسلطنت اوٹھائین۔ اور خواص وعوام کو اپنے عدل کا معترف بنائین۔
اور اہل ملک جو حیثیت انسانی بلا خیال مذہب وملت میرے بھائی ہین۔ میری ان چند

تحریر کے ذریعے آرام و آسایش پاکر مجھکو میری محنت و جانفشانی کی داد دین اور دنیائے فانی ہن میرے بعد علم دوست اصحاب مین یادگار کا وسیلہ ہو۔

غرض نقشیست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزی برحمت — کند در حق این مسکین دعائے

جس قوم مین کہ سلسلہ تاریخ نہین ہی وہ ہر چند اپنے منہ میان مٹھو بنے لیکن وہ اپنے اسلاف کا کوئی کارنامہ پبلک کے مواجہ مین پیش نہین کرسکتی جو اوسکی اصلی عزت اور واقعی افتخار کا ذریعہ ہو فن تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود وسیع کردیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ بیشتر قصہ اور کہانیان ہر ملک مین نامی نامی اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہوکر شہرت پذیر مین لیکن اونکی سچائی کا معیار بھی تاریخ ہی اگر تاریخی صفحات مین اونکا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہین نہین تو بوستان خیال اور طلسم ہوشربا کے مرتبے سے زیادہ اونکا اعتبار نہین ہی۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحوں مین ناظرین بعض شاہان اودہ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی مین اونہون نے خود تصنیف فرماکر واقعات واقعی یا شیخت کا اظہار کیا ہی۔ ناظرین کتاب کو طبقہ وزرا کی کور نمکی یا نمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آئے گا جنھون نے وہ رویہ اختیار کیا تہا کہ اوس سے پایا جاتا ہے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ سلطنت اودہ کو قوت حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم ڈلے اور اہل اودہ ترقی و عروج پائین جسکی بنا پر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار پیدا ہوئے۔ ہم یہ بات یون ہی بے سوچے سمجھے نہین کہتے بلکہ اس پر سیکڑون دلایل موجود ہن یہ واقعات والیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہن کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے موجودہ ماتحت کارکنون کی عقیدت مندی و خود مطلبی کو کسکر آخر نتیجہ نیک و بد کو بخوبی معلوم کرسکینگے۔ ہم سمجھتے ہن کہ انگریز خود ہر ایک عامل سے لکھنؤ کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے

جو اونکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کیوجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان
مہیا کرتا تھا کیونکہ وہ اگرچہ یہ گرتے ہین کہ لوگ اونکے لئے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین -
مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل اوٹھ کھڑے ہونے والون اور اپنے
ملک کی مدافعت کرنے والون کو نفرت سے دیکھتے ہین - مگر اس مین شک نہین کہ وہ محبان وطن
کو خواہ وہ کہان ہی کیون نہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین - اب مین اس مطلب کو ختم کر کے
یہ ہدیہ مختصر یعنی کتاب تاریخ اودھ اہل ملک کی نذر کرتا ہون - خدا کرے کہ خلعت
قبولیت عام سے ممتاز ہو -

## نام اون کتابونکے جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

عماد السعادت - وزیر نامہ - خزانہ عامرہ - منتخب اللباب - مرآت واردات محمد شفیع - مآثر الامرا
تنقیح الاخبار فی آثار الادوار - تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند - مرآت جہان نما مولفہ محمد بقا
سیر المتاخرین - تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی - جہان کشای نادری - درہ نادرہ - عالم شاہی[1]
تاریخ مظفری - آئین اکبری - فراست نامہ جلد نمبر سو - جامع التواریخ - جام جہان نما -
مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق - عزیز القلوب - گیان پرکاش - تاریخ فرخ آباد - مولفہ آرون
صاحب - مرآت آفتاب نما - دریاے لطافت - ملخص التواریخ - تکملۂ ذکر ملوک - فرح بخش
تاریخ ہندوستان - مولفہ الفنسٹن صاحب - وقایع راجپوتانہ - روہیلکھنڈ گزیٹیر - سفرنامہ
بنگش - از انندرام مخلص - چار گلشن محمد شاہی - آثار الصنادید - قیصر التواریخ - مفتاح التواریخ

---

[1] بابر کے عہد سے ۱۱۷۵ ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کر کے اوسکا نام تاریخ عالم شاہی رکھا ہے - ۱۲

مرآت احمدی ۔ شاہجہان نامہ ۔ گلستان رحمت ۔ گل رحمت ۔ جلد دوم عہد نامجات ۔ تاریخ ہند مولفہ ذکاء اللہ صاحب ۔ جارج نامہ ۔ منتخب العلوم ۔ اخبار حسن ۔ بوستان اودھ ۔ جملسن کی تاریخ ۔ انتخاب یادگار ۔ تاریخ فرخ آباد مولفہ مولوی سید ولی اللہ ۔ تذکرہ حکومت المسلمین ۔ انشای فیض بخش تاریخ اودھ مولفہ گوسہای دلد لالہ بیجی پرشاد ابن دیاناتھ قانونگوئے شاہ آباد ۔ فتوح جسکو ۱۲۴۲ ہجری ابن غازی الدین حیدر کی جلوس تک لکھا ہے ۔ بنبرج کی تاریخ محتشم خانی ہنٹر صاحب کی تاریخ ۔ طلسم ہند ۔ آصف نامہ مثنوی معظم ۔ در منظوم ۔ سوانح محمد عباس خان ۔ آبحیات ۔ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان ۔ کلیات سودا ۔ کلیات ناسخ ۔ وقایع دلپسندیر جومنا جان کے حالات میں ہی ۔ صبح صادق ۔ تالیفات واجد علیشاہ ۔ تذکرۃ السلاطین چغتائی حبیب السیر ۔ روضتہ الصفا ۔ انڈین میوزیم کے اندر رکھے ہوے سکون کی فہرست ۔ طبقات الشعرا ۔ حسین شاہی ۔ مل کی تاریخ ۔ تاریخ ہندوستان جیمس گرسنڈ ۔ شاہ نوازخانی شاہ عالم نامہ ۔ ساکن فلسفی ۔ مسیر طالبی ۔ وقایع عالم شاہی ۔ مرات التاریخ ۔ تاریخ بھوپال

# برہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین ۔ ابن میر محمد نصیر ۔ ابن میر محمد امین ۔ ابن میر محمد جعفر ۔ ابن قاضی میر شمس الدین شہید[۱] ابن سید محمد ۔ ابن سید غیاث الدین محمد ۔ ابن سید علی[۲] ۔ ابن سید سراج الدین علی ۔ ابن سید اسحاق ۔ ابن سید محمد ابن سید یحیی ۔ ابن سید غیاث الدین ۔ ابن سید محمد ثانی[۳] ۔ ابن سید موسی ۔ ابن سید قاسم ۔ ابن سید علی ثانی ۔ ابن سید جعفر ۔ ابن سید حسین المقدم[۴] ابن سید عبدالحی ۔ ابن سید عمر ۔ ابن سید ارقم ۔ ابن سید عبدالقادر ۔ ابن سید تاج الدین ۔ ابن سید[۵] فخر الدین ابن سید زید[۶] ۔ ابن موسی کاظم علیہ السلام (۲۷)

---

[۱] یہ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد میں نہیں وزیرنامہ میں ہی ۱۲ [۲] وزیرنامہ میں یہ نام ہی اور قیصر التواریخ میں نہیں ۱۲ [۳] موافق نسخہ وزیرنامہ اور قیصر التواریخ میں لفظ زاہد یا شہید لکھا ہی اور فخر الدین اور نامہ میں سید علی کا واسطہ ہی ۱۲ [۴] حسین المخدوم قیصر التواریخ لکھا ہی ۔ وزیرنامے اور عماد السعادت میں حسین المقدم ہے ۱۲ [۶] موافق نسخہ وزیرنامہ اور قیصر التواریخ میں محی الدین ہی ۱۲

# برہان الملک کے خاندان کا حال اور اونکے ہندوستان مین آنے کا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے - صاحب علم تھے شاہ اسماعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضاۃ بنایا - اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی - سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے - سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تہا محمد جعفر کے دو بیٹے تھے - ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر - اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہے - اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچازاد بھائی بتایا ہے -

یہ دونون بھائی شاہ عباس ثانی کے عہد مین تھے - بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفراور شکار مین کئی شخص بادشاہ کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے - اور سارا لشکر پیچھے ہوتا تھا - اتفاقاً ایک دن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی - ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرادیا - میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اور شیر کو شمشیر خنجر سے مار ڈالا - بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوے تھے اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہنچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان کے صلے مین چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین - میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سید ہون مجھسے سیاست نہو سکیگی اور بے اسکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہے - اسلئے مین اس عہدہ سے معافی چاہتا ہون - مگر میری یہ آرزو ہے کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتخدا نہین ہوا ہے اوس کا بیاہ رستا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرادیا جاے - وزیر قوم قزلباش سے تھا - بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اوس کو مینے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قایم ہوجاے - وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر اولاد کے

بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو۔ اور یہ رسم ہمیشہ قایم رہی۔ بادشاہ نے قبول کیا۔ اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی۔ میر محمد نصیر سے دو بیٹے اور دو بیٹیان[1] پیدا ہوئین۔ بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا میر محمد امین اپنی ایک بہن سے عمر مین بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے۔ جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اونکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اوسکے بڑے بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی شادی کر دو۔ اور اپنے اوس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اونہون نے جواب دیا کہ مین اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہون کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے **میر محمد باقر** سے منسوب کر دی محمد قلی خان بیگ نے یہ شرط منظور کر لی اور دونون شادیان ہوگئین۔ جعفر خان بیگ کے نطفے سے دو بیٹے اس لڑکی کے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا نعیم تھا۔ میر محمد نصیر نے اپنی چھوٹی بیٹی کو میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا۔ اس لڑکی کے میر محمد شاہ میر سے دو بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا نصیر الدین حیدر خان بیگ تھا۔ اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے **میر محمد امین** کی شادی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی میر محمد یوسف کے املاک بہت تھین اسوجہ سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا۔

گو رسہلے نے تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر مین میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اونکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے۔ یہ سفر جہاز کی سواری مین کیا۔ بنگالہ مین جہاز پہنچا۔ میر محمد نصیر نے عظیم آباد مین سکونت اختیار کر لی۔ شجاع الدولہ ناظم بنگالہ اونکی خبر اور پرورش رکھنے لگا۔ میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا اس عرصے مین ازدواج ہوا اور اونکی ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے

[1] دیکھو عماد السعادت و وزیرنامہ ۱۲

عہد مین شیر جنگ کے خطاب سے مشہور ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد مین صفدر جنگ کیطرفسے کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ تہوڑے دنون کے بعد میر محمد نصیر فوت ہوگئے۔ میر محمد امین اونکے بیٹے جو ابھی تک وطن مین تھے اونکو بی بی نے ایک کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب غیرت تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین وطن کو چھوڑکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اونکے والد مر گئے ہین۔ بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشا پور مین کچھ ٹھیکہ لیا تہا۔ خسارہ ہوا۔ میرزا یوسف کی مان نے زیور فروخت کرکے اوس روپیہ کو ادا کر دیا۔ میر محمد امین اس خجالت اور غیرت کی وجہ سے ہندوستان مین چلے آئے بہادر شاہ کا عہد تہا۔ بہرصورت میر محمد امین اور میر محمد باقر عظیم آباد سے دہلی چلے گئے۔ بعضے یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین کے ہندوستان مین آجانے اور صاحب منصب ورتبہ ہوجانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راہ مین قندہار کے قریب اپنا نکاح کیا اوس زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام نثار محمد رکہا جب ہندوستان مین پہونچے تو فرخ سیر کی ملازمت حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا۔ اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب نواب شیر جنگ دیا تہا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک کے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان ہوئین جنکی تفصیل اونکی سوانح عمری کے آخر مین بیان کیجائیگی۔

## میر محمد امین کا دہلی پہونچکر شاہزادونکی جاگیرون کا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش وضعی سے رکہنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہوجانا اور ہنڈون بیانہ کی فوجداری پانا۔ اور صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا

---

۱ دیکہو خزانہ عامرہ ۱۲

میر محمد امین نے دہلی مین پہنچکر ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگہونکی حکومت بھی اوسکی وجہ سے پائی تھوڑے دنونکے بعد نواب سربلند خان صوبہ دار گجرات سے تعارف ہوگیا اور اوس نے اپنی سرکار مین میر منزل کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی زمین مین کھڑے ہوگئے تھے شب کو بارش ہوئی نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی بھر گیا نواب بہت بیچین رہا اور رتھ مین بیٹھا رہا۔ صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بلا کر نواب اونپر خفا ہوا اور کہا تمھارے دماغ سے بوی منصب ہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی پر کم اعتنا کرتے ہو۔ میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذری اور اونکی نوکری سے استعفا دیدیا۔

دوسرے دن سربلند خان نے میر محمد امین کو بلا کر معذرت کی۔ مگر اونہون نے نہ مانا۔ اور دلی چلے آئے۔ اور شاہزادونکی جاگیر کا ٹھیکہ لیا۔ جو محاصل اس صیغہ متاجری سے حاصل ہوتا اوس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے۔ جب انکی دیانت اور امانت اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادونکے ذریعے سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت پہونچی منتخب اللباب اور مآثر الامرا مین ذکر ہی کہ میر محمد امین ابتدا مین منصب ہزاری پر فائز ہوے اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوئے۔ مرآت واردات مین لکھا ہی کہ ایسا منصب بالا شاہی کہلاتا ہے جو بادشاہزادگی کے دنون مین زمانہ سلطنت و سریر آرائی سے قبل کسی کو دیا جاے فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا۔ جب فرخ سیر تخت نشین ہوا تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانسامان کو ابتدای جلوس فرخ سیری مین کرورگیری[۵۱] گنج کی خدمت بھی مفوض ہوئی تو اوسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوئے۔ محمد امین نے راے رتن چند دیوان اعظم قطب الملک عبداللہ خان سی محبت اور دوستی پیدا کرلی۔ اوسنے سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین ہندون بیانہ متعلق صوبہ اکبرآباد کی فوجداری کی سند دلادی

---

[۵۱] کرورگیری محاصلات پر مثل۔ سائرون ۔ ۱۲

اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپئے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی سے انتظام کیا۔ مفسدونکو خوب سزائین دین اور نام پایا اس وجہ سے منصب میں بلندی کا اضافہ ہوا۔ اور سید حسین علیخان اور عبداللہ خان انکی بہت عزت کرتے اور کارگذار آدمی سمجھنے لگے اونہین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی سے شادی کی۔ لیکن اس شادی سے قبل سید طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی اونکے نکاح مین تھی بلکہ اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علیخان تھے عقد ہوچکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی یہ عورت لاولد مرچکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی بی بی ہے بیاہنے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی اور اس وقت اوسکی عمر پانچ یا اس سے کچھہ زیادہ برس کی تھی۔

## میر محمد امین کا نواب حسین علی خان اور قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہوکر اوسکو مرواڈالنا

حسین علیخان کا بڑا بھائی عبداللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم تھا لائق فائق آدمی تھا مگر عیاش اور کاہل بھی تھا اور یہی باعث تھا کہ اوسکی وزارت کا کام اوس کے نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی و اہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خود مختاری کے طورونکی بدولت انتظام اوس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور رئیس کی غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرات حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خودمختاری کی تدبیر سوچنے لگے۔ اور اونکی اس ارادے کی جابجا ہوا اڑی یہان تک کہ وہ اپنے وزیر کو ہٹانا چاہتے ہین عبداللہ خان نے اپنے خلاف سازشون سے خوف کھا کر اپنے بھائی حسین علیخان کو جسنے حزم و احتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آوردون کو حکومت سے خارج کرکے سارے فوجون کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا خاندیس سے بلایا۔ راجہ جے سنگھہ نے بادشاہ کو اسبات پر

بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تہوڑا سا عرصہ باقی رہگیا ہے اگر کوئی معقول تدبیرین پڑے
تو جلد عمل مین لائین اور ہرگز کاہلی نہ برتین۔ مگر وہ بادشاہ ایسے بودے تھے کہ راجہ کی ترغیب
وتحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ نہوئے جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا مایوسی کے
وقت اول کمزور سنوار دکہاتی ہے۔ غرضکہ حسین علیخان دلی مین داخل ہوا اب بادشاہ بڑی
ذلت سے اپنے دشمنونکی اطاعت پر مائل ہوئے اگرچہ حسین علیخان شہر کے باہر فوج لیے پڑا تہا
مگر عبداللہ خان کے پہرہ دنکی شہر مین آنے کی اجازت حاصل ہوئی۔ اور اب یہ نوبت پہونچی کہ
بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بہائیون کی صلاح ومرضی پر موقوف رہا۔ مگر باوصف اسکے
بعض بعض امیر بادشاہ کے خیرخواہ اپنی ملازمون اور رفیقون کو ہمراہ اپنے لیکر بادشاہ کی امداد
واعانت کی غرض سے آئے مگر حسین علیخان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا
اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجہا اور بادشاہ کو جو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تہا محل سرا
سے پکڑ لائے جہان جان اپنی بچاتے بیٹھے تھے اور ماہ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی
۱۱۳۱ ہجری مین اونکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے
بادشاہی خاندان کے ایک نوجوان کو رفیع الدرجات کے خطاب سے تخت نشین کیا۔ مگر یہ بادشاہ
سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مر گیا۔ اور بعد اوسکے ایک اور جوان کو رفیع الدولہ کے
خطاب سے سنہ مذکور مین تخت پر بٹہایا۔ مگر اوسکی عمر نے بھی وفا نہ کی۔ چنانچہ وہ بھی تین مہینے
سے کم عرصے مین جہان فانی سے گذرا۔ اگرچہ اوسکے مرنے سے سیدون کو تہوڑا بہت تردد
لاحق ہوا۔ مگر بعد اوسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اوس کا کیا۔ یہ جوان آدمی روشن اختر نہا
جسکا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون کی حالت سے بہتر نہ تہا یعنی وہ کسی زیور کمال سے
آراستہ نہ تہا۔ ماہ ذیقعد ۱۱۳۱ ہجری مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کے
خطاب سے تخت پر بیٹہا۔ محمد شاہ نے اپنی ماں کے سکہلانے پڑہانے سے سیدون سے
علانیہ بگاڑ نہ کیا تہا نہایت حزم اور احتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑی صبر

اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر تھے جو اونکی استحقاق حکومت کے مدد و معاون اور دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب ہووین اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتونکو سوچتے تھے جنکے ذریعہ سی اونکو بہت جلد آزادی حاصل ہووے اور اس بڑی خوفناک ارادی مین صلاح کار اون کا وہ محمد امین خان تھا جسنے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اون کو زبان کا کچا اور خاص اپنے معاملے مین پیٹ کا ہلکا پایا تھا - اگرچہ سیدون کے زور و قوت اور غرور و نخوت سی محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام ناکام اُسنے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی محمد امین خان جین بہادر محمد شاہ سی ترکی زبان مین بات چیت کرتا تھا - اگرچہ سیدونکی رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے - مگر بات چیت اونکی چلی جاتی تھی - اور جبکہ اُنکے آپسمین اشارے کنایے ہونے ہو لگے تو اونکی بدولت خفیہ خط و کتابت کا رستہ کھلا - اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک گروہ قایم ہوگیا جسمین میر محمد امین معروف بہ اعتماد الدولہ چین قلیچ خان ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا اگرچہ یہ سازش ہزارون پردون مین کی گئی - مگر سیدونکی دلونمین برے برے خیال گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے دکن کو جانے کا کام سیدون پر آپڑا تو اوہنون نے بادشاہ کو قابو مین رکھنے کے لئے یہ بات قرار دی کہ حسین علی خان بادشاہ اور بعض مشتبہ امیرون سمیت دکن کو روانہ ہوا اور عبداللہ خان دلی مین موجود رہی اور بادشاہ کے مضار و منافع کی نگرانی رکھے دونون بھائی بہت سے غور و خوض کے بعد آگرے سے روانہ ہوئے - چنانچہ حسین علیخان نے دکن کو اور عبداللہ خان نے دلی کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد پوری ہونے کا موقع ہاتھ آیا - چنانچہ حسین علیخان کا قتل تجویز ہوا - تاریخ سلاطین تیموریہ خزینہ ہند اور ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ جب نواح اکبر آباد مین محمد شاہ کا لشکر پہنچا تو سعادت خان برہان الملک ہنڈون بیانہ سے بہاری جمعیت کے ساتھ اپنے بعض مطالب کے سرانجام کی غرض سے آکر شامل ہوئے - عماد السعادت مین اونکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ و

سوار تیار تھی۔ بادشاہ نے سعادت خان کی تنہا سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی
کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے اونکی بہت تعریف
کی بادشاہ تو ایسے جرار شخص کے ڈھونڈتے تھے کہ وہ سادات بارہہ کا استیصال کرے
نواب حیدر قلیخان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے حیدر قلیخان
کی سفارش سے اونکو سعادت خان بہادر کا خطاب[۱] اور اونکے بڑے بھائی کو جن کا انتقال سنہ ۱۱۲۲
ہجری مین ہوا۔ سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ مرزا مقیم کے باپ کو
سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان کے بہنوئی تھے۔ منتخب اللباب مین مذکور ہی
کہ سعادت خان نے محمد امین خان اعتماد الدولہ سے بہت دوستی پیدا کرلی یہانتک کہ اوسکی
ہمراز اور شریک مہمات ہو گئے۔ سعادت خان کے دل مین ہمیشہ فرخ سیر کے خون ناحق کا بغض
جوش مارتا تھا۔ اونہون نے میر حیدر خان کاشغری کو جو اون کا رفیق تھا حسین علیخان کے قتل
کے لئے آمادہ کیا اور یہ راز ان تینون شخصون نے یہانتک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمر الدینخان
پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین آگاہ تھین ایک بادشاہ
کی والدہ۔ دوسرے صدر النساجس کو عبد اللہ خان کی وجہ سی عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی۔ مگر
سیر المتاخرین سے جس کو عالم شاہی بھی کہتے ہین ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ بھی اس مشورہ مین شریک
تھے اور اونہون نے میر حیدر سی کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ رہا
تو ہفت ہزاری منصب پر پہنچا دونگا۔ اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک
کرونگا۔ چہارشنبہ ۶ ذی حجہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام توڑہ مین بادشاہ
کا قیام ہوا۔ امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو عازم ہوا۔ اوسوقت

---

[۱] تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور ماثر الامرا سے ثابت ہے کہ سعادت خان اور بہادر کا خطاب اونھین حسین علیخان کے واقعہ کے بعد ملا تھا ۱۲

میر حیدر نے ایک عرضی محمد امین خان چین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دینے کے لیے چلا۔ امیر الامرا جہالردار پالکی مین سوار گلال باڑی کے پاس پہنچا تھا کہ میر حیدر خان نے نواب کو عرضی دکہائی وہ پڑہنے لگا۔ میر حیدر نے دفعتہً اوسکی پیٹ مین چھرا مار کر کام تمام کر دیا نواب کی چوبی سکے بیٹے نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان نے قاتل کو بھی مار ڈالا جب امیر الامرا مر گیا تو مغلون نے اوس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لیگئے اس قوی وزیر کے مرنے سے اوسکی فوج مین ہل چل پڑ گئی اور اوسکے رشتہ دارون اور رفیقون اور سازش کرنے والون اور اونکی رفیقون مین بڑا جھگڑا قایم ہوا۔ اور غیرت خان امیر الامرا کے بھانجے نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ سعادت خان حیدر قلیخان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر کے فرمانے سے بیبا کانہ حرم سرای بادشاہی کے دروازے پر جسمین بادشاہ تشریف رکہتے تھے ایسے وقت مین پہنچ گئے کہ حسین علیخان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اسوقت بادشاہ کی ماں باہر نکلنے سے بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کر کے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لٹکائے چند تورانی مغلون کو ساتھ لیکر اور شال منہ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت و تمنا اور خوشامد کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور اونکو اس پر مادہ کیا کہ وہ اپنے خیر خواہونکی سرداری اختیار کر کے سیدون سے علانیہ جنگ کرین۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنی ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بیٹھا بادشاہ کے ساتھ اسوقت بہت کم آدمی جمع ہوسکے تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کر کے ہراول مین رکہا اور غیرت خان پر گولہ باری شروع کی۔ قمر الدین خان اور سعادت خان اوسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی لڑنے لگے۔ اس عرصے مین امیر الامرا کا تمام لشکر لٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا۔ اور سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دار بن گئے[۵۱] سیدون کا

---

۵۱ دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

گروہ میدان سے بھاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے خوب حملے اوس حصے سمت جو کسی فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کی طاعت اختیار کی۔ سعادت خان نے رفقای حسین علی خان کی شورش کے دفعہ کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کئے تھے اور اونکی یہ کمسنی کی تھی اس جلد مین اون کا منصب پنجہزاری ذات تک پہنچ گیا۔ اس مین اصلی منصب اور اضافہ دونون شامل تھے۔ اور پانچہزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم اور نقارے سے ترقی پائی<sup></sup>ل۔ محمد شاہ نے محمد امین خان چین بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ کو میر بخشی کیا اور قمرالدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور شش ہزار سوار دواسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا۔ محمد ہادی موسوم بہ کامو خان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین یون بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبر آباد کی حراست اور خلعت خاصہ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ بادشاہ نے عطا کیا تھا۔ اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے ۱۱۳۳ ہجری مین یہ صوبہ اونکی تفویض ہوا تھا۔

## میر محمد امین کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہو کر قطب الملک عبداللہ خان سے جنگ کرنا

عبداللہ خان ابتک دلی مین نہ پہنچا تھا کہ بھائی کی مناوی پہنچی اوسنے دلی مین رفیع القدر کے بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقید تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا۔ اور اوسکے نام کی منادی کرائی۔ اور اوسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کئے

---

[1] دیکھو مآثر الامرا و تاریخ سلاطین متاخرین ہند ۱۲

اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار چورامن راہ مین اکراونکے ملا اور بہت سی لوٹے ہوئے سیدھی اون کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کی بعد اونکو چھوڑکر بھاگے تھے اور سعادت خان برہان الملک کو بھی جو ہنڈون بیانہ کے فوجدار تھے ایک خط بھیجا کیونکہ اونکی ترقی دولت کا باعث نواب عبداللہ خان کا دیوان راے رتنہ چند ہوا تھا۔ لیکن اونھون نے بغور تامل حقوق سلطانی اور اپنی دنیاوی نیکنامی کو مقدم سمجھا اور چودہ ہزار سوار پیادہ کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک ہی محمد شاہ کو اون چار ہزار سوارون کے پہونچنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگھ راجہ نے اون کی امداد و اعانت کے لئے شتابی مین روانہ کیا تھا محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو آگئے۔ نوین محرم ۱۱۳۳ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پور سے گذر کر ہیری اور قطب الملک حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر ٹھیرا۔ روز پنجشنبہ ۱۲ محرم ۱۱۳۳ ہجری کو عبداللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ ٹھیرا اور خواجہ عبدالغنی ولد خواجہ عبدالرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان وسیف الدین علیخان و شجاعت اللہ خان و عبدالغنی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنے نوکر افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر و غازی الدین خان بہادر غالب جنگ و لشکر اللہ خان و قلیج محمد خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان و امیر خان و جان علی خان و حمید خان کو ہراول کی مدد کے لئے مقرر کیا اور شہامت خان و فتح محمد خان و کمل خان و تہور علیخان بارہ و راجہ محکم سنگھ و عبدالقادر خان و حفیظ اللہ خان و مرید خان و خدا داد خان وغیرہ اپنے مددگارون کو میمین و یسار مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لئے سوار ہوتے اعتماد الدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعلے و قمر الدین خان بہادر و سیف اللہ خان بہادر دارغہ

گذرداران و امین الدین خان میر توزک و معتمد الملک میر جملہ بہادر و عزیز خان بہادر چغتہ
کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلیخان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین
متعین ہوا امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ منصور جنگ کو میسرہ پر کھڑا کیا۔ اور
سید نصرت خان و ثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے امرا اونکی رفاقت کو مقرر ہوے
اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا اور بخشی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ
و راجہ راج بہادر مادھو سنگھ و راجہ گلاب سنگھ بھدوریہ چنداول یعنی عقب فوج کی حراست کے لیے
مقرر ہوے۔ مرات جہان نما سیر المتاخرین اور منتخب اللباب مین ثابت ہی کہ برہان الملک
دست راست پر تھے۔ اور ماثر الامرا مین لکھا ہی کہ وہ اسوقت میسرہ کی جانب تھے ابھی کسیقدر
رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علی خان برادر عبد اللہ خان نے
دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ آتش بار کے ساتھ گنجان درختون کے سایے مین جا کر
بادشاہی لشکر کو ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے۔ نامی بہادرون کے
چہرون پر ہوائیان اڑنے لگین۔ حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ یہ حال دیکھ کر نصرت خان
اور ثابت خان وغیرہ کے ہراول پر آے نجم الدین علیخان کے مورچے مین توپون کی شرافشانی
سے آگ لگا دی وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جمعرات کا تمام دن یون ہی لڑائی
مین بسر ہوا کر جمعہ کی جسوقت تھوڑی رات گذری تو حیدر قلی خان نے توپخانہ بڑہانے کی
کوشش کی۔ گولے مارتے ہوے قدم بڑہایا۔ جہان کھڑا تھا وہان سے آہستہ آہستہ آگے
کو بڑہا۔ عبد اللہ خان کی فوج پر گولے برستے ہی اکثر بارہی مجروح و مقتول ہوے۔
اور اوس کے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا شروع کیا جن کو گنوارون نے لوٹ لیا۔
پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر
رن سے اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اوس کے مرنے جینے کی خبر معلوم نہ ہوئی۔ ۱۴ محرم کو
جمعہ کے دن عبد اللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سوارون مین سے صرف پندرہ سولہ ہزار

سوار باقی رہ گئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ہاتھی پر محمد شاہ سوار ہوئے آٹھ نو پہر شب و روز بادشاہ بہ نفس نفیس میدان جنگ مین اپنے جان نثارون کے ساتھ موجود رہے بادشاہ نے یورش کا حکم دیا نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات بارہ نے جو نہایت دلیر تھے قدم جرات آگے بڑھایا اور بادشاہی فوج پر لوٹ کر قیامت برپا کردی - حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدون کا مقابلہ کیا - دونون طرف سے تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتھیارون کے دل ہلنے لگے ایسے وقت مین سعادت خان مدد کے لئے پہونچ گئے - طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے - نجم الدین علی خان بھی سخت مجروح ہوا عبد اللہ خان اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھ کر باقیماندہ دلاورون کو ساتھ لیکر نجم الدین علی خان کی مدد کو بڑھا چورامن[۱] جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب مین پہونچکر

---

[۱] سیر المتاخرین مین لکھا ہے چورامن جاٹ پدر بدن سنگھ جد ہر چند ر مہیندر سورج مل متھرا اور اکبر آباد کا بڑا زمیندار تھا وقایع راجپوتانہ مین چورامن کی حالت یون بیان کی ہے موضع تھون پر جو اب پرگنہ نگر مین ہے راجہ رام پسر بھگونت ابن خان چند جاٹ قابض تھا - یہ شخص علاقہ نہانہ آو مین غارتگری کیا کرتا تھا سو جسے گرفتار ہو کر مارا گیا - اسکا بیٹا فتح سنگھ تھا مگر اوس مین اپنی قوم کے خوش رکھنے کی لیاقت تھی موضع سنسنی کے کل آدمیون نے جہان بدن سنگھ پدر سورج مل جاٹ حکمران تھا جمع ہو کے فتح سنگھ کو خارج کیا اور چورامن ابن برج ولد خان چند جاٹ کو سردار بنایا - رستم جاٹ نے چورامن جاٹ سے اتفاق کرکے ایسی غارتگری کی کہ دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے بندکر دئے - فرخ سیر نے چورامن کو خطاب راؤ بہادر خان اور پانچ پرگنے نگر اور کٹھومر اور ڈیگ (ریاست بھرتپور) اور بلگرا اور آو دیکر غارتگری سے منع کیا اور رستم جاٹ اور اوسکے پسر کھیمکرن کو جاگیرات خلعت بہادری دیہات بہر تیور ضلع آگاہ پور وپاڑہ داکرن وغیرہ کے راہزنی سے باز رکھا - مگر یہ تدبیر کچھہ کارگر نہوئی سمت ۱۷۸۷ بکرمی مین ٹھاکر چورامن بعلت تقیہ محکم سنگھ پسر خود زہر کھاکر فوت ہوا - محکم سنگھ نے باپ کا قایم مقام ہو کر بدن سنگھ ابن بھاؤ سنگھ ابن خان چند سے ناتفاقی پیدا کی بدن سنگھ نے مہاراجہ سوائی جے سنگھ کی مدد سے محکم سنگھ کو شکست دیکر بھگا دیا - اب بدن سنگھ تھون پر بھی قابض ہو گیا - بعض مورخ یہ کہتے مین کہ یہ لڑائی خود چورامن سے ہوئی تھی - اور بعد شکست کے چورامن اور محکم سنگھ دونون مفرور ہوئے اور بدن سنگھ نے فتحیاب ہو کر کل قوم جاٹ کی افسری حاصل کی ۱۲

بھیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ باربرداری کے
جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے پکڑ لئے اور لنگرخانے کا کچھ سامان اور صدارت
کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاراجی کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لئے چلا بادشاہ نے
جد ور سے اوسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اوسطرف پھینکے اعتماد الدولہ
محمد امین خان اور ہادی خان داروغہ بندوقچیان خاص اوسکے مقابلے کو ادہر گئے
عبداللہ خان کے پہنچنے سے نجم الدین علیخان کی سپاہ قوی دل ہوکر جمکر لڑنے لگی بادشاہ
کیطرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا - اسپر بھی بادشاہی
لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے - اور صفون مین پریشانی پیدا ہونے لگی - یہ حالت دیکھکر
سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لئے متوجہ ہوے - اور انہون نے
یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی قلبگاہ پر حملہ کیا جاے - عبداللہ خان نے اس
ارادے پر مطلع ہوکر اپنا ہاتھی حیدر قلیخان کے مقابل بڑہایا ادہر سے بھی اوس کے
حملے کا جواب ملنے لگا - اسموقع پر ابوالحسن خان بخشی سادات کا بھائی سید علیخان بخشی رسالہ
زخمی ہوکر گرفتار ہوا - شیخ ہیبت اللہ جو سید عبداللہ خان کے توپخانہ کا انتظام کر رہا تھا اوسپر
طالع یار خان نے حملہ کرکے قتل کر ڈالا - راجپوت جو بادشاہی فوجمین تھے اوسکی لاش کو
گھسیٹ کر بادشاہی لشکر مین لے گئے - حیدر قلی خان اور دوسرے جوانمرد ایسی پھرتی
سے عبداللہ خان پر لوٹ پڑے کہ اوس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اسوقت مین
عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے - اور وہ ہاتھی پر سوار تھا - اوس نے یہ خیال
کیا کہ اگر مین ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوجاونگا تو سواران ہمراہی گھوڑون سے
اوترکر جانفشانی کرینگے - چنانچہ وہ ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران
ہمراہی نے جو اوس کے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا - یا یہ
سمجھے کہ آخرکار شکست ہوگی قطب الملک عبداللہ خان کو تنہا چھوڑکر میدان سے

بھاگنے لگے ان بھگوڑوں میں سیف الدین علیخان اور شجاعت اللہ خان - اور ذوالفقار علی خان اور عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے - اور بخشی فوج نے بھی ان مفروروں کا ساتھ دیا بعضے کہتے ہیں کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اوترا نہ تھا کہ سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا تھا - راستے میں اس بھاگی ہوئی جماعت کو گنواروں نے بہت دق کیا - اور بہت سے ہاتھی چھین لئے - عبداللہ خان کے ہاتھ پر تلوار کا زخم پہنچا تھا - اور پیشانی پر تیر لگا تھا اسوقت حیدر قلی خان تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے ہوئے عبداللہ خان کے سر پر پہنچ گیا - عبداللہ خان نے اپنی سیادت کو شفیع بنا کر امان جان چاہی حیدر قلی خان نے اوسکو قتل نہیں کیا - اوسی طرح گرفتار کرلیا - نجم الدین علی مجروح بھی گرفتار ہوا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہو کر آئے - حامد خان اور عبدالنبی خان اور دوسرے سردار بادشاہ کی اطاعت کے لئے فوج شاہی میں حاضر ہو گئے - عبداللہ خان کے ہاتھی گھوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لٹنے سے بچا ضبطی میں آیا - سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا - چونکہ اوس نے عبداللہ خان کی نوکری مجبوری اختیار کی تھی اسلئے اوسکی جان بخشی ہوئی - فاعتبروا یا اولی الابصار اس واقعہ کی تاریخ ہے -

میر محمد امین نے اس جنگ میں بڑی جوانمردی دکھائی تھی - بادشاہ نے اونکے منصب میں اور اضافہ کیا - اصل اور اضافہ ملا کر ہفت ہزاری منصب ذات پر پہنچا دیا اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر بہادر جنگ عطا کیا[۵] - اور ماہی مراتب بھی بخشا[۶] - اور خلعت فاخرہ بھی دیا[۷]

## سعادت خان برہان الملک کو صوبہ اکبرآباد کی حکومت

---

۵ دیکھو ماثرالامرا ۱۲ ۶ دیکھو سیرالمتاخرین ۱۲ ۷ دیکھو مراۃ جہان نما ۱۲

# اور خواص بادشاہی کی داروغگی ملنا

مرات جہان نما مین محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۳۲ ہجری مطابق ۲ سنہ جلوس محمد شاہی کو انجمن خلوت مین سعادت خان کو اپنے خواصونکی داروغگی اور خلعت خاصہ بخشا۔ اور اسی سنہ مین بادشاہ نے اونکو اکبر آباد کا صوبہ دار کیا۔ اور اونکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیر جنگ کا خطاب دیا۔ سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہوکر صوبہ اکبر آباد مین داخل ہوے۔ سرکشونکی بیخ کنی مین بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متھرا کیطرف اور شاہ جہان آباد کی راہ پر تھے محاصرے اور کشت و خون کے بعد دشمنون سے چھین لیئے۔ ان جنگون مین اونکے ساتھ چار سو کے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوے۔ بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لیئے خلعت اور خنجر مرصع اور ایک فرمان اونکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار مین اونکو بھیجا

مہاراجہ اجیت سنگھہ والی جودھپور کے سپرد صوبہ اجمیر اور احمد آباد بھی تھے ۱۱۳۳ ہجری مین ان صوبون کی بہت سی رعایا نے شاہجہان آباد مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے مین گاوکشی بند کردی ہے۔ بادشاہ نے دونون صوبے اوس سے نکال لیئے۔ حیدر قلی خان کو صوبہ گجرات دیا اور مظفر علیخان کے سپرد صوبہ اجمیر کیا۔ اجیت سنگھہ نے بغاوت پر کمر باندھی۔ بادشاہ نے اوس کو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے سعادت خان برہان الملک اس کام کے لیئے اکبر آباد سے بلائے گئے۔ کیونکہ امرائے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چراتے تھے۔ سعادت خان حکم کے پہنچتے ہی بطریق ایلغار اکبر آباد سے روانہ ہوے اور آخر ذی قعدہ ۱۱۳۳ ہجری مین داخل شاہ جہان آباد ہوے۔ جب اونھون نے

اس مہم کے لئے سامان وغیرہ جاہا تو بعض امرائے بزدل ساتھ دینے کو تیار نہوتے اور نہ بادشاہ نے اسقدر سامان سے اعانت کی جسقدر وہ چاہتے تھے اسلئے اون کا جانا ملتوی رہا

## نیلکنٹھ ناگر نائب سعادت خان کا اکبر آباد مین مارا جانا اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا ۔ برہان الملک کا صوبہ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ بادشاہی کی داروغگی بھی پانا

صوبہ اودھ کی خدمت گردھر بہادر ناگر کے متعلق تھی ۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اوسکا انتظام خاطرخواہ نہین ہوسکتا بڑی بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہرا صوبہ اودھ علاوہ صوبہ اکبر آباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تھا[۱] ۔ برہان الملک صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے روانہ ہوتے اور اکبر آباد مین اپنی ایک نائب راے نیلکنٹھ کو چھوڑا ۔ نیلکنٹھ ایک روز فیل پر سوار چلا جاتا تھا ۔ کسی بڑے زمیندار کی اشارے سے ایک جاٹ درختون کے جھاڑے مین مخفی بیٹھا تہا ۔ اوس کے برابر سواری پہنچی تو اوس نے نیلکنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی ۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے اودھ سے اکبر آباد کیطرف عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لین ۔ دربار مین صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبر آباد کی خدمت برہان الملک سے نکلوا کر راجہ جے سنگھ کچواہہ کو دلادی اور برہان الملک کے پاس صرف اودھ کی صوبہ داری رہی ۔ مگر ماثرالامرا سے معلوم ہوتا ہی کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کی متوسلون مین سی تہا ۔ سلطان ابراہیم اور عبداللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے مین کام آیا تھا اوسکے بیٹون نے اپنے قلعون کو مضبوط کرکے خودسری اختیار کی تو برہان الملک اونکی سزادہی کے لئے مامور ہوے ۔ اور اونکی بیخ کنی مین بہت کچھہ کوشش کی مگر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سی اون کا قرار واقعی استیصال نہوسکا اسلئے بادشاہ نے صوبہ اکبر آباد کی حکومت سی اونکو بدلیا ۔ اور توپخانہ کی داروغگی اور اودھ کی صوبہ داری عطا کی ۔ برہان الملک نے اوس صوبے مین پہنچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپ[۲] بالیا ملک کا بخوبی انتظام کیا سرکشون کو سزائین دین اور بعض کے ساتھ ملائمت کا برتاو کیا اور اسطرح اوسے قابو مین لاتے ۔ خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ صوبہ اودھ کے زمیندار سرکشی مین مشہور زمانہ مین شاید ابتدا ئے ایجاد

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین و منتخب اللباب ۔ [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۲ ۱

عالم سے اونھون نے کسی حاکم کی قرار واقعی اطاعت نہ کی ہوگی - برہان الملک نے سب کو بزور شمشیر
مطیع اور خراجگذار بنایا اور اوس صوبہ مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی -
اور صوبہ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ
قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی - موہن سنگہہ کہنوریہ قوم راجپوت تلوئی
کا زمیندار تھا اوس نے کبھی کسی ناظم اودہ کی اطاعت نہین کی تھی اوس نے سعادت خان کے ساتھ بھی
سرکشی کی برہان الملک نے اول اول اوس کو بنظر ترحم فہمایش کی جب رام نہوا اور پچاس ہزار راجپوت
ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اوس کی گوشمالی مناسب سمجھی - لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ
صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا - اور اوس کے بہت سے ساتھی کام آئے - باقیماندہ بھاگ گئے
بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو نایت جنگ خطاب دیا - لکھنو کے شیخ زادون کی سمتردی اور نواب سعادت خان
کے اون کو قابو مین لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین سننے کے قابل ہی - مشہور ہی کہ یہ شیخ زادے شیخ
عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبہ بجنور ضلع روہیلکھنڈ کا باشندہ تہا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین
اپنے گھر سے تلاش معاش نکلا - اور اپنے طالع کی یاوری سے اکبر اعظم شہنشاہ ہندوستان کا ملازم ہوگیا -
ایک مدت تک نہایت جانفشانی کرکے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصبدارون مین کہڑا ہونے لگا -
بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت خسروانی سے پرگنہ کوہج اور لکھنو جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دہوم
دہام سے داخل لکھنو ہوا اور پانچ محل اپنی پانچ بی بیون کے واسطے بنوائے جسے آج پنج محلہ کہتے ہین
وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بہون ہوگیا ہے - اور قلعہ مچھی بہون اپنے رہنے کو دریائے گومتی کے کنارے
پر بنوایا اوس کا مقبرہ عیش باغ کے قریب ہی جسے نددان محل کہتے ہین - بیان کرتے ہین کہ قلعہ مین ایک مکان
کے چھبیس دروازے تھے ہر دروازہ پر گچ کارون نے دو مچھلیان گچ سے بنا دی تہین - اس جہت سے
اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بہون ہوگیا - شیخ مذکور کے بعد اوسکی اولاد ترتیب وار
وارث جاگیر رہی - نواب سعادت خان جب اودہ پر قبضہ کرنے کے لیے چلے اور اثنائے راہ مین فرخ آباد
مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنو کے شیخ زادے
بڑے سرکش مین کہین ایسا نہو کہ مثل اورونکے آپ کا بھی حال ہو - اور آپ کی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے
کہ آپ گنگا سے اوتر کر یکایک لکھنو مین داخل نہو جئے گا - بلکہ اوس کے نزدیک کے گاؤن مین رہئے گا - بعد تدبیر مناسب
از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا - وہ تدبیر یہ ہی کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والون مین موافقت
نہین بلکہ عداوت ہے - اور کمزور اپنے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین - غالب ہی کہ وہ لوگ

آپ کی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات و عافیت سمجھ کر طرفدار ہو جاوینگے احمد شیخ ملا عبد اللہ کا زور
اونکی اعانت سے ٹوٹ جائے گا - نواب وہان سے چلکر دریاے گنگا کے کنارے پہنچے
برسات کا موسم تہا - دریا خوب چڑہا ہوا تہا مع لشکر پار اوترے مشہور ہی کہ جب سواری کی کشتی
بیچ دریا مین پہنچی ایک مچھلی جست کر کے نواب کے دامن مین آ پڑی - نواب نے اوسی شگون
نیک جانکر کچھ چھوٹا چنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے اوسکا مسالہ بہری مین بہی
اور اوسے تبرک سمجھ کر خزانہ شاہی مین واجد علیشاہ کے عہد تک رکھا تہا - خلاصہ یہ ہی کہ نواب نے
پہلے مقام نواح قصبہ کاکوری مین کیا جہانکے شیوخ لکھنؤ کے شہزادون کی مخالفت تہی - نواب کا
آنا اونکی بہتری کا ذریعہ سمجھے - اور شریک صلاح نیک ہوئے - اور سب طرحکے نشیب و فراز سے
آگاہ کر دیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ شہر مین داخل ہون وہانکی بستی و بلندی ٹیلون کی بہر
سے بہ سلامت گذرنا مشکل پڑے گا - کیونکہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے ہین
خواہ مخواہ برسر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے کی اونہین اطلاع دیجئے - اور مقام قدم گاہ لشکر
بوجہتے - موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اوس پار کہلا بھیجینگے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر وہین
اپنا خیمہ کہڑا کرائے گا - اور تہوڑی سی فوج بہی روانہ ہو - تاکہ اونہین داخلہ شہر سے غفلت
ہو جائے - چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر کا گنگا و گہاٹ سے ہوا - نواب رات کو مع سپاہ کے
کبھی توہین لیکر بسلامت شیخن دروازہ سے گذرے - نواب ہاتھی پر سوار تہے - اونہون نے
پہلے اوس تلوار کو جو اوس دروازے کی چہت مین نمایش نخوت و غرور و دبدبہ کے واسطے
لٹکا رکہی تہی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے سے جاتے کاٹ کر زمین پر گرا دیا - بعد اس کے خیمہ خاص
روبرو تہے پہاٹک مچھی بہون جہان واجد علیشاہ کے عہد تک نقارخانہ قایم رہا نصب کیا -
اوسوقت بڑے بڑے شیخزادے دست بستہ حاضر ہوئے - اور بہ مجبوری سر جھکایا - سمجھے کہ یہ
کام بیگانے کا نہین بلکہ یگانے کا ہے - بعد گفتگوے معاملات و انفصال مقدمات نواب نے
فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بہون خالی کر دو - اونہون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے
جیچک مین گرفتار ہین - جب تک اونہین غسل سے فراغت ہو تعمیل سے معاف رکہا جائے -
نواب نے قبول کیا - بعد ہفتے کے جسقدر مال اسباب تہا لیکر اوٹھ گئے - نواب داخل قلعہ ہوئے
اور جسقدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لیلیا - اور ابہی تو لب خیمے سے اوٹھی
تہے اور شیخ صدر الدین محمد خان اور مجد الدین احمد خان و شیخ بخش بزرگ شیخ معز الدین خان

وغیرہ قریب سات سو آدمیون کے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے۔ اور دوسرے شہر کے خاص خاص آدمی اور بیرونجات کے بھی شیخ زادے حاضر تھے بعد قیل و قال اہل شہر نے بلکہ عرض کیا کہ نواب صاحب اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرتے تو آپ کا اسطرح یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی درشتی کے ساتھہ جواب دیا۔ اسیطرح مین سے نوبت کشت و خون کی ہوگئی۔ مگر فوج مغلیہ نے اون کو مغلوب کر لیا۔ آخر کار صلح بجا و ہوگیا۔ بعض ناقل ہین کہ کشت و خون نہین ہوا۔ اسوجہ سے نواب نے اس مقام کو بنیاد فتح و فیروزی تصور فرما کر نقار خانے کا حکم دیا تھا۔ ۲ یا ۲ ہزار روپیے اوسکی تعمیر مین صرف ہوئے۔ بہر صورت اوس دن سے قلعہ مچھی بھون دار الامارت مقرر ہوا۔ نواب کا بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا۔ اور پھر کسی نے سر نہ اوٹھایا۔ نواب صفدر جنگ کے وقت مین پانسو روپے بابت کرایہ پنج محلہ شیخ زادون کو ملتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے عہد مین فقط دوسو روپے رہگئے تھے اسوجہ سے کہ شیخ معز الدینخان کو نخوت و غرور بہت ہوگیا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ نے لکھنؤ پر قبضہ کرلیا۔ تو اونہون نے تمام شیخزادون کو جمع کر کے پٹھانون کو وہانسے نکالدیا۔ اور صفدر جنگ کی حکومت قایم کی۔ نواب شجاع الدولہ بھی اونکے اس امر مین احسانمند تھے وہ کبھی نواب کے دربار مین نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے بعوض محلات شیخن دروازہ وغیرہ جو حسن باغ کے قریب تھے زمین وسیع مفتی علام حضرت کو اور روگانون اور کندہلی اولاد شیخ عبدالرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوری کا ذمہ کرین۔ کیونکہ زمیندار ہین جو زمینداری لیتے ہین۔ شیخزادون نے قبول نہ کیا۔ اوس وقت سے محصول فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے۔ اس صوبے کی آمدنی ستر لاکھہ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلے ہی سال ایک کرور سات لاکھہ روپیہ بہاے جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا۔ تو اور زیادہ خوش ہوئے۔ عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے برہان الملک کا خطاب عطا کیا۔ صوبہ اودہ مین امرا اور شاہزادونکی بھی جاگیر تھی۔ اور زمیندارونکی شرارت اور ناظمونکی کمزوری کی وجہ سے اونکو آمدنی وصول نہوتی تھی۔ ان لوگون نے بھی اپنی جاگیرون کا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا دوسرے سال تمام صوبہ اودہ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امرا دو کرور تک پہونچ گئی۔

## متفرق واقعات انواب محمد خان بنگش و نواب سعادت خان برہان الملک

# کے بعض قابل تذکرہ معاملات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کالپی اور ارچ اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ محمد خان کو تنخواہ مین ملے۔ اسی سال بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا۔ اور معزز مسلمانونکی عورات اور بال بچون کو گرفتار کر لیا۔ اونکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کر دئے۔ نواب برہان الملک نے چاہا کہ مفلون کو حملہ آور ونکی مقابلے مین بھیجین۔ مگر بادشاہ نے محمد خان بنگش کو اونکی تنبیہ کے لئے کافی سمجھا۔ محمد خان جیلہ دلیر خان نائب سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور وہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق ۱۷۲۱ء مین چھترسال کے مقابلے مین مارا گیا۔ اوسکی وفات پر محمد خان صوبہ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا اوس وقت بندیلکھنڈ بہی اوس سے متعلق تھا۔ ۱۷۲۳ء کے آخر مین جب محمد خان دربار جاتے ہوے میرٹھا پہونچا تو ایک فرمان مع ایک حکم مہری امیر الامرا خاندوران خان کے وصول ہوا جسمین تحریر تھا کہ چھترسال نے بہت سے بادشاہی علاقے پر اپنا قبضہ کر لیا ہے اور برہان الملک اوس کے مقابلے کے واسطے بھیجے گئے ہین تم بھی جلد وہین جاؤ۔ اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس سے قبل برہان الملک لوٹ آئے تھے۔ برہان الملک اور محمد خان کے دلومین صفائی نہ تھی اس لئے اونھون نے ۱۷۲۷ء مطابق ۱۱۴۰ ہجری مین محمد خان کے مقابل چھترسال کو اکسایا اور اوسکی قاصدونکی خاطر تواضع کی۔ اسی سنہ مین جیت پور علاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چھترسال نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اوسنے اپنے بیٹے قایم خان کو حکم دیا کہ نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جاکر مدد مانگو قایم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان نے کچھ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی۔ بلکہ اوسے بھی ششو پنج مین ڈال رکھا۔ ایک دن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا قایم خان سے کہا کہ تمھین نہ یہانسے فوج ملے گی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤگے اب تم کوئی اور تدبیر کرو۔ قایم خان کی مان بی بی صاحب نے جب دغابازی کا حال سنا تو نیکنام خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا۔ اس شخص نے وہان پہنچتے ہی اوس رسالہ دار کے پاس جاکر اوس کو مع اوسکے بہائیونکے جو نو فرخ آباد و شاہجہانپور داولوں کے رہنے والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی بہ نسبت تمھاری قوم مین بہتر ہوگا کہ اوسکی خلاصی کراؤ۔ نیکنام خان نے اون لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت کوچ کے

نقارہ جو میرے لشکر میں بجین اوسیوقت سب لوگ جمع ہو جاتین - اور اوسی دن قایم خان و نیکنام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لئے گئے - اور روانگی کے لئے رخصت چاہی اونہون نے جواب دیا کہ جنے فوج طلب کی ہی وہ چند روز مین پہنچنے والی ہی - اوس کا انتظار مناسب ہی - نیکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کر کے قایم خان سی کہا کہ تم محمد خان کو اُنکے ذریعہ سی رہائی ہین دلا سکتے اور یہ کہکر حالت غضب ناکی مین قایم خان کا ہاتھ پکڑ کے دیوان عام کے باہر نکال لایا - امراے مذکور کی ساتھ ساٹھ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے موجود تھے جنکو یہ حکم تہا کہ اگر کوئی ہماری طرف اُنگلی اوٹھانے کے لئے اوٹھاے تو اوس کو مار ڈالو - جب قایم خان و نیکنام خان لشکر مین پہنچے تو کوچ کے نقارے بجے - اونکی آواز سنتے ہی وہ بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اونکو چھوڑ کر قایم خان کے ساتھ ہوے - یہ خبر سنکر نواب سعادتخان نے ایک شتر سوار قایم خان کے لوٹا لانے کے لئے بھیجا - مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نکر کے قایم خان نے شاہجہانپور کی راہ لی - شرایف عثمانی مین مرقوم ہی کہ جب محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر قنوج پہنچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی فوج مین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تہا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کر لی تہین نواب محمد خان نے اوس سی وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا - وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا - مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سی واجب الادا تہا اور جسکے وہ دینے سے انکار کرتا تہا جھگڑا ہوا - اور قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا - مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہی کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب ہونے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سی لے لیا گیا - مگر تبصرۃ الناظرین سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان سی صوبہ الہ آباد کی علیحدگی بسبب اوس نخش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سی مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جہان کہ محمد خان اوسوقت موجود تہا - اور یہ صوبہ سربلند خان مبارز الملک کو عطا ہوا جبکہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سے موقوف ہوا تو اوس نے صوبہ الہ آباد کے خواستگار تھی باوجودیکہ برہان الملک باعتبار ترفہ اور وقعت کے محمد خان سے بڑھی ہوئی تہی اور اونہون نے پندرہ لاکھ روپے بھی پیشکش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا - چنانچہ ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ - محرم ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ - مئی ۱۷۳۵ء کو سربلند خان اس

صوبے پر بہ بحال ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد اوسکی محمد خان سی پہر عہدی بحالی کے ہوئے تھے مگر اوس کے استحقاق پر عمدۃ الملک امیر خان کو ترجیح دیگئی۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اوس نے برہان الملک کے چڑانے کے لئے اپنے چیلے سعادتخان کو بھی برہان الملک کا خطاب دیدیا۔

# بھگونت سنگھ ولد اراڑو زمیندار جکلہ کوڑہ کی سرکشی جان باز خان کا مارا جانا برہان الملک کی توجہ سی اس ضلع کا انتظام ہوجانا

جبکہ بھگونت سنگھہ زمیندار جکلہ کوڑہ نے سلطنت مین ابتری دیکھکر سر اوٹھایا۔ اور اپنے حاکم جان باز خان کو روانہ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر محمد شاہ نے اپنے بہائی عظیم اللہ خان کو اوسکی تنبیہ و تادیب کے لئے بہیجا اور زمیندار مذکور اوسکی آمد کا حال سنکر دشوار گذار جنگلون مین چلا گیا عظیم اللہ خان نے اوس کا تعاقب تو نہ کیا جکلہ اٹاوہ مین ٹہیر گیا۔ پہر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اوس جکلہ کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا۔ بہگونت سنگہہ کو سزا دینے کے لئے اون کو حکم دیگیا۔ بہگونت سنگہہ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پہر میدان مین نکل آیا۔ اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اوسکی سرکشی سے مجبور ہوکر برہان الملک سی اس معاملہ کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھ لکھا کہ اسلام اور مغلون کی آبرو کا پاس ضروری ہی۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے نشہ مردانگی سے مخمور تھے ایک ۱۱۴۸ ہجری مین شاہجہان آباد کو بادشاہ کے مجرے کے لئے روانہ ہوئے تھے اثنای راہ سے ماہ جمادی الاخرے مین بہگونت سنگھ کی سزا دہی کے لئے اوس کے سر پر جا پہنچے اوس نے بہت چاہا کہ فریب کرکے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرے اور موقع پاکر کام تمام کر دی۔ مگر یہان فریب نہ چلا۔ مجبور ہوکر برہان الملک نے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔ برہان الملک جسوقت راہ سی جلکر خیمے مین داخل ہوئے تو اوس وقت اتفاق سی سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مخبرون نے بہگونت سنگہہ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس مین خیمے مین داخل ہوئے ہین۔ اور اونکی داڑھی سفید اور دراز ہی۔ بہگونت سنگہہ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہنچا۔ اوسوقت برہان الملک

---

ف۱ مرآت واردات محمد شفیع مین یہ نام اسی طرح لکہا ہے ۱۲

ہاتھی پر سوار ہو کر فوج کی کمربندی کا حکم دیا پوری فوج تیار نہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار ہو کر ہمراہ ہوئے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بھگونت سنگھ کے مقابلے کے لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور ابو تراب خان تورانی جو برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اوس وقت سبز لباس مین تھا اور اس شخص کی داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کر کے اوس کے ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑی کو کودا کر اس سختی سے ابو تراب خان کی چھاتی مین برچھا مارا کہ سنان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملے سے بھاگ نکلے برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیون کے ساتھ مقابلے مین جمے رہے اور تیرون کی سن سن مین بھگونت سنگھ کو گھیر لیا۔ ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہو گیا تھا۔ اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکی سر پر جا پہنچا ہتیار چلنے لگے۔ آخر بھگونت سنگھ مارا گیا۔ ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے چہند کمراہی عدم ہوا۔ برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کٹوا کر بادشاہ کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست کھچوا کر اور گھاس سے بھر کر کے قمرالدین خان وزیر کے لئے بھیجا اور چند روز کے بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کر کے خود دہلی کو روانہ ہو گئے ۷۔ رجب ۱۱۴۸ ہجری بروز چہارشنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے۔ ایکہزار اشرفیان اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی۔ بادشاہ نے نذر قبول فرما کر خلعت مع سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبداللہ وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹون کو اپنی مدد کے لئے ادہر لا رہا ہے۔ آپ چلے آئے اس لئے برہان الملک ۸۔ شوال ۱۱۴۸ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہو کر دہلی سے روانہ ہوئے۔

## برہان الملک کی مرہٹون سے لڑائی اور اونپر فتحیابی

باجی راو پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تاکہ محاصل ملک بادشاہی کا ربع چہارم جسکو چوتھ کہتے تھے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے پس اول اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور مین اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا۔ چونکہ

امراکے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کی وجہ سے یہانکی حالت خراب ہورہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو
تو اون کو زیادہ جسارت پیدا ہوئی - اور ابتدای ۱۱۵۰ ہجری مین دہلی کیطرف بڑہا - جو کہ اوسکی فوج
نہایت جفاکش اور بہادر تہی جہان حملہ کرتا وہانکی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بہاگ جاتی محمد شاہ
بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیرالامرا صمصام الدولہ ایک بہاری
فوج کے ساتھ مامور ہوئے - مگر انہون نے جرات کرکے مرہٹون پر حملہ نکیا - اس مہم کو لیت
ولعل مین ڈالکر صلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر
سمجہ کر جنگ و صلح کے باب مین مشورہ کی بہانے سے دہلی کو لوٹ گئے - اور مرہٹون کی لڑائی اور
اس مقدمہ کے انفصال کو زمانہ آئندہ پر چہوڑ دیا - برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے
حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیرالامرا صمصام الدولہ
اور عمدۃ الملک میر خان کی بہ نسبت چہوٹے رتبے مین تھے - مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور
اور جو یاے نام تھے جوان امرا کی سستی اور مرہٹونکی چیرہ دستی دیکھی تو اونکو غیرت آئی -
باوجودیکہ اونکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان نتھا کیونکہ اونکے صوبے کی سرحد گنگا
کے شمال رویہ تھی - اونہون نے ایسی شجاعت سے جو اونکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار
کرکے مع اپنے داماد ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لئے اپنی دارالحکومت
سے کوچ کیا قمرالدین خان وزیر کی فوج جسے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے - اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تھا
کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کرکے آے - باجی راو اس سردار کے
آنے کی خبر سنکر گوالیری اور بانڈوی کو چلا گیا - اور ان قصبون کو لوٹا اور وہان سے گجرات ہوتا ہوا
مالوے مین آیا راجہ بہدا ور کو مرہٹون نے ایک قلعہ کے اندر محصور کرلیا - راجہ برہان الملک
سے توسل رکہتا تہا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکہا اور مدد چاہی - برہان الملک راجہ
کی عرضی پڑہکر تیار ہوے اور راجہ کو جواب لکہا کہ ہرگز نہ گہبرانا مین آیا - جلد آتا ہون -
مرہٹون کو سزا دیتا ہون - بعد لکہنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ
کا آزودہ ہمراہ لیا مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آتے - اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بہی
عبور کرکے راجہ کی مدد کرکے مرہٹون کو مجبور کرین - چونکہ مرہٹون اور بندیلون نے اتفاق
کرکے دریاے جمنا کے گہاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کرلیا تہا اسلئے برہان الملک
کو آسانی کے ساتھ جمنا کا عبور جلد میسر ہوا - اور راجہ بہدا ور نے کمک پہنچنے مین

دیر ہو جانیکی وجہسے مرہٹونکے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا ملہار راو ہلکر اور جی راو کا بہادر سردار اودہ
اور بہی سردار مع فوج سوار جمنا کے پار جاکر میان دوآب مین لوٹ مار کرتے تھے۔ جب برہان الملک
کا آنا ان سردارون نے شنا مثل مظفر خان و امیر الامرا کے انھین بہی جاتا ارادہ محاصرہ کا کیا
اور راونکی قریب پہرنے لگا اور اٹاوے سے تاموتی باغ جو آگرے مین ہے سب آبادی کو جلایا۔
اور قصبہ سعد آباد جلیسر کو لوٹا۔ برہان الملک یہ خبر سنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار
کیا اور دوشنبہ ۲۲۔ ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری کو دہاوا کئے ہوے ملہار راو ہلکر[1] کے سر پر مسافت بعید
طے کرکے پہنچے مرہٹون کو فرصت سر کہجلانے تک کی ندی تلوار سر و تیر مرہٹونکے چلی بہت مرہٹے
مارے گئے باقی بہاگے۔ برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلے
پر تہا پیچہا کیا تین سردارون اور بہت سے مرہٹون اور اونکی عورتون کو قید کیا۔ ملہار راو بہی
مجروح خفیف ہوکر بہاگا۔ اور ایسی گہبراہٹ مین بہاگا۔ کہ جمنا کے ایسے گہاٹ سے عبور کرنا
چاہا جو پایاب اوترنے کے قابل نہ تہا موجون کی زنجیرون نے سیکڑون مرہٹونکے ہاتھ پاؤن
باندہ باندہ کر دریاے عدم کے کنارے لگا دیا۔ خزانہ عامرہ مین لکھاہی کہ ڈیڑہ ہزار کی قریب
مرہٹے گرفتار ہوے۔ برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپے دیکر رخصت
کردیا۔ ملہار راو کے ہمراہ تہوڑے سے آدمی نیم جان سے رہگئے تہے۔ ملہار راو باجی راو کے
پاس پہنچا جو اون دنون سیدون کے کوٹہ مین گوالیار کے قریب مقیم تہا۔ ملہار راو بہت بیسامان
ہوگیا۔ سب سامان اوسکا لٹ گیا اس لڑائی اور مار پیٹ ہی جس کو لوگون نے بڑی فتح بیان
کی جگہ جگہ یہ ہوائیان اوڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بہاگ گئے۔ مگر باجی راو ایسی افواہون
کے اوڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہبہ مٹاوے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہوے
جیساکہ اوس نے اپنی زبان سے کہاتہا کہ مین اب بہی خاص ہندوستان مین موجود ہون۔
برہان الملک ملہار راو کو میان دوآب سے نکالکر جمنا اترے اور دس دس کوس کی منزلین
کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹون کا نشان نہ پایا۔ دہولپور بارٹی ہین
کہ دریاے چنبل کے اس پار ہی مقام کرکے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راو پر دہاوا ہو وہ بہی
یاد کرے ایسی سزا ہو بایں ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار چار روز کا

---

[1] دیکہو سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ مین ملہاجی لکھاہی ۱۲

کہانا اپنے گہوڑون پر رکہ لین - اور سلح و مکمل ہوکر تیار رہین - اور برہان الملک نے پانی چھاگلون مین بھروایا اور خیری روٹیون کو بافراط اونٹون پر لدوایا اور توپین سب مثل خزانہ کی ہاتہیون اور اونٹون پر رکہوائین طرح کی تیاریان کین - اور یہ حکم دیا کہ جس کے پاس گہوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلیگا اور لشکر مین رہیگا اوسکو گہوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کیا جائیگا - برہان الملک نے دلمین یہ ٹہان لیا کہ اگر باجی راو دریاے چنبل کے اوس پار ہوگا تو مین عبور کرکے فوراً اوسپر حملہ کر دونگا - اس نیت سے برہان الملک نے ملکا سامان ضرورت کے لایق فراہم کرکے روانگی کا ارادہ کیا -

## صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹون کے تعاقب سے روکدینا مرہٹون کا پیشدستی کرکے شاہجہان آباد کیطرف پہنچ جانا - اور اوسکو غارت کرنا برہان الملک اور مرہٹون مین دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک بہمہ وجوہ تیار تہے کہ یکایک صمصام الدولہ کا شتر سوار آیا اور ایک خط برہان الملک کو دیا مورخون کو مضمون خط مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول صاف ہے کہ صمصام الدولہ کے خط مین یہ لکہا تہا مین باجی راو کی تادیب کو مامور ہوا ہون - یہانتک آیا ہون تعجیل نکرو مجہی آجانے دو - تمہین خدا کی قسم جو آگے قدم بڑہاو تمہین بادشاہ کا واسطہ جو آگے جاو - اور بعض نے یہ لکہا ہے خط مین یہ مضمون تہا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بادشاہ کا حکم مجہے لڑنے کا ہی تم نہ لڑنا آگے جاوگے بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرات تمنے کی ہے اس کی بازپرس ہوگی - اس کام مین میرا اختیار ہی تمہین کیا سروکار ہی - مرہٹونکی فوج کو ستانا بھڑ کے چھتے مین پتھر مارنا ہی - خودرائی کرنا سلطنت بگاڑنا ہی - بتدبیر مناسب مرہٹون کا تدارک کیا جائیگا تعجیل کروگے تو کام بگڑجائیگا - اور بعض نے یہ لکہا ہے کہ جب امیرالامرا صمصام الدولہ نے برہان الملک کی جرات سے مرہٹون کی مغلوبی سنی اوسے بہت ندامت ہوئی - رفع خجالت کے لیئے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لیکر نام پیدا کرے اور بہادری مین قدم رکہی - یا اونہین بھی شامل ہو بدنام کرے - اسلئے برہان الملک کو مرہٹون پر جانے نہ دیا اور بتدبیر کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین پائی - صمصام الدولہ کی

کم لیاقتی ونادانی پر ہنسی آئی اور یہ سمجھہ لیا کہ اس نادان کم جرأت نے سلطنت بنگاڑا ل
مناسب یہ ہی کہ باجی راو سے صلح ہو جاے - میرا ملک مرہٹون کی تاخت وتاراجی سے بچ جاے
باین خیال باجی راو کے سردارون کو جو قید تہی بلایا اونسے خاطر خواہ قول واقرار کروایا اور
کاغذ لکہا لیا - بعد اسکے اون سردارون اور دوسرے قیدیون کو خلعت وخرچ دیکر باجی راو کے
پاس بہجوایا باجی راو نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا - اور اپنی معتبر دل
بہیجکر یہ اقرار سوگند کیا کہ آپ کے ملک پر مرہٹونکی فوج نہ جائیگی اور تاخت وتاراج نہ کریگی
مرہٹو نسے اور برہان الملک سے یہ قول وقرار ہوگیا - مرہٹون نے اوس کا نباہ کیا -
اودہ کے صوبے مین مرہٹونکی فوج کبہی نہین گئی - اور جو تہہ ولیس لکہی ہی اس صوبے سے
نہین لی - چندوسی کو ایکمرتبہ لوٹا تہا یا مرہٹو آ ہوا تہا[۱]
محمد شاہ کو مرہٹونکی چڑہائی کا بہت اندیشہ تہا اسلئے اونہون نے قمر الدین خان وزیر کو بہی مع
اپنی فوجکے شاہجہان آباد سے روانہ کر دیا تہا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر شہر
اجمیر کی راہ پر تہے اور نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش بہی مع اپنے لشکر کے مرہٹونکے
مقابلے کے لئے ایکطرف مامور تہا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوچکین اور
مہمانونکی ضیافتین ہوچکین - اس عرصے مین چہہ سات روز کی مہلت مرہٹون کو ملگئی اور برہان الملک
کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی - اور یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان آباد فوج شاہی سے خالی ہی
تو باجی راو یک لخت جمنا سے الگ ہوا اور اوس بادشاہی فوجکے بازو سے جو قمر الدین خان وزیر کے
تحت حکومت متہرا کے متصل بے حس وحرکت پڑی ہوئی تہی چودہ میل کے فاصلے پر بچکر گذرا -
اور ۸ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری روز سہ شنبہ کو باجی راو اپنی لشکر کے ساتہہ تغلق آباد مین جا پہنچا شاہجہان
آباد کے ہندو مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لئے وہان جمع تہے اون سب کو
لوٹ لیا اور دوسرے روز شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا - جبکہ امراے شاہی کو جو مرہٹونکے
تعاقب اور مقابلے کے لئے مامور تہی یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہی اور اپنے
مقابلے مین اونکو نہ پایا تو فوراً دہلی کیطرف بہت عجلت کے ساتہہ روانہ ہوے - اعتماد الدولہ
وزیر جو بہ نسبت دوسرے امرا کے دہلی سے زیادہ قریب تہے جلد جا پہنچے - اور ۹ ذیحجہ روز چہارشنبہ

---

[۱] دیکہو تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی ساکن ساٹہہ سرکار کالپی ۲

کو مرہٹون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے - برہان الملک بھی آگرہ سے ۸ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو بطریق یلغار روانہ ہوئے - چہار شنبہ کے دن سے مسافت کے بعد قصبہ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہنچے - دوسرے روز کہ عبد الفطر تھی شاہجہان آباد مین برہان الملک ہو چکے - صمصام الدولہ بھی ہمراہ تہا تیسرے روز نواب محمد خان بنگش بھی آکر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شمشیر آبدار کا مزہ مرہٹے چکھہ چکے تہے اونکے لشکر کے پہونچنے کی خبر سنتے ہی بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کیطرف چلے گئے - اوران دونون قصبون کو لوٹ لیا اور وہین سے گجرات اور مالوے کو چلے گئے - اگرچہ باجی راو دکن کو لوٹ گیا - مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تہا - اپنے کوچ و رحلت پر برابر قایم رہا اور پورے اختیارات اوس کو اسباب کے لئے عنایت ہوئی کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہون وہ تمام اکٹھے کرے - بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہوگئی تہی کہ آمدنی اوسکے ذریعہ سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیون تک بڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیر کا کارخانہ نہایت عمدہ تہا اور سعادت خان کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اوسکی تائید کے لئے موجود و آمادہ تھی - برہان الملک کے سوا شاہجہان آباد مین کسی امیر کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی ہر ایک نے عذر کیا - اور اونکے تعاقب مین کوچ نہ کیا - بادشاہ اور وزیر اور امرا نے جو عقدہ دینے پر رضامندی ظاہر فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجھائی -

## نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑہائی برہان الملک کا محمد شاہ کی مدد مین نادرشاہ سے لڑنے کے لئے شریک ہونا شکست پاکر گرفتار ہو جانا پھر رہائی پانا - برہان الملک کا نادرشاہ کو دہلی چلنے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنے کیلئے اکسانا

نادرشاہ نے تخت نشین سلطنت ایران ہو کر ایک قزلباش سردار کو برہان الملک کے پاس بہیجا - اور اوس کو دو خط دئے ایک محمد شاہ کے لئے دوسرا برہان الملک کے نام سفیر کو ہندوستان کی حدود مین ڈاکوون نے لوٹ لیا - مگر اوسنے وہ دونون خط بچا لئے اور کار سفارت ادا کیا - مگر جو مراجعت

کی قدرت نہ پائی - جبکہ نادرشاہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا تو اوس نے دلی کے دربار سے گرفتاری یا اخراج اون چند افغانون کا چاہا تہا جو غزنی کے پاس ہمارے ملکون مین بہاگ کر گئے تہے اور اصل حقیقت یہ ہی کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہ رہی تہی کہ وہ اس درخواست کو قبول کرتی - علاوہ اس کے یہ بہی دریافت ہوا ہی کہ اس سلطنت نے نادرشاہ کی نادرشاہی کے قبول و تسلیم مین گونہ تامل کیا تہا - غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے جواب مین بہت عرصہ گذر گیا اور جبکہ جواب اوس کا نہ پہنچا تو نادرشاہ نے تساہل و غفلت کی بڑی شکایت کی اور بہت برا بہلا کہکر کچہہ توقف نہ کیا - چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو بڑہ کر کابل پر پڑا بعد اوسکی صفر ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۸ء مین ایک ایلچی یہان سے دہلی کو روانہ کیا جسکو پہاڑی پٹہانون نے ہلاک کر ڈالا یہانتک کہ نادرشاہ نے ہندوستان کی چڑہائی کو ناواجب سمجہا اور اوسکے لئے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان ۱۱۵۱ ہجری مطابق ماہ اکتوبر ۱۷۳۸ء مین اوسنے مشرق جانب کوچ و مقام کو جاری کیا - مگر دلی کا دربار اب مرہٹون کے خوف و ہراس اور اپنی خانگی فسادون مین ایسا مبتلا تہا کہ نادرشاہ کے سیل و حرکت پر بہت سی توجہہ نہ کر سکا -

جسقدر دلی کا دربار پہلے نادرشاہ کیطرف سے بے پروا اور غافل تہا ویسے ہی اس وحشت اثر خبر کے سنتے ہی پریشان و ہراسان ہوا کہ نادرشاہ یہاڑون سے آگے کو بڑہا - اور اوس تہوڑی سی ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کی زیر حکومت اون کے مقابلے پر آئی تہی شکست فاش دیکر اٹک تک آپہونچا اور وہان کشتیون کا پل بنا کر پنجاب مین داخل ہوا اور آگے کو بلا تحاشا چلا آتا تہا - جہانتک کوئی چہوٹی بڑی روک ٹوک بہی پیش نہ آئی یعنی دلی سے سو میل کے اندر بلا تکلف بڑہتا چلا آیا اور کسی نے چون بہی نہ کی - اور جب وہ وہان پہنچا تو ہندوستانی فوج کے قرب و جوار مین اپنے آپ کو پایا - نادرشاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون کی جو سب مسلح تہے تعداد بموجب اوس روزنامچہ کے جس کا ترجمہ فیروزشاہ نے لکہا ہی ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار آدمی تہے - مگر اوس کی فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اوس کی فوج مین داخل تہا ساڑہے چونسٹہہ ہزار سپاہی اور چار ہزار بہیر بنگاہ اوسکی بیان کی ہے محمدشاہ نے بڑے جد و جہد اوٹہاکر تہوڑی بہت فوج اکٹہی کی تہی - چنانچہ کرنال کی جانب روانہ ہوئے جہان بڑا لاؤ لشکر اون کا پڑا تہا اور جبکہ نادرشاہ آدبکا تو سعادت خان اودہ کے صوبہ بہی اوسی زمانہ کے قریب اپنے بادشاہ کی مدد کے لئے

روانہ ہوئے۔ جب محمد شاہ کو برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو خاندوران خان کو استقبال کے لئے بھیجا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری روز سہ شنبہ کو خاندوران نے لشکر سے آدھ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔

جہان کشائے نادری میں لکھا ہو کہ جب نادرشاہ نے یہ خبر سُنی کہ برہان الملک تیس ہزار سپاہ اور توپخانہ کے ساتھ اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہیں اور بہت جلد اردوے محمد شاہی میں داخل ہونے والے ہیں تو اونھوں نے رات ہی میں اپنی فوج قراولی کو متعارف راستے پر متعین کردیا کہ وہ برہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدھی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ اس فوج قراولی نے اون کا تعاقب کیا اور بہت سے آدمی مارے اور اسیر کئے اور جو اسباب پایا لوٹ لیا۔ جبکہ برہان الملک نے یہ حال سنا کہ ایرانیون نے اونکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اونھوں نے اس خبر سے برآشفتہ ہوکر امیر الامرا کو پیام بھیجا کہ میں اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لئے سوار ہوتا ہون اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوئے باوجودیکہ اونکی بالون میں زخم تھا جس کو خزانہ عامرہ میں شہنا قلدرین کا مادہ بتایا ہی اونکی سپاہ ابھی تمام نہ آنے پائی تھی کیونکہ وہ کڑی کڑی منزلین کرکے آتے تھے۔ اکثر سپاہی منزلون میں اونکے ساتھ نہ پہنچ سکے تھے پیچھے رہ گئے تھے اور جسقدر آدمی ساتھ پہنچے تھے وہ طولانی کوچون کی وجہہ سے تھکے ہی تھے۔ اور اسوجہہ سے کہ آدمی رات کو معسکر میں داخل ہوئے تھے اکثر خواب میں تھے۔ جب برہان الملک بادشاہ کی ملازمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور اونکے ہمراہی کہ تازہ آئے تھے وہ لڑائی کی خبر۔ اور قزلباشون کے قریب ہونے کی اطلاع نہین رکھتے تھے نقیب بآواز بلند پکارتے تھے کہ تیاری کرو نواب جنگ کے لئے سوار ہوگئے ہیں کوئی تعین نہین کرتا تھا۔ بہر صورت برہان الملک چار پانسو سوار اور اسیقدر پیادونکے ساتھ قزلباشون سے لڑنے کے لئے چلے گئے۔ اور لشکرگاہ کے کنارے تک کوئی تین چار ہزار سوار اور ایکہزار پیادے ملگئے۔ صمصام الدولہ نے برہان الملک کا پیام بادشاہ کو اور بادشاہ[۱] نے آصف جاہ کو کہلا بھیجا آصف جاہ نے

---

[۱] عالم شاہی میں لکھا ہو کہ برہان الملک محمد شاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو اون کو اپنے آدمیون کی درماندون کے ہاتھوں سے تباہی کا حال معلوم ہوا اوسوقت غیظ و غضب میں آکر مقابلے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کہ برہان الملک کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ وہ چونکہ غصے میں بھرے ہوئے تھے بزور حضور سے رخصت ہوئے ۱۲

جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے کم باقی رہگیا ہے اور ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہے
اوسنے آرام نہین پایا ہے اس لئے لڑائی مناسب نہین اونہین حکم دیجئے کہ جا بجا رہ کرین صبح
کو بہئیت مجموعی دشمن پر چڑہائی ہوگی محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بہیجا
صمصام الدولہ نے آصف جاہ کی سہل انگاری خیال کرکے کہلا بہیجا کہ برہان الملک
دور نکل گئے کچھہ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی مقابلہ ہوگیا ہو پس ایسے جان نثار مرد جرّار
کی مدد نکرنا مصلحت کے خلاف ہے اور کوئی جائے یا نجائے بندہ تو اونکی کمک پر روانہ ہوتا ہے
یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر موجودہ لشکر اور توپخانے کے ساتھہ جو مختصر سا تھا برہان الملک کی
کمک کو روانہ ہوا پہر دن باقی رہا تہا کہ برہان الملک اور صمصام الدولہ دونون نادرشاہی
لشکر کے متصل پہونچگئے صمصام الدولہ نے اپنی فوج کو برہان الملک کی برابر اوس سے
آدہ کوس کی فاصلے پر کہڑا کیا جہان کشائے نادری اور درہ نادرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد شاہ
بھی نظام الملک اور قمر الدین وزیر کو ساتھ لیکر انکے پیچھے آدہے فرسنگ کے فاصلے سے
اپنی فوج اور توپخانے کے نبرسے جماکر کھڑے ہوئے نادر شاہ نے مقابلے کے لئے اپنی
سپاہ کے تین حصّے کئے دو حصّے برہان الملک اور صمصام الدولہ سے لڑائی کے لئے روانہ کئے
اور ایک حصّہ اپنے ہمراہ رکہا۔ قزلباش برہان الملک ورامیر الامرا کے لشکرون کے سر پر
پہنچ گئے اور دو گہڑی مین یہ تمام مخالف ملک لڑائی شروع ہوگئی۔ اور امیر الامرا صمصام الدولہ
کے ہمراہی بہت نامور تھے اونمین سے بہت سے مارے گئے۔ ا ر

اور صمصام الدولہ خود مجروح ہوکر مع چند رفقائے
باقیماندہ کے میدان جنگ سے سر شام لوٹکر اپنے خیمون کی طرف آیا جیسے سہ شنبہ ۱۹ ذیقعدہ
کو واقع ہوا تھی اور برہان الملک میدان جنگ مین کھڑے ہوئے تہے۔ اور اونکی ہمراہیون مین سے
بعض مارے گئے تھے اور باقیماندہ نہایت پریشانی کی حالت مین ایک جگہہ جمع تہے۔
قزلباشون نے اون کو چارون طرف سے گہیر لیا۔ ایک نیشاپوری ترک جو برہان الملک
کا ہموطن تہا اعرات کرکے برہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہونچ گیا۔ برہان الملک نے
اوسکے چہرے پر بارا خان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دیوانے ہوئے ہو کس سے
لڑتے ہو اور اپنی فوجمین کس بہروسا پر تماددر کہتے ہو۔ یہ کہکر نیزہ مین ہین گاڑ کر اوس سے گہوڑے کو

ف تاریخ مظفری مین ہے کہ ۱۵ کو لڑائی ہوئی اور اوسکے دوسرے دن صمصام الدولہ مرگیا۔ ۱۲

باندھ دیا اور ہاتھی کا رستا یکایک برہان الملک کی عماری مین جا پہنچا برہان الملک ایران کے ضابطہ سے واقف تھے اسلئے اطاعت بجالائے اور اسیر پنجۂ تقدیر ہوکر اوس ترک کے ہمراہ نادر شاہ کے حضور مین گئے نادرشاہ نے تقصیر معاف فرمائی اونکے ہمراہ نثار محمد خان شیر جنگ بھی گرفتار ہوا تھا۔ خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ برہان الملک کی پائداری اور شجاعت کو نادرشاہ نے بہت پسند کیا۔ اور کئی بار کہا کہ ایسی جوانمردی جو برہان الملک سے ظہور مین آئی ہندوستان کے اندر کسی لڑائی مین ہمنے نہین دیکھی۔ اور ہمیشہ برہان الملک کی تعریف کرتا تھا خزانۂ عامرہ مین اونکی گرفتاری کا واقعہ اسطرح لکھا ہے کہ شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا اور عالم شاہی مین لکھا ہے کہ اس کو برہان الملک کی سواری کے ہاتھی سے عناد تھا اوسی پکڑ کر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا۔ اور اس کو ریلتا ہوا نادرشاہ کے لشکر مین لیگیا تلوار اور انکس کے بہت اوسپر وار کئے۔ مگر نہ مانا اسطرح برہان الملک دو تین ہمراہیون کے ساتھ نادرشاہ کے قبضے مین آگئے۔ برہان الملک نے دو زخم اوٹھائے تھے ایک تیر کا دوسرا نیزے کا نادرشاہ نے اون کو مصطفے خان شاملو کے حوالے کردیا۔ برہان الملک نے صمصام الدولہ کی وفات کی خبر سنی تو منصب امیر الامرائی کے امیدوار ہوے نادرشاہ سے مصلحت آمیز باتین کر کے دو کرور روپئے پر اوس سے صلح کرلی۔ اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ یہ دو کرور روپئے حاضر ہوکر پیش کریگا بعد اسکے نادرشاہ واپس چلا جائیگا برہان الملک نے اس تمام مضمون کو ایک کاغذ مین تحریر کر کے بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے آصف جاہ کی پاس بھیجدیا جب یہ رقعہ پہنچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ جو نہایت متردد تھے نہایت خوش ہوے محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادرشاہ کی پاس گیا۔ اور ملاقات حاصل کر کے زر موعود ادا کیا۔ اور خوشی خوشی اپنے لشکر مین واپس آیا۔ اور محمد شاہ کے حضور مین پہنچکر اپنی خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا عہد و پیمان کرآیا تھا امیر الامرائی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اوس کے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے دن ہی امیر الامرائی کا خلعت آصف جاہ کو عطا کردیا۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی کہ آصف جاہ نے امیر الامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہوگئے۔ اور نادرشاہ سے عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ مین آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہے اوسکے سوا کوئی کچھہ نہین کرسکتا اوسکی نزدیک ایک دو کرور روپے

ا۔ دیکھو سیر المتاخرین۔ ۱۲

کچھہ حقیقت نہین رکھتی اسقدر روپیہ تو مین ہی اپنے گھر سے دے سکتا ہون باقی امرا اور خزانہ
بادشاہی اور مہاجنون کا کیا ذکر ہے اگر حضور شاہ جہان آباد کو جو تیس چالیس کوس سے زیادہ
دور نہین تشریف لے چلین تو حصول مدعا ممکن ہے۔ نادر شاہ اس بات سے خوش ہوا اور محمد شاہ
کو مع خدم و حشم کے اپنے لشکر مین بلا لیا۔ اور برہان الملک پر نادر شاہ روز بروز عنایت
زیادہ فرمانے لگا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اپنی خاص محفل مین حاضر ہونے کی اجازت دی
اور اونکو دونون سلطنتون کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[۱]۔ اور طہماسپ خان جلایر
کو جو نادر شاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا۔ برہان الملک کے ساتھ دلی کو اپنی روانگی سے قبل ہی
اور بابت نظامت دہلی کے ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شقہ محمد شاہ سے
لکھوا کر شمس الدولہ کے لئے دیا جس کو محمد شاہ دلی مین چھوڑ آئے تھے۔ نادر شاہ کے فرمان کی
نقل یہ ہے۔

عالی جاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار مراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نماید کہ آن
رفیع المرتبت منیع المکان را از امرای قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گورگانیہ دانستہ نظامت
دار الخلافت شاہ جہان آباد کہ اعظم دیار ملک ہندست و حرم سرای اشرف سلاطین روی زمین است
سرفراز فرمودیم و حسن خدمت و جواہر امانت و دیانت بر سری آن سرگروہ نوئینان عالی مقدار بہ گذارش
عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والا منزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ کہ بحضور
خاکپای ما نمودہ بود مستحسن و مقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنہ شہر را دلاسا نمودہ امیدوار
دولت خداداد سازد و نوعی بر دارد کہ رعایا و برایا آسودگی بسر برند و زبردست و زیردست
مساوی زیند لشود کہ قادر بر عاجز غلبہ آرد و ضبط کارخانجات و اسباب پادشاہی و حراست
سلاطین ذمہ خود شناسد خبر شرط است و کلیہ قلعہ مبارک با جمیع کارخانجات حوالہ طہماسپ خان
سردار کہ ہمپاے برہان الملک می رسد نماید درین بادہ شقہ خاص اعلیٰ حضرت نیز بآن
قدیم الخدمت صادر شدہ حسب الارقام بعمل آرد۔ دعا را متوجہ احوال خود شناسد۔ درین باب
تاکید داند تحریر فی التاریخ ششم شہر ذی القعدہ الحرام

نقل شقہ بدست خاص محمد شاہ

قدیم الخدمت من۔ برہان الملک و طہماسپ خان بہادر رسم منشور نظامت کہ بنام آن قدیم الخدمت

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲ [۲] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

پیشگاه شہنشاه صادر شده میرسند باید که کلید جمیع کارخانجات را حوالہ سردار سازد ودرین با
عن بلیغ وتاکید شدید دانند - برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی تحریر
ایک خط لکھکر مع اون دونون فرمانونکے آغا حسن کاشی کی معرفت بھیجا نقل خط برہان الملک -
نواب صاحب مشفق مہربان سلمہ اللہ تعالے - بتاریخ پانزدہم ذیقعدة الحرام دولت قاہبوس
ستانہ شہنشاہ دست داد ومنشور نظامت بنام آن مہربان مع شقہ خداوند نعمت حاصل نموده شد
چنانچہ آغا حسن می رساند وطہماسپ خان بہادر در رفقہ بتاریخ سلخ سنہ داخل شہر شدہ تا باولی اقبال
طہماسپ خان قرین صلاح ست واز قلعہ دار کلید قلعہ پیشکش خود طلبید با کلید ہائے دیگر کارخانجات
را اول ملاقات حوالہ سردار خواہند فرمود زیادہ والسلام -

یہ تحریر شمس الدولہ کے پاس پہنچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک اور طہماسپ خان بھی
دہلی پہنچے - شمس الدولہ باولی تک استقبال کو آئے اور ملاقات کے بعد برہان الملک اور
طہماسپ خان وشمس الدولہ کانگار خان کے باغ میں اترے - تھوڑی دیر یہان بیٹھکر کشمیری
دروازے سے شہر میں داخل ہوکر قلعہ کو چلے یار بیگ خان نے قلعہ کی کنجیان حوالے کرنے میں
تھوڑی دیر توقف کیا - جبکہ محمد شاہ کا شقہ دیکھا تو قلعہ کا دروازہ کھولدیا - طہماسپ خان کی راہی سے
دیوان خاص سے اسد برج تک تو نادر شاہ کی حرم سرا کے لئے مکانات مقرر کئے گئے -
اور باغ حیات بخش سے شاہ برج تک محمد شاہ کے لئے جگہہ چھوڑ دیگئی - نادر شاہ بھی محمد شاہ
کو ساتھ لیکر دہلی کو عازم ہوا - ۸ - ذیحجہ ۱۱۵۱ ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاہ اور ۹ - ذیحجہ روز جمعہ کو
نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے - نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر میں تقسیم
کرکے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل میں آئے اور محمد شاہ کی حفظ و
حراست کے لئے پہرے بٹھائے جائیں - باوصف اس کے کہ نادر شاہ نے یہ دور اندیشیان
اور ہوشیاریان برتیں - مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوئے اور دوسرے دن یہ افواہ
مشہور کی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی - اور جونہی کہ دلی کے گلی کوچون میں یہ خبر
پھیلی تو ہندوستانیون کی نفرت ومزاحمت ظاہر ہوئی - اور ایرانیون کا قتل ہونا شروع
ہوا اور جس طرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ جگہ پھیلے ہوئے تھے اوسکی وجہ سے بہت سے لوگ
ونکے ہندوستانیونکے غیظ وغضب کی قربانی ہوئے - ہندوستانی امیرون نے
ایرانیونکے بچانے میں کوشش نہ کی - بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون کے

حوالے کیا جاوٰنکی محلسرایون کی حفظ و حراست کے لئے متعین کئی گئی تھے - علی حزین نے بیان
کیا ہے جس کو سیر المتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی ماری گئی اور سکاٹ
صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۷۰ میں ایکہزار آدمی بیان کئے گئے ہین - نادرشاہ نے پہلی پہل
تو فساد کو دبانا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے گونہ رنجیدہ ہوا - کہ وہ فساد رات بہر
بہ پا رہا اور تنزل کی جگہہ اوس کو ترقی حاصل ہوئی - باوصف اسکے صبح کو گہوڑے پر
سوار ہوکر اس نظر سے باہر نکلا کہ اوس کو جیتا جاگتا دیکہہ کر پہر امن و امان قایم ہو جاتے اور جبکہ
وہ باہر نکلا تو اوس نے گلی کوچون مین اپنے ہموطن بہائیونکی لاشونکو پڑا ہوا دیکہا - مگر اسپر بھی
جوش اوس کو نہ آیا یہانتک کہ ادہر ادہر سے پتھر پہینکنے لگے - اور چارون طرف سے تیر و بان و سپر
برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اوس کا جو اوس کے پہلو مین جاتا تہا اوس گولی کا
نشانہ ہوا جو خاص اوسپر چہوٹ کر آئی تھی - غرضکہ جب نادرشاہ نے یہ دست درازیان دیکہین
تو وہ بہت غصے ہوا - اور قتل عام کا عام حکم سنایا - چنانچہ صبح سے بہت دن چڑہے تک وہ حکم
قایم رہا - اور اوسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور پاداش و تدارک کی نظر سے پیدا
ہو سکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون پر ایسا جلایا ہوگا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور خونریزی
و ویرانی کا نمونہ بن گیا - خانزادے کاظم خان شیدا نے اس قتل عام کی تاریخ ظلم عام[1]
سے نکالی ہے - جبکہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہو چکا تو محمد شاہ یا اوس کے وزیر کی سفارش
سے غیظ اوس کا ٹہنڈا ہوا - اور قتل کی ممانعت کا حکم سنایا گیا - اور انتظام اوس کا ایسا معقول
تہا کہ جس وقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا - تو اوسی وقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ
مارا - قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہان رہگئی - مگر دلی والونکی تکلیفات اسپر موقوف نہوئین
اسلئے کہ نادرشاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑہائی سے یہ تہا کہ اوسکو مال و دولت سے
اپنے آپ کو مالامال کرے اور جب سے اوس نے فتح پائی تھی تبہی سے روپیہ کے اخذ و جر کے
رنگ ڈہنگ اوس نے ڈالے تہے جسکا وہ خواہان تہا - چنانچہ پہلے سیر اوس کی سعادتخان ہوے
مگر دلی کے پہونچنے پر تہوڑی مدت گذری تہی کہ سعادت خان مر گئے اور دہلی مین مدفون ہوے -

## برہان الملک کی وفات

ماثر الامرا و عبرۃ مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمون سے ۹ - ذیحجہ روز شنبہ

[1] دیکہو طبقات الشعرا مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

کی شب مین مر گئے اور مرآت آفتاب نما مین لکھا ہو کہ جسدن نادرشاہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اوسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی ۔ اور سیر المتاخرین مین بیان کیا ہی کہ لڑائی سے چند روز کے بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو اونکی پانون مین تھا راہی ملک آخرت ہوے خزانہ عامرہ مین مذکور ہی کہ نوبت بوجہ کو برہان الملک نادرشاہ کے حکم کے بموجب دن بھر اپنے گھر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے ۔ مگر شفا قلوس کا درد اور بیتابی بہت تھی ۔ کبھی غش آجاتا تھا کبھی افاقہ ہوتا تھا ۔ عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے اونکی سانس نکل گئی جسکے انتقال کیا نظام الملک آصف جاہ عیادت کے لئے گئے ۔ اور پیشتر سے ایک آدمی کو بھیجدیا کہ برہان الملک کو منع کردی کہ وہ تعظیم کو نہ اٹھین ۔ اونھون نے نہ مانا ۔ جب آصف جاہ پہنچے خدمتگارون کی اعانت سے تعظیم کو کھڑے ہوئے ۔ علی قلیخان والہ داغستانی نے اونکی مرثیے مین کہا ہے

**رباعی** دوران کو سپہر از گون می گردید ٭ بنگر کہ زمانہ بے تو چون مے گردید ٭ رفتی ز جہان و پشت شمشیر شکست ٭ با قامت خم ہمیشہ خون می گرید ٭

شیر جنگ جو کہ قزلباش سوارونکی جمعیت کے ساتھ نادرشاہ کیطرف سے برہان الملک کے پاس مامور تھا تاکہ وہ کروڑ روپئے جنکے نذر کرنے کا اونھون نے وعدہ کیا تھا وصول کرے وہ اون سوارون کو لیکر اودھ مین گیا اور صفدر جنگ سے وہ روپئے وصول کرکے نادرشاہ کے پاس لایا ۔ گیان بر کاش کے مولف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ اسطرح ذکر کیا ہی کہ ایکدن نادرشاہ نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو سخت اور نا ملایم الفاظ کہی نظام الملک آصف جاہ ایک عیار آدمی تھا اوس نے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہی اور ایک شربت کا پیالہ زہر کے بہانے سے پی لیا نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تھی اور مردمی کا طنطنہ رکھتی تھی واقع مین زہر کہا کر مر گئے ۔ نادرشاہ ابھی شاہجہان آباد مین مقیم تھا ۔ مگر عماد السعادت کا مولف گیان برکاش کی روایت کی تردید کرتا ہے ۔ اوس کا بیان یہ ہی کہ ایکدن نادرشاہ نے نظام الملک کو طلب کرکے فرمایا کہ اے بوڑھے تو نے ہمکو قندھار تحریر کیا تھا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان تشریف لائین گے تو پچاس کروڑ روپئے کا انتظام کردونگا ۔ اور جو کچھہ بادشاہ و امرا سے ہاتھ لگیگا وہ علاوہ ہوگا ۔ اب وہ روپئے کہان ہین ۔ آج اور کل کی مہلت ہی پرسون تک اگر حاضر نہ کرسکے گا تو تیری کہال نکلوالونگا ۔ آصف جاہ نادرشاہ سے رخصت ہو کر برہان الملک کے پاس آیا ۔ اور نادرشاہ کی ساری تقریر سنا کر کہا کہ بھائی آج یہ آفت ہمارے سر پر ہے

کہ تمہاری خیر نہین ہی اب کوئی صورت بچانے کی باقی نہین ہی - مین وہی آصف جاہ ہون کہ
کئی بار دکن کو فتح کیا ہی مدت العمر مین ہزارہا لڑائیان سر کی ہین اب ایسی زندگی پر کہ بڑھاپے مین
ایک گداے قزلباش بچہ بے نام و نشان آکر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تواب اسبات کو
بہتر جانتا ہون کہ مین اپنی جان کو ہلاک کر ڈالون - اور زہر کا پیالہ پی لون - میرے اونکے
سوال و جواب قیامت مین ہونگے - برہان الملک صاف دل تہے - اونہون نے آصف جاہ سے
کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف لے گئے کہ مین بھی ایسا ہی کرونگا - آصف جاہ رخصت ہوکر اپنے
مکان کو گئے اور برہان الملک نے ایک شربت کے پیالے مین زہر ملاکر پی لیا اور چادر تان کر
سو رہے - اور مر گئے - مگر نظام الملک نے زہر نہین کھایا آرام سے اپنے دیوانخانے مین سو گیا -
جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی کی خبر سنی تو بظاہر تاسف کیا اور باطن مین مسرور
ہوا - اب آگے عماد السعادت کا مولف کہتا ہی کہ یہ حکایت محض بے اصل ہی حقیقت حال یہ ہی
کہ برہان الملک کے چند ماہ سے دنبل نکلا تہا اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تہا اوسی صدمے سے
وہ مر گئے اونکے اور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت نہ تہی اور دلیل اسکی یہ ہی کہ آصف جاہ
کا پوتا عماد الملک ایک شب اپنے ایک دوست سے بیان کرتا تہا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے
آدمی تہے - ہمارے دادا اونکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکہتے تہے کیونکہ قمر الدین خان
تو ہمارے رشتہ دار تہے اور برہان الملک باوجود اجنبیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے
تہے - عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اوس کے دوست نے کہا بہلا کوئی سلوک بیان تو کرو
اوس نے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے بخشی خانے کے
پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی انہین قید رکہین - والد نے قمر الدین خان کو لکہا
کہ آپ اسوقت دستگیری فرمائین - کیونکہ والد تو دکن مین ہین - اور مخالف لوگ دشمن لگے
ہین اور بادشاہ کو غصے کر دیا ہے - آپ باپ کی جگہہ مین - اونہون نے جواب دیا کہ بادشاہ
سلامت مختار اور جان و مال کے مالک ہین ہم سب اونکے غلام ہین وہ جو کچھہ کرتے ہین خوب
کرتے ہین - بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہین رکہتا ہون والد نے
جب یہ جواب سنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکال کر
اور پیس کر کہالین - اس اثنا مین برہان الملک جو دربار مین آئے ہوے تہے اونہون نے بہی
یہ حال سن لیا نہایت غصے ہوے - اور بادشاہ کے پاس پہونچے تو خشم آلود اور چین بجبین

کھڑے رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام
سخت حیران ہی اور نہایت متعجب ہی کہ قلعہ کیون نہین منہدم ہو جاتا کہ آصف جاہ نے رکاب
سعادت مین بڑی مستعدی سی خدمات کین اور اوس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہی ایک
ادنی آدمی کی طرح سی پیش خانے کے سپاہیونکے پاس نظربند ہی۔ جو کچھہ اوس کے باپ نے
خدمات کین اونکو اسطرح یک لخت بہلا دینے سے ثابت ہوتا ہی کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب
اپنے خون سی رنگین ہوگی یہ بات کہی۔ اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سی کہا کہ تم کیون یہان
بیٹھے ہو تمہارا سسر نامرد ہے اوس سی کچھہ توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کون ایسی
ہمت رکھتا ہی کہ مجھہ سے تم کو چھڑا لے۔ اوس نے بہت الحاح کیا کہ بادشاہ کے بے حکم
اوٹھنا اچھا نہین۔ مگر برہان الملک نے نہ مانا۔ اور اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھہ مین مضبوط پکڑ کر
اپنی پالکی مین بٹھا کر قلعہ سی نکالکر اوسکی حویلی مین پہنچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزندون پر
نثار ہی۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سی آئے تو خدا کے لئے یہ نہ کرنا کہ خاموشی کے ساتھ اوسکی
ہمراہ چلے جاؤ بلکہ مجھے خبر کر دینا اوسی وقت پہنچکر تمھارے باپ کی اون مہربانیونکا جو میرے
اوپر ہین حق ادا کرونگا۔ عمادالملک نے یہ قصہ بیان کر کے کہا کہ دادا صاحب اس حال کو
سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوئے۔ جب تھوڑے دنون کے بعد دکن سی دہلی کو آئے
اور برہان الملک اونسے ملنے کو گئی تو لب فرش تک استقبال کیا۔ اور ایک مسند پر بیٹھے۔
اور اوس دن سی دونون مین صحبت بڑھ گئی۔

## برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھی اپنے مادام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب سر راہ نواب
سربلند خان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اوتر کر اونکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے
جب سربلند خان صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا۔ اور اوسکی جگہہ ابھی سنگھہ پسر اجیت سنگھہ
مقرر ہوا۔ تو سربلند خان دلی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے اکبرآباد مین ٹھہر گیا۔ یہان سپاہ
نے تنخواہ کے لئے اوسپر بلوہ کیا۔ سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے خزانے
سے لینا چاہا۔ مگر سربلند خان نے نہ مانا۔ اور اسباب فروخت کر کے سپاہ کی تنخواہ ادا کی [۵]

ب ۵ دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

سعادت خان کی پیشانی پر یہ بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اونھون نے نادرشاہ کی ہاتھون
دلی کو برباد کرادیا تاریخ مظفری مین ہی روز دیگر فردوس آرامگاہ خلعت میر بخشی گری بنظام الملک
فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد کبیدہ
خاطر گشت و نادرشاہ را بر رفتن دارالخلافت شاہجہان آباد ترغیب نمودہ داد نمک حرامی
ادا کرد و خزاین و دفاین آنجا گوش زد کرد - مفتاح التواریخ مین بہی اسبات کی تصریح
کی ہی - از گفتن او نادرشاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد
داخل شد و الا ارادۂ نادرشاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند
؎ بے سعادت نمک حرام بمرد ﴿ (۱۱۵۲ ہجری) ایکدن برہان الملک اور عمدۃ الملک
محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے - نواب نے امیر خان پر طعن کرکے کہا ؎
پسر نوح با بدان بنشست ﴿ خاندان نبوتش گم شد ﴿ یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد
مین سے ہے نامعقول[1] وضع رکہتا ہی - امیر خان نے جواب مین کہا سچ ہے ؎ سگ اصحاب
کہف روزی چند ﴿ پی نیکان گرفت مردم شد ﴿ یعنی ہم کہ گمنام تہے اس مرتبہ کو پہونچگئے
برہان الملک نہایت کارطلب امیر تہے جرات کے ساتھ رعیت پروری بہی مزاج مین تہی -
نہایت مدبر شجاع منتظم تہے مرتے وقت خزانے مین نقد نو کرور روپے چہوڑے طبیعت
موزون تہی - شعر بہی کہتے تہے - امین تخلص کرتے تھے - میر عبدالعلی طالع تخلص ایک غزل کے
مقطع مین کہتا ہے ؎ طالع این مصرع نواب دل از دستم برد ﴿ دل غمگین بکسی دادم و یا دم نیست
دوسرا مصرع امین کا ہی - ریاض الشعرا مین علی قلی خان داغستانی نے انکے نام سے یہ شعر
لکہا ہے ؎ زکدام رہ بیایم کہ بچشم تو در آیم ﴿ کہ بگرد چشم مستت ہمہ نیزہ سیاہ است

## نواب سعادت خان برہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکہا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد انکے بیٹے کو جو چہوٹا تہا
بادشاہ کے ہان سے خلعت عطا ہوا - مقدار ادہ عمارت [illegible] باکسی اور مرض مین بچپن مین ہی مرگیا

---

[1] امیر خان کے ساتہی زنانہ اطوار تہے کہ وہ آنکہون مین کاجل لگاتے تہے دانتون پر مسی ملتے تہے - ہاتہ پیر مین
مہندی لگاتے تہے - انگیا چولی پہنتے اور چاندی کے توڑے اور دونون کانون مین بالے پہنتے تہی اور خود نواب کی بہی یہی وضع تہی

تو مرزا مقیم کو جو نواب برہان الملک کے داماد تھے اصالۃً خلعت مرحمت ہوا جنہون نے اپنی یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

## اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادتخان برہان الملک کے ہندوستان مین ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئین بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم۔ تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم۔ چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی مین مر گیا۔ جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اونکی اول یہ منشا ہوئی کہ اپنے بھتیجے نثار محمد خان شیر جنگ سے بیاہ دین۔ لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی مین مصروف رہتے تھے اسلئے اپنی بڑی بہن کے بیٹے مرزا مقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلا کر صدر جہان کی اونسے شادی کر دی اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف بیگا بیگم دس برس کی عمر کو پہنچی تو اپنی چھوٹی بہن کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت مین تھی مع اوسکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے بلوا کر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اس بھانجے سے کر دی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سیادت خان کے خطاب کے ساتھ مخاطب تھی۔ چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلیخان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے ساتھ ہوا۔ اور پانچوین بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا جنسے صدر جہان بیگم زوجہ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنت

## منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان مین مذکور ہوا ہے کہ ایکبار اونکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لیے ان منصبونکی تھوڑی سی تفصیل آئین اکبری سے یہان لکھتا ہون۔ اس کتاب مین بیان کیا ہے کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دہ ہزاری تک منصب مقرر کیے تھے پھر اس مین ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے تھے۔ ان منصبون مین سے پنجہزاری تک نوکرون کو ملتا تھا اوس سے آگے بادشاہ کے بیٹون کے واسطے مخصوص تھا ہر ایک منصب والے کے لیے گھوڑے ہاتھی۔ باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ مقرر تھی۔ مثلاً

**منصب ہزاری** کے لئے گھوڑوں مین عراقی ۱۰ مجنس ۱۰ ترکی ۱۲ یابو ۱۲ تازی ۱۲ جنگلہ ۱۲ ہاتہیون مین شیرگیر ۷ سادہ ۸ منجہولہ ۶ کرہہ ۷ بہندرکیہ دو باربرداری مین اونٹ ۱۲ خچر ۴ گاڑی اور جہکڑے ۲ تہ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۲۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

**ڈیڑھ ہزاری** گھوڑوں مین عراقی ۱۲ مجنس ۱۲ ترکی یابو تازی جنگلہ چوبیس ہاتہیون مین شیرگیر ۸ سادہ ۱۰ منجہولہ ۸ کرہہ ۷ بہندرکیہ دو باربرداری مین شتر ۳۴ - خچر پانچ گاڑی اور جہکڑے ۵۰ تنخواہ ماہانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹھہ سو روپیہ درجہ سوم نو ہزار سات سو روپیہ۔

**پنجہزاری** اسپ عراقی ۳۴ مجنس ۳۴ ترکی ۶۸ یابو ۶۸ تازی ۷۶ جنگلہ ۶۶ ہاتھی شیرگیر ۲۰ سادہ ۳۰ منجہولہ ۲۰ کرہہ ۲۰ بہندرکیہ ۱- اونٹ ۸۰ خچر ۲۰ جہکڑے اور گاڑی ۱۶۰ تنخواہ درجہ اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم انتیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۸ ہزار روپیہ۔

**ہفت ہزاری** اسپ عراقی ۴۹ مجنس ۹۴ ترکی ۸۶ یابو ۸۵ تازی ۸۶ جنگلہ ۸۶ فیل شیرگیر ۳۰ سادہ ۴۲ منجہولہ ۷۲ کرہہ ۲۷ بہندرکیہ ۱۲- اونٹ ۱۱۰ خچر ۷۲ گاڑی جہکڑے ۲۲۰ ماہانہ ۴۵۰۰۰ روپیہ۔

# مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کے حالات

## نسب مرزا مقیم

ترکمانون مین دو قومین ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو آق قوینلو اور دوسری کو قراقوینلو کہتے ہین - قراقوینلو کی شاخ مین سے قرا یوسف بن قرا محمد ترکمان فرمانرواے دیاربکر امیر تیمور کی سپاہ کے حملے سے بھاگ کر بادشاہ مصر کے پاس چلا گیا - جب امیر تیمور کا انتقال ہو گیا تو قرا یوسف کو اپنا ملک واپس لینے کا موقع ہاتھ آیا بادشاہ مصر نے اوسکو سامان شایستہ دیکر رخصت معاودت عطا کی - فی الفور ترکمانونکی جمعیت کثیر اوس کے جہنڈے کے تلے جمع ہو گئی اور دیاربکر مین پہنچ کر اپنے ملک موروثی پر قبضہ کر لیا - ابا بکر بن میران شاہ بن امیر تیمور سے تبریز مین لڑائیان ہوئین جن مین سے پہلی لڑائی مین کہ روز جمعرات ۲۴ - ذیقعدہ سنہ ۸۰۹ ہجری

واقع ہوئی تہی میران شاہ مارا گیا اور ابابکر کرمان کیطرف بہاگ گیا۔ بعد اوسکے امیر تیمور کا بیٹا
شاہ رخ مرزا ایک زبردست فوج لیکر قرا یوسف کے سر پر پہنچ گیا۔ مگر ابہی لڑائی شروع ہونے
پائی تھی دونوں لشکر مقابل بیٹھے ہوئے تہے کہ شب ہفتم ذیقعدہ ۸۲۳ھ ہجری کو قرا یوسف نے
ہیضہ کیا اور مر گیا اوسکی وفات کی تاریخ وزیر نامے میں یون لکھی ہے۔ ع وفات میر یوسف شاہ
تبریز ؛ کتابت شد بتاریخ کتابت ؛ شاہ رخ مرزا نے اوسکے بیٹے جہان شاہ کو تبریز میں
باپ کا قایم مقام کر کے معاودت کی۔ جب جہان شاہ مر گیا تو اوسکی جگہہ اوس کا بہتیجا الباغ شاہ
تخت پر بیٹھا۔ اور الباغ شاہ کے بعد حسین علی مرزا مسند نشین ہوا اوس کے بعد شاہزادہ
ناصر مرزا بادشاہ ہوا۔ اوسکے بعد شاہزادہ منصور مرزا مسند آرا ہوا یہانتک کہ ایران میں شاہ
عباس اول نبیرۂ شاہ طہماسپ صفوی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اس بادشاہ نے تبریز
کی تسخیر کے لئے فوجکشی کی اور اوسے فتح کر کے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لیگیا۔
اور اوسکے لئے جاگیر مقرر کردی۔ منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا اوس کا بیٹا جعفر قلی خان
بیگ تہا اور اوسکے بیٹا محمد قلی خان ثانی ہوا۔ محمد قلی خان بیگ کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا
محمد شفیع خان بیگ (۲) چہوٹا جعفر قلی خان بیگ۔

عماد السعادت اور قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیر نامے میں اسی طرح مرقوم ہے اور یہ حالات
کتب معتبرہ کے مخالف ہیں ثبوت ان کا بجز انہیں کتابوں کے دوسری جگہہ نہیں ملتا۔ غور کرو۔
(۱) پیر بداق قرا یوسف کا پوتا نہیں بیٹا تہا۔ چنانچہ حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سیم
میں لکھا ہے کہ جب قرا یوسف ترکمان مصر میں پناہ گزین تہا تو وہان اوسکے ایک بیٹا پیدا
ہوا جسکا نام پیر بداق خان ہے۔ احمد جلایر بغدادی بہی اون دنون وہین پناہ گزین تہا۔ جسنے
اوس لڑکے کو اپنی فرزندی میں قبول کیا (۲) شاہ رخ مرزا نے آذربائجان پر چڑہائی
کی تو قرا یوسف ساز و سامان کے ساتھ مقابلے کو تبریز سے نکلا اوجان میں آیا اور وہاں مر گیا
بایسنقر نے تبریز پر قبضہ کر کے شاہ رخ کے نام کا خطبہ پڑہا۔ شاہ رخ کی چڑہائی کے وقت
جہان شاہ بن قرا یوسف سلطانیہ میں تہا وہ باپ کی وفات کی خبر سنتے ہی وہاں سے بہاگ گیا
اسکندر اور اسپند قرا یوسف کے دو بیٹے تھے وہ بہی شاہ رخ کی فوج سے شکست پا کر بہاگ گئے
جب شاہ رخ فتح تبریز سے فارغ ہوکر واپس ہوا۔ تو اسکندر نے پھر آذربائجان پر قبضہ کر لیا
شاہ رخ نے دوبارہ چڑہائی کی تو اسکندر بہاگ گیا۔ آخرکار شاہ رخ نے اپنا بہیجا چہوڑ کر

جہان شاہ کو آذربائجان کی ولایت ویدی (۳) وزیرنامے مین جعفر بیگ خان کو محمد قلی بیگ
کا پوتا لکھا ہی - اور دوسری کتب مین بیٹا بتایا ہی (۴) شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر چڑہائی
کی تو اوس وقت وہ سلطان ترکی کے قبضے مین تھا نہ سفوی مرزا کے چنانچہ جلد ہشتم روضۃ
الصفا مین ذکر فتوح آذربائجان و تبریز مین لکھا ہے کہ آذربائجان اور تبریز پر سلطنت
عثمانیہ کا قبضہ تہا - اور روم کیطرف سے علی پاشا یہان حاکم تہا اوسی اور غازی بیگ کرد
سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہوگیا علی پاشا نے اردان اور نخجوان اور تبریز کا لشکر جمع کر کے
غازی بیگ پر چڑہائی کی اوس نے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد
کے لئے بہیجا شاہ عباس نے اس موقع کو نہایت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت مین تبریز و نیوی
خالی تھا اور تیاری کر کے ارادہ سفر مازندران کی شہرت دیکر ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ہجری
کو اصفہان سی کوچ کیا اور حدود قزوین سے چھہ دن مین گذر کر تبریز پہنچ گیا - اور گیارہوین
دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلئے وہ
شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی - اور سہل طور پر شاہ عباس کو وہان قبضہ میسر ہوگیا
تبریز نہایت خراب و ویران ہو رہا تہا - اسلئے کہ عرصہ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات
اوٹھاتا رہا - علی پاشا غازی بیگ سے صلح کر کے شاہ عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست
پائی اور تبریز پر شاہ کا قبضہ مستقل ہوگیا -

اب ہم اصل سلسلہ بیان کیطرف پھر رجوع کرتے ہین - اور اونہین معمولی تواریخ اور وہ کی
سند سے لکھتے ہین کہ مرزا **شفیع خان بیگ** پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تہین
اونمین سی ایک بیٹی مرزا **مسیح** سے بیاہی گئی جن کی سیادت مین کلام ہے - اس لڑکی
کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام محمد علیخان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان
تہا محمد علیخان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بہتیجی کے
ساتھ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا - اور محمد علیخان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے
فرزند سے منعقد ہوئی تھی - اوسکی اولاد عالم طفولیت مین مرگئی - مرزا رحیم خان سی ہندوستان مین
ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا - بیٹی مرزا مینڈو پسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی -
اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تہا جن کی پنشن ریاست لکھنو اور سرکار انگریزی
سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی - سرکار انگریزی مین اونہون نے ضلع اکبر آباد مین تحصیلداری

کی خدمات ادا کی تھین جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے پنشن پاتے تھے اور قبل دکلھنؤ سے قبل مر گئے **دوسری بیٹی** کا میر عبد اللہ سے بیاہ ہوا تھا جس کے بطن سے میر عبد اللہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے نصیر الدولہ نواب عبد المطلب خان اور مرزا حیدر علیخان اور مرزا اکبر علیخان یہ سب بے اولاد مر گئے بجز مرزا عبد المطلب خان کے جنکے ایک بیٹی تھی جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی - میر عبد اللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام کو پہنچتا ہے - اور **تیسری بیٹی** جو اپنی تمام بہنون سے چھوٹی تھی مرزا یوسف سے منعقد ہوئی - اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے (۱) سید محمد خان (۲) مرزا شاہ میر خان (۳) میر امین خان (۴) مرزا جعفر جو نجف گڈھ مین جسمے کی چوب کے صدمے سے ہلاک ہوئے **چوتھی بیٹی** مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین سعادت خان برہان الملک کے بھانجے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے بھائی تھے -

**جعفر قلی خان بیگ** ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تھی جن کے دو بیٹے پیدا ہوے (۱) بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن تھا (۲) اور چھوٹے کا مرزا مقیم تھا - مرزا محسن بھی چار برس کے تھے اور مرزا مقیم چھ مہینے کے تھے جو انکی ماں نے انتقال کیا - مرزا مقیم کو انکی خالہ نے جو محمد شاہ بیگ بنت میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھین اپنا دودھ پلاکر پرورش کیا تھا - اور یہ دونون بھائی اپنی خالہ کے گھر مین جوان ہوے - مرزا محسن (جنھون نے ۲۹ - ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری شب چہارشنبہ کو عارضہ ہیضہ مین انتقال کیا تھا) انکی شادی انکے چچا محمد شفیع خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جس سے انکے دو بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام جعفر قلیخان اور عرف مرزا بزرگ تھا - اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد قلیخان عرف مرزا کوچک تھا - اور انہین آغا بابا بھی کہتے تھے - مرزا محسن کی دونون بیٹیون مین سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی - اور چھوٹی بیٹی مرزا ابوتراب خان (۱) مرزا ابوطالب خان سے منعقد ہوئی جو نواب صفدر جنگ کی پھوپھی زاد بھائی تھے - اور نسبا ان کا سادات حسینی تھا اور انکے دادا مرزا فخر الدین محمد خان مشہد مقدس مین حضرت امام رضا کے روضے کے متولی تھے - مرزا ابوتراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا مسیح تھا اور چھوٹے کا

مرزا ابوطالب خان نام تھا . . . . . . . . ابوطالب خان کا بیاہ نصیر الدولہ ابن نواب
سعادت علیخان ابن نواب شجاع الدولہ خلف نواب صفدر جنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم
نامی کے ساتھ ہوا۔ اور اونکے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے یہ نام ہین مرزا ابوتراب خان۔
اور مرزا ابوالقاسم اور مرزا ابوالحسن عرف مرزا امین۔ انمین سے مرزا ابوتراب خان کی
شادی غازی الدین حیدر خان ابن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور
مفخر الدولہ مرزا ابوالقاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہی گئی یہ دونون
لڑکیان نواب محسن الدولہ کی حقیقی بہنین تھین جو بوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے
تھین۔ مرزا منیر الدولہ ابوالحسن عرف مرزا امین نصیر الدولہ محمد علیشاہ ابن نواب سعادت علیخان
کی چھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہی گئی مرزا محسن کے بڑے بیٹے جن کا نام جعفر
قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تھا۔ ۔ شاہ میر کی چھوٹی بیٹی سے جو چھوٹی بی بی کے ساتھ
مشہور تھین بیاہی گئی۔ انسے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تھا۔ جب مرزا شفیع خان
نیشاپور سے ہندوستان مین آئے تو نواب شجاع الدولہ نے اونکو اپنی سپاہ مین رسالہ دار کردیا
اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو میر محمد امین المخاطب برہان الملک کی نواسی تھی اونکی نسبت
ہوئی لیکن ابھی رخصت عروس نے نپائی تھی کہ نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان
دہلی کو چلے گئے نجف خان ذوالفقار الدولہ کے انتقال کے بعد دلّی کے امیر الامرا ہوئے محمد بیگ
خان ہمدانی نے دغا سے مار ڈالا مرزا بزرگ کے ایک بیٹا اور بھی تھا جو چھوٹی بی بی کے علاوہ
ایک اور عورت کے بطن سے تھا اونکا نام زین العابدین خان تھا جو مرزا شفیع سے عمر مین بڑے
تھے زین العابدین خان کا ازدواج نواب محمد قلیخان کی بیٹی بڈھن بیگم کے ساتھ ہوا تھا۔
بڈھن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمدی بیگم کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے
بیٹی بن بیاہی مر گئی بیٹے کو مرزا بزرگ کہتے تھے اون کا عقد نکاح نواب شجاع الدولہ
کی بیٹی سے ہوا مگر اس بیگم کے بطن سے مرزا بزرگ کے کوئی اولاد نہ تھی البتہ دوسری بی بی سے
ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئے اور وہ خود حالت جنون مین مر گئے۔ بیٹے کا نام قایم علیخان تھا جو
مرزا برہان الدین حیدر عرف مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہے گئے تھے۔ اور قایم علیخان کی
بہن مرزا جنگلی کے بیٹے نواب مرزا کے ساتھ منعقد ہوئی تھی جن کے بطن سے تین بیٹے پیدا
ہوئے اول نواب محمد قلیخان عرف مرزا کوچک۔ ابن مرزا محسن جو اپنے

بچا صفدر جنگ کیطرف سے الہ آباد کے ناظم تہے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے
پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُنسے ایک بیٹی بدر
صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین پسر مرزا بزرگ ابن مرزا محسن کے ساتھ
ہوا محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلیخان نے میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی
عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور میں منسوب ہو چکے تھے اونسے ایک بیٹا
مرزا جعفر نامی پیدا ہوا اور محمد قلیخان کا ایک بیٹا اور بی بی سے محمد علیخان نام تہا محمد علیخان
مرزا جعفر سے دو برس بڑا تہا محمد علیخان کا بیاہ نہوا۔ مگر بی بیان بہت تہین۔ محمد علیخان کے
۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تہین۔ بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان جنکی شادی ننھی بیگم بنت نواب
سعادت علیخان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان پوتی بیگم بنت غازی الدین
حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تہین منسوب ہوا۔ پوتی بیگم کا انتقال نواب سعادت علیخان
کے عہد میں ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور زہرہ بیگم چھوڑین محسن الدولہ
کی شادی نصیر الدولہ محمد علیشاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر
کے عہد حکومت مین ہوئی تہی محسن الدولہ کے ایک بیٹی مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان
وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی
الدین حیدر نے پرورش کیا تہا جنکی شادیان مرزا ابو تراب خان عرف مرزا ابو القاسم خان اور مرزا ابو طالب خان
کے ساتھ ہوئین۔ محمد علیخان کا تیسرا بیٹا اکبر علیخان ہے جنکی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے
جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تہے ہوئی مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو جنکے
ماموں برہان الملک نے نیشاپور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ
ہوئے سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اون سے
کر دیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک
کی سفارش سے محمد شاہ نے اونہین ابو المنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[۵۷]۔ اس
خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادت خان
برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوئے۔ صفدر جنگ کے اکلوتے
بیٹے کا نام مرزا جلال الدین حیدر رہا جنکو صفدر جنگ نے پہلے پہل محمد شاہ کے

---

[۵۷] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

تو پہنچانے کی داروغگی دلاکر نائب میر آتش کرادیا تھا۔ یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھ مشہور و معروف ہیں **فائدہ جلیلہ** یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے چارہ نہیں کہ فراست نامہ جلد نمبر سوم متعلقہ صفحہ ۱ میں لکھا ہے کہ **پدر منصور علیخان کاسہ سازے بود** کئی کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ابوالمنصور خان کی جگہ منصور علیخان لکھا ہے اور یہ سہو ہے۔

## صفدر جنگ کی مسند نشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور وہ دفن ہو چکے تو اونکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسپ خان جلائر کے ذریعہ سے نادر شاہ کے حضور میں ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ میں سعادتخان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہوں اور اونکی جانشینی میرا حق ہے۔ اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اونکی بہانجے ہیں بھتیجے کے موجود ہوتے بہانجے کو میراث نہیں پہنچتی۔ اسلئے امیدوار ہوں کہ اپنی بہائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمادیں تاکہ صوبہ داری اودہ کی سند فدوی کو مرحمت ہو جائے اس اثناء میں راجہ لچھمی نراین بسر راے ہرنراین وکیل نواب برہان الملک نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھ صفائی دل حاصل نہتی۔ اگر صفائی دل حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے برہان الملک کے مال و اسباب کے مالک نہ صفدر جنگ ہیں نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک ہیں جس کو چاہیں بخشیں صفدر جنگ مرد متین اور حذاترس اور صاحب لیاقت اور وعدے کے پابند ہیں اور تمام سپاہ اونسے راضی ہے اور دو کرور روپیہ حضور میں پیش کرنے کو اونہوں نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبد الباقی خان زنگنہ کے توسط سے نادر شاہ کے حضور میں پہنچوائی نادر شاہ نے دونوں عرضیاں ملاحظہ فرماکر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کر کے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودھ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنی بہائی دو سو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زر پیشکش وصول کرلائیں۔ چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہنچ گیا اور دو کرور روپے داخل خزانہ نادری ہوئے اور صفدر جنگ صوبہ اودھ کی حکومت پر مستقل ہو گئے[۵۷]۔ مگر جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ میں لکھا ہے

---

[۵۷] دیکھو عماد السعادت ۱۲

کہ برہان الملک کے مرنیکے بعد اونکی خزانہ اودہ سے ایک کروڑ روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کے پاس آئے

## بن جی زمیندار کے بیٹے اور بھائیون کا بغاوت کرنا اور صفدر جنگ کا اونکی تنبیہ کے لئے عزیمت فرمانا

بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودہ کی علاقے مین تہا اور یہ شخص ساختہ و برداختہ اسی خاندان کے ہاتھ کا تہا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اوسکی بعد اوسکی بیٹے اور بھائیون نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی - مخالفت کرنے لگے - صفدر جنگ نے اونکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلئے اطاعت پر مائل نہوے صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روز اونسے لڑائی جاری رکھی اور آخرکار اونکی قلعے مفتوح ہوگئے اور اونکی تمام ساتھی منہزم ہوئے اور بن جی کا ایک بھائی معرکہ مین کام آیا اور دوسرا گرفتار ہوا - اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضہ مین آگئین - اسی زمانہ مین مرہٹونکی آمد آمد کی شہرت ہوئی - نواب نے اونکے مقابلے کے لئے انتظام کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اوس نے نواب کو جواب دیا کہ اگر وہ ادہر کا قصد کرینگی تو مین ضرور اونسے جنگ کرکے سزا دونگا - ؎۱

## صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سے بنگالہ کو جانا

عماد السعادت مین لکہا ہی کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتہہ اونکی مقابلے کے لئے روانہ ہوا - تو نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان اس مضمون کی بہیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکہنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالہ

---

؎۱ مستفاد از عزیز القلوب جو مجموعہ ہی نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کے خطوط کا جسکو بہگوانداس میر منشی نواب مذکور نے جمع کیا ہے ۱۱

کی تمام فوج اوسکی ساتھہ ہی حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھہ اوس ملک پر قبضہ کر لین اور ایسا ملک بسبب اولیاے دولت کے قبضے مین آجائے - اگر حضور اوس ملک کی نیابت صفدر جنگ سے متعلق فرمادینگے تو صفدر جنگ سال بسال زر خراج بخوبی ادا کرتے رہینگے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہوجائے گا تو وہ بھی ایسا ہی کریگا - بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو حکم دیا کہ وہ بنگالہ کو فوج لیکر چلے جائین مگر جام جہان نما اور ماثر الامرا سے ثابت ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین مہابت جنگ کی مدد کے لیے بھیجا تھا جس کا ناقیہ مرہٹون نے تنگ کر رکھا تھا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڈھ بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تھا - بہر صورت صفدر جنگ آدھی فوج نول رائے کی ماتحتی مین کر کے صوبہ اودھ کے انتظام کے لیے چھوڑ کر خود سنہ ۱۱۵۵[1] ہجری مین عظیم آباد کو روانہ ہوئے اون دنون اسد الدولہ ہدایت علیخان سہارنپوری مہابت جنگ کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبہ کا کام کرتا تھا اوسکی فوج کم تھی وہ صفدر جنگ کی آمد آمد سے گھبرا گیا اور پرتاب نراین معروف بہ پرتاب سنگھہ ابن دیوان آتمارام سے خط و کتابت کر کے اوسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی - نواب نے اوس کے حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین - بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج عظیم آباد مین داخل ہوئی تھی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر ہی تھی لیکن نزدیک تھا کہ داخل ہو اسلیے کہ کوئی مانع و مزاحم باقی نرہا تھا - مہابت جنگ کو جبکہ وقایع نگار کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کر کے عظیم آباد کیطرف لوٹا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ مجھکو عرصہ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق تھا الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس تشریف لائے اگر اسجگہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہو جاتا - اب امیدوار ہون کہ میرے پہنچنے تک وہان سے روانہ نہون - نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھہ کر سمجھہ لیا کہ مہابت جنگ دہمکی دیتا ہے - اس لیے راجہ نولرائے کو ایک شقعہ لکھا کہ تم وہان کا انتظام کر کے تمام فوج کے ساتھہ فورا ہمارے پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے صفدر جنگ کو ایک شقعہ لکھا جس کا مضمون

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ تہا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہی بہت جلد اپنے صوبے کو
لوٹ جاؤ۔ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اس مضمون کا بھیجا۔ چونکہ تم کو مرہٹوں کی
مہم درپیش ہی اور تمام سپاہ کے ساتھ اونکے مقابلے کے لئے اپنے مقام سے کوچ کیا ہی
مگر ہمکو یہ خبر ملی تھی کہ بنگالے مین سوائے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سپاہ نہین
اسلئے یہ خیال پیدا ہوا تہا کہ مبادا مرہٹے وہان پہنچکر غارتگری کرین پس صفدر جنگ کو
اوس ملک کی حفاظت کے لئے مامور کیا تاکہ مرہٹے اودہر کا رخ نہ کرین اس لئے تم کو
اونکا مقابلہ نکرنا چاہیے بلکہ اونسے محبت سے پیش آنا چاہئے۔ صفدر جنگ اس شقہ کے
پہنچنے کے بعد وہین مقیم رہی۔ جب دیکہا کہ مہابت جنگ مرشد آباد مین پہنچ گیا۔ اور جس
عجلت کے ساتھ اودہر آرہا تھا اب نہین آتا تو اودہ کیطرف واپس ہوئے اس کے بعد
مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا۔ اور بادشاہ کا شقہ اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیجدیا
مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تہا کہ آپ کی فوج کے دبدبہ سے مرہٹے بادشاہی ملک
مین دخل نہین کرسکے بلکہ خاص آپ کی آمد کیوجہ سے صلح کرکے چلے گئے پہر آپنے اتنی
جلدی کیون مراجعت کی اتنا ضرور ٹہیرنا چاہیے تہا کہ مین وہان پہونچ جاتا مراسم
شکرگزاری بجالاتا۔ اب مجھکو نہایت شرمندگی ہی۔ غرضکہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد
اپنے صوبے مین داخل ہوگئی۔ سید ہدایت علیخان سہارنپوری ہمراہ تہا۔ مگر سید
ہدایت علیخان کے بیٹے نے سیر المتاخرین مین جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عماد السعادت
کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگہوجی بہونسلہ نے بہاسکر
پنڈت کو بنگالے پر یورش کے لئے بھیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین لکھا
کہ ایسے وقت مین کوئی سردار میری مدد کے لئے متعین فرمایا جائے۔ اگر خدانخواستہ فدوی
تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت مین بل آجائیگا۔ محمد شاہ نے اپنے امرا سے مشورہ
لیا اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینا چاہئے
بادشاہ نے نہایت جلد ایک شقہ خاص اپنے قلم سے ابو المنصور خان صفدر جنگ
کو لکہا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لئے بنگالہ کو چلے جاؤ۔ اور عمدۃ
الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکہا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ
کی مدد پر روانہ کرے وہ حیلہ نہ کرنے پائے۔ بہ تعمیل حکم صفدر جنگ نے آخر شوال

یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر بازماندہ مغلیہ فوج نادری
کے ساتھ جسمین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے ۔ اور ہندوستانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا
سامان توپخانہ وغیرہ کا ہمراہ لیکر ایسی دارالامارت فیض آباد سی کوچ کرکے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین
بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون ۔ مگر مرہٹون سی لڑنا آسان نہین ہی میرا صوبہ
مفسدا ور بدمعاش زمینداروں کا آرامگاہ ہی ۔ انکی وجہ سی ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ
ہی نہ تو صوبہ اودھ مین چھوڑ سکتا ہون ۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہی اور نہ ہمراہ
لے جاسکتا ہون ۔ پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ عنایت ہون تاکہ عیال
واطفال کیطرف سے دلجمعی کرکے مرہٹونکی سزادہی مین مصروف ہوون ۔ عمدۃ الملک نے یہ امر
منظور کرکے لکھا کہ بادشاہ سی عرض کرکے اجازت حاصل کرلو اور اس بارے مین بھی بادشاہ
کے حضور مین تحریک کرونگا ۔ جب بادشاہ کیخدمت مین عرضی گئی تو اونھون نے قلعہ رہتاس
اور چنارگڈھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون
کو صفدر جنگ کے حوالے کردین ۔ صفدر جنگ بنارس تک پہنچکر پل باندھکر دریاے گنگا سی
اوترے اور اپنی عیال واطفال کو لیکر قلعہ چنارگڈھ مین آئے اور اوس کو دیکھکر پسند کیا اور اپنی
جانب سی اوس کی محافظت کیلئے آدمی مقرر کرکے آپ بہ کمال شوکت وجاہ عظیم آباد کا
قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد تک ہمراہ لے گئے ۔ اس ارادے سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد
ونواح مین مرہٹون سے مقابلہ ہو جاے گا ۔ تو بہر صورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہنچا دیا جاے گا
مہابت جنگ نے سید ہدایت علی نایب عظیم آباد کو لکھا کہ صفدر جنگ مدد کیلئے مین جب قریب
پہنچین تو استقبال کرنا چاہئے تاکہ اونکو کسی طرح کا ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج
مغلیہ کی آمد آمد سی عجیب طرحکا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تھا ۔ گویا ایک قیامت برپا تھی ۔ کیونکہ
یہانکے لوگون نے دہلی مین قتل عام نادری کی خبر سن رکھی تھی ۔ سید ہدایت علی کے پاس
جسقدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے سازوسامان اور فوج کی آن بان
کے روبرو اوسکی کیا حقیقت تھی سید ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسائی
نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کیلئے واسطہ بنایا ۔ یہ مرید خان
چونکہ محمد شاہ کے امراء مین سے تھا اسلئے صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا ۔ مرید خان صفدر
جنگ کی ملاقات کو گیا ۔ اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لئے تقریب کی اور صفدر جنگ کیطرف سے

ایک پروانہ تشفی اور دلاسی کے مضمون لیکر سید ہدایت علی کے پاس بھیجا۔ سید ہدایت علی گھاٹ
منیر تک اپنی ضروری سامان کے ساتھ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اوسپر بہت مہربانی
کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی کے طرز عمل سی بہت خوش رہی
صفدر جنگ نے عظیم آباد پہنچکر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور مال وغیرہ سی خالی کر دینا
جاہتے۔ بلکہ اس حکم سے پیشتر ہی اونکے نوکر قلعہ کے دروازونپر بیٹھ گئے تھے۔ آدمیون کا
نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ بڑے
کر و فر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوتے اور قلعہ کو بنظر اجمالی ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو ساکن
کیا۔ اور خود اپنی نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد مین مدفون ہین۔ یہ جگہ سعادتخان
کے باپ کے مقبرے کے نام سے مشہور ہی اور وہانسے باقی یورمین ... ن اون کا لشکر مقیم تھا
گئے تمام منصب دار اور امرا اور زمیندار اونکی سلام کو حاضر ہوتے صفدر جنگ مین غرور
و نخوت بہت تھی اکثر عالیشان آدمیون سی نہایت بے التفاتی سے پیش آتے جس سے وہ لوگ
بیدل اور ناراض ہوتے کچھ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مہابت جنگ عظیم آباد مین
اسلئے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادہر کا رخ کرین تو اونکی مقابلے مین کام آئین۔ صفدر جنگ نے
اونکی تعریف سنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دیدو اور اونکی قیمت ہمسے لیلو
ہدایت علی نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگر ہی اور نہ مین اوس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے
اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ و اتحاد ہی۔ بس اوس کا اور آپ کا مال و اسباب جب آپ انہین
جو چاہے تصرف مین لائے۔ مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دی سکتا
صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا۔ اور دو تین ہاتھی۔ تین چار توپین اپنی سرکار
مین داخل کر لین۔ اور یہ بات بالکل اونکی شان کے لایق نہ تھی۔ جب یہ خبر مہابت جنگ نے
سنی تو اوسپر بہت شاق گذرا اور اس نے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ ہی
اسلئے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئی اپنے صوبے کو معاودت
فرمائے۔ اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین
باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا۔ امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے
نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جائے۔ ورنہ میری اور اونکی صحبت موافق نہ آئے گی۔ بادشاہ نے
بموجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد

اپنے صوبے کو لوٹ جاؤنگا اور اونکے وکلا کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے پاس بادشاہ کا شقہ معاودت کے باب میں نہیں پہنچا تھا۔ مگر اونکے وکلائے اونکو پیشتر سے اس امر کی اطلاع کردی کہ مہابت جنگ کی عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت کے واسطے آپ کو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اونکے ہرکارونکے ذریعہ سے یہ بھی خبر پہونچی کہ بادشاہ کے حکم کے موجب بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کے لئے بہاسکر کے مقابلے مین اپنے مقر دولت سے روانہ ہوا ہے چونکہ باجی راو اور برہان الملک سے ۱۱۴۹ ہجری مین جھگڑا ہوا تھا اور چند مرہٹہ سردارون کو برہان الملک نے میدان معرکہ مین گرفتار کیا تھا کہ وہ اب تک صفدر جنگ کی قید مین تھے اسلئے صفدر جنگ بالاجی راو سے اندیشہ رکھتے تھے اسلئے اونہون نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا۔ اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کر کے گھاٹ سینبر پر پل باندہکر اوتر گئے اور سینبر سے سید ہدایت علی کو رخصت کردیا اور صفدر جنگ نے محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ آپ مرہٹون کو ادہر آنے سے روکین۔ اگر اون ممالک مین پہنچ گئے تو اونکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہنچے گا۔ جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ ہوا خواہ کو دوستی سے ہر طرح آپ اپنے دل کو مطمئن رکھین۔ کیونکہ کفار کے ہنگامے مین تمام مسلمانونپر واجب ہے کہ متفق اللفظ والمعنی ہون۔ اور چونکہ ہمارے اور آپکے درمیان مراتب ہمسائگی کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پھر کسطرح کفار کی شورش کے وقت علحدہ رہ سکتا ہون اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب مین محمد خان یون لکھتا ہے کہ مرہٹونکی تنبیہ اور گوشمالی ساز و سامان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان اور اقتدار رکھتے ہین اور توپین اور جزائل آپکے پاس ایسی ہین کہ اگر اون گمراہونکے ایک لاکھ سے زیادہ سوار مقابلے مین آجائینگے تو اون کے صدمات سے مثل ناغان کمان دیدہ کے ٹھہر نہین سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بے سامانی کی کیفیت چھپی ہوئی نہین ہے۔ لیکن پہلے اس سے بھی مکرر آپ کو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہون کہ مین ہر طرح آپ کا شریک ہون اگر فرض کرلیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اون کا مقابلہ میرے ساتھ واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اونکو سزا ایسی اچھی طرح دیدیجائے گی کہ پھر اونکو گنگا کے عبور کرنے کی مجال نہ رہیگی[1]

---

[1] دیکھو عزیز القلوب ۱۲

## عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدر جنگ کو دہلی مین بلانا

عمدۃ الملک امیر خان نے قمر الدین خان وزیر اعظم کی پیش دستی کے خوف سے جسکی وجہ سے
وس کو شاہجہان آباد چھوڑکر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدر جنگ سے دوستی
پیدا کرلی تھی سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دہلی مین طلب کیا تو اوس نے
بادشاہ سے عرض کرکے صفدر جنگ کو بھی اودھ سے بلوایا ابتدای رجب سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ کا
شقہ صفدر جنگ کی طلب مین بھیجا۔ بعد ورود[1] شقہ بادشاہی صفدر جنگ نے جوکہ سابق سے
عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کرکے اپنے تئین اوس کا متوسل خیال کرتے تھے اوس سے
حاضری کے بارے مین رای لی۔ عمدۃ الملک نے ایسے مقتدر کا اتفاق اپنے ساتھہ بادشاہ
کے حضور مین ضروری سمجھہ کر ترغیبات دین۔ صفدر جنگ اوسکی ایما سے روانگی پر آمادہ ہوے
راجہ نولراے کو جو سابق مین صفدر جنگ کی سرکار مین ادنے درجے کا ملازم تھا اور بتدریج
ترقی کرکے اعلے درجے پر پہنچ گیا تھا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند رونا فسران فوج اور اپنے
سرداروں اور معتمدون کے حاضر ہوئے اور سامان سفر تیار کرنے کے لئے ٹہرے رہے
اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا۔ عمدۃ الملک صفدر جنگ کی روانگی
سے قبل الہ آباد سے کوچ کرکے رمضان سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین دہلی پہنچ گیا تھا وسط شعبان مین صفدر
جنگ تمام سامان تیار کرکے چلنے کو تیار ہوتے۔ جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار
ہوا تو ایک گھڑی تک سمیع بیگ خان کے مکان مین ٹہرے۔ اور عبد الرحیم خان منجم باشی نے
آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھہ کر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدر جنگ سوار ہوکر اپنی بلشین خیمہ
ئیت رحل ہوے جو تھوڑی مسافت پر استادہ تھا یہان چند روز قیام کرکے اوائل ماہ
رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل و عیال کے روانہ دہلی ہوتے۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے
کہ سواری فیض آباد سے سات آٹھہ کوس پر نکلی تھی کہ وہان یعنی اثناے راہ دہلی مین شجاع الدولہ
کی ولادت کی خبر سنی تمام رسالہ دارون اور جماعہ دارون اور امیرون نے مبارکباد کی نذرین
دکھائین۔ ایک شخص نے تاریخ تولد اسطرح نظم کرکے نذر کی ع بدولتخانہ نواب منصور
بر آمد آفتاب از مطلع نور* نواب نے ناظم کو پانچہزار روپے نقد دئے اور پانچ گانون جاگیر

---

[1] یہ بیان جام جہان نما سے لیا گیا ہے [2] یہ بیان سیر المتاخرین سے ماخوذ ہے

مین عطا کی اور جس مقام پر یہ قصبہ بستی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس شعر کے دوسرے
مصرع سے گیارہ سو چوالیس نکلتے ہین۔ اور یہ سفر گیارہ سو چھپن مین واقع ہوا تھا۔ گمان پرکاش
کے مولف کو سہو واقع ہوا۔ حقیقت مین شجاع الدولہ سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔ مگر یہ
وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوتے تھے۔ برہان الملک زندہ تھے۔
صفدر جنگ نے نانا مئو گھاٹ واقع پرگنہ بلہور[۱] ضلع کانپور پر پہنچکر چار روز تک مقام کیا
اور کشتیون کا پل بند ہوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد
کی طرف سے پرگنات موسی نگر بلہور اکبرپور اور قنوج کا عامل تھا۔ اوس نے کہا کہ جب تک
اوس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہنچے معاوضہ نہ دیا جائے تب تک میری عملداری کی
حدود مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہ ہون۔ یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار
گذرا اور اونہون نے ایک سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا نواب نامدار
سلامت شمشیر خود را درمیان مکن وگرنہ آب نخواہد ماند محمد خان نے اپنے دیوان صاحب
رائے کو جواب ترکی بترکی لکھدینے کا حکم دیا منشی نے اوس خط کی پشت پر اسطرح
جواب لکھا نواب نامدار سلامت آیت شمشیر مردان در معرکہ میدان بے خون چشیدہ
بمیان نمی آید صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے
لیکن اونکی مشیرون نے اونکو لڑنے کی رائے نہین دی۔ اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا
سبب ہوگا اور لوگون نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوے تو کہا جائے گا
کہ چیلے کے ساتھہ لڑے تھے اور اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لیئے
بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہیگا۔ چنانچہ وہ اوس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہو کر
دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے اونکی خاص فوج کا اسباب لٹ گیا
کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنو کے حکام اور محمد خان کے خاندان مین باہم ملال
پیدا ہو گیا۔ یہ بیان اوون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ مگر عزیز القلوب سے
معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اسوقت تک نہایت دوستی
اور تپاک تھا اور نواب محمد خان کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ اثنائے سفر مین فرخ آباد
مین بھی نزول اجلال فرماوین۔ اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ تھا۔ مگر پھر

---

۱؎ - یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ فرخ آباد نہ جا سکے جسکی معذرت اونہوں نے محمد خان کو لکھی تو اوس نے شمشیر خان اور افضل خان کو مراتب اشتیاق گذارش کرنے کے لیے صفدر جنگ کے لشکر میں بھیجا تھا بلکہ جب صفدر جنگ کے دہلی کو روانگی کے ارادے سے گنگا کو عبور کرنیکا حال اول محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اوس کا بھی جانا کہ فرخ آباد سے چلکر صفدر جنگ کے پاس ملنے کو جاسے مگر بوجہ علالت کے خود تو نہ جاسکا اپنی طرف سے عطاء اللہ خان کو صفدر جنگ کے لشکر میں اونکی خیر و عافیت کے استفسار کے لیے بھیجا چنانچہ محمد خان کے تین خطوط میں اس بات کا ذکر ہی جنکو عزیز القلوب سے یہاں نقل کیا جاتا ہی **خط اول** انچہ عزیمت تشریف بردن بحضور انور مکنون خاطر بودہ باشند مطلع باید ساخت لیکن تکلیف تشریف بردن بہ پیش گاہ فلک کارگاہ اصلح و اصوب ست کہ درین صورت ہم نظام مہام مغلوبی و منکوبی مخالفان و ہم سرمہ گلوسے تحریر سخن طرازان خواہد بود بفضل الہی ائتلاف قلوب و محبتہاے روحانی آنقدر استحکام و اسلوب پذیرست کہ خمۂ ازان تقریر و تحریر نمی توان نمود انچہ بہ بنیان اتحاد و موکد باشد اہتمام تمام بران لازم و ضرور و بپاس این مراتب بروقت احتیاج از جانبین مراسم اعانت ہمگرا زقوت بفعل رسد یعنی عند الحاجت اگر در نواح مفوضہ کار پردازان شریف شورشی بر روی کار آید ازین طرف بہ فوراً فوج و عین تشدید مبانی وداد ملعۂ ظہور گاو بر نقدیری کہ درین ضلع غبار آشوبی برخیزد بہ نشاندن آن کارپردازان لئکہ سامت درموافقت برداز ند **خط دوم** نواب صاحب مہربان سلامت درین ہنگام نشاط آغاز بہجت انجام تشریف شریف این روی دریای گنگ بعزیمت حضور پر نور مسامع افزور گردید دل اتحاد منزل را افادۂ فراوان بہجت و سرور ساخت اگرچہ تمنای باطن آن بود کہ بہ صدور مناشیر سعادات تحنیر فور آباستان بوس سمیت مانوس برداز دلیکن یا قتا بر کثرت عارضہ و قلت توانائی نشست و برخاست لاچار چندی از دریافت این دولت عظمی مقتصر و معذور ماند انشاء اللہ المتعال مستمے کہ درین روز ہا طبیعت رو بہی وارد ہمین کہ از قرار واقع رفع مرض می شود و ناتوانی مبدا تاثی احوال شتہ پذیرد برخلاج استعجال استمافتہ کانیاد درین آرزوکہ احراز سعادت قدمبوس اقدس اعلیٰ عبارت ازان ست می شود و بگرامی دریافت ذ عنیو اندوز ابتہاج مے گردد بالفعل سیادت و رفعت پناہ سید عطاء اللہ دار ۱۰ امہ ساختہ کہ حالات خجستہ سمات را خیشم خود بلا واسطہ معاینہ نمودہ برنگار دمترقب کہ تا اقتضای ایام سبا عادت مدام بارقام خیریتہا قرین مسرت و شادمانی ما باید داشت۔ **خط سوم**

زبانی رستم بیگ ایلچی حوالہ شدہ بود با ابراز نامبردہ دریافت شد اگر تشریف آوری شریف باین راہ اتفاق می شد لوازم ضیافت چنانکہ دل میخواست بعرصہ ظہور می رسید لیکن چہ توان کرد بنابر تاکید حضور انور عزیمت سامی از ہمان راہ صورت گرفت باین مسافت رسیدن طعام پختہ متعذر بود لہذا رفعت پناہ شمشیر خان و افضل خان را فرستادہ شدہ مراتب اشتیاق را گذارش خواہند آورد امید کہ تا ہنگام مواصلت مسرت مسالمت ہموارہ بہ صحائف نشاط آگین انبساط تزمین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت - اب ہم پھر اصل بیان کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ نول رای جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اوسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گھاٹ سے اودھ کو رخصت کردیا اور سید ہدایت علی کو خیرآباد کی فوجداری دیکر نول راے کے ہمراہ کیا اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اوٹھایا ہے - چندروز آرام کرو اگر راجہ سے صحبت برآر ہو تو ہمارے پاس چلے آنا - مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے کوہ جالیسر کے نواح میں عید آئی صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوئے پھر کوچ کرکے دہلی کے نزدیک پہنچے نثار محمد خان بہادر شیر جنگ ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تہا اور بجاے خود ایک امیر تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریاے جمنا کے کنارے پہنچے اور یہاں مقام کیا اور اپنی فوج مغلیہ اور ہندوستانی کو تیار کرکے جنکے پاس بانات وردی اور ولایتی گھوڑے نقرئی سامان سے آراستہ تھے - اور ہاتھیوں کو زری کی جہولوں اور گنگا جمنی حوضوں سے سجا کے بڑے تجمل اور شوکت سے اپنے مقام سے سوار ہو کر قلعہ شاہی کیطرف روانہ ہوے صفدر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیوں سے کم نہ ہونگے صفدر جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل ہو کر حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلائی برج ثمن کے مقابل جو خورشید کی طرح دمک رہا تھا سواری سے اوترے اور آداب تسلیمات اربعہ بجا لا کر تہوڑی دیر کھڑے رہے اور پہولوں کا ہار لیکر جو بادشاہ نے کسی خواجہ سراے محل کے ہاتھ بھیجا تہا سوار ہو کر اپنے قیامگاہ کو لوٹ آئے - بادشاہ صفدر جنگ کی طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوے جمعرات کے دن ۱۵ - شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے پاس جمنا کے کنارے برو و برج کے خیمے برپا ہوے اور صفدر جنگ تمام خدم و حشم اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیوں کے پل پر سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ میں جا اوترے

وزیر اعظم قمر الدین خان چین بہادر بغرض جنگ استقبال کو آئے خیمہ اول ملازمان صفدر جنگ
سے بھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدان مین زین پوش پر بیٹھ جاوین اور خیمے
کو ہمراہیان وزیر کے واسطے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اوس خیمے مین پہونچکر ہجوم کیا
وزیر صفدر جنگ کے خاص خیمے کے دروازے پر پہونچکر وہان ذرا ٹھیرے اور چند مصاحبون
اور امرا کو ہمراہ لیکر اندر گئے - صفدر جنگ بھی چند مصاحبونکے ساتھ خیمے مین انتظار کرتے تھے
جب وزیر کو دیکھا تو مسند سے اٹھے اور وسط صحن تک استقبال کرکے بعد معانقہ ایک مسند پر آبیٹھے
گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور کپڑونکے خوان اور ہاتھی گھوڑے
پیشکش مین پیش کیے گئے - اسکے بعد وزیر رخصت ہوکر پیشتر چلے اور اونکے پیچھے سے صفدر جنگ
بڑے کروفر کے ساتھ سوار ہوکر شام کو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور مستفیض کورنش
ہوکر دارا شکوہ کی حویلی مین داخل ہوئے یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی
عنایت سے اونکے قبضے مین چلی آتی تھی - آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہوگئی -

## نول رائے کا حال و انتظام

یہ نول رای صفدر جنگ کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کایستھ چلوا اور براسنا خاندان سے
تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا - اپنی خوش لیاقتی سے صفدر جنگ کا دیوان ہوگیا
تھا - اول اول رتن چند دیوان اعظم عبد اللہ خان و حسین علیخان قاتلان فرخ سیر کی نظر
عنایت اسکی جانب زمانہ سنہ ۱۷۲۰ء مین ہوئی تھی - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ جب نواب
صفدر جنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول رای نے اودھ مین سپاہ کو ترقی دی عدالت گستری
کے ساتھ حکم چلایا مزاج مستقل رکھا جو بات منہ سے نکالتا اوسپر جم جاتا قوم مغل اور ہندوستانی
کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کراتا - اوسکی سرکار مین پانچہزار
سوار خوش اسپہ و دو اسپہ ملازم تھے - اور پیادونکی فوج بھی بھاری تھی - اور توپخانہ - اور
شترنال اور زنبورچی اور شب برچھے بہت کثرت سے رکھتا تھا - اور جزائل انداز اور بان انداز
اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کیے تھے جب کبھی اوسکو یہ خبر پہنچتی کہ فلانی جگہ کے زمیندار نے
سرکشی کی ہے تو فوراً دو منزلیان کرتا ہوا وہان پہنچتا - اور اوسکو قرار واقعی سزا دیتا زر تحصیل مین
اوسکے نہایت آسانی ہو رہی تھی - اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا - اوسپاہ [illegible]

مین ہر ایک پرگنہ اور گانون کی تشخیص کرتا اور تشخیص سے ایک حبہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی
ترقی مین رات دن کوشش کرتا مال ملک مین بڑھاتا۔ اوس کے عہد حکومت مین سب خوش تھے
اوس کی انصاف کی ایک حکایت یہان بیان کی جاتی ہی کہ ایک بار نول رای کا مقام پرگنہ سانڈی
مین قصبہ سی چار کوس کے فاصلہ پر ہوا۔ اوس کی سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ ڈیرا اور سامان اور تمام
لشکر کو رات سی روانہ کردیتا اور خود غسل اور پوجا کرکے اور کھانا کھا کر پہر دن چڑھے سوار ہوتا۔
اوسدن اپنی ضروریات سی فرصت پاکر کمر باندھ کر ہتھیار لگا کر ڈیرہ سی نکل کر ہاتھی پر سوار ہونا چاہتا
کہ اوسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایای اہل حرفہ نے آکر دہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ چوبدار
نے ڈاکہ مارا ہی۔ ہمارا مال لوٹ لیگیا ہی۔ راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کرین غول سی
دو شتر سوار نکلے اور اوسکی لانے کے لئے شتر دوڑاکے گئے۔ ابھی راجہ کھڑا تھا کہ فراشون نے مرضی
پاکر کرسی اور مونڈھا اور فرش لاکر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جماعہ دار و مصاحب گھوڑون سے
اوتر کر بیٹھے اور بادشاہون کا تذکرہ باہم ہونے لگا۔ ایک پہر نہ گذرا تھا کہ سلام اللہ کو شتر سوار
لے آئے راجہ نے اوس سی بلند آواز کے ساتھ کہا کہ یہ آدمی بہت فریادی ہین۔ تمنے کیون انکو لوٹا
ہے۔ سلام اللہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام گنہگار ہی۔ حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ اوسیوقت
سب کے سامنے عاجزی کرکے راضی کیا اور اونسی راضی نامہ حاصل کرکے نذر کیا نول رای
نے رعایا سی دریافت کیا کہ راضی ہوگئی۔ عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہنچے اوسوقت
راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تھا۔ نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری۔ غرضکہ راجہ نول رای ایسا
دادگستر تھا کہ رعایا اور سپاہ دونون اوس سی راضی تھے۔

## صفدر جنگ کو توپخانہ کی افسری اور کشمیر کی صوبہ داری ملنا

عمدۃ الملک کی سفارش سی۔ صفر سنہ ۱۱۶۰ھ ہجری روز یکشنبہ کو اول روز مین بادشاہ نے صفدر جنگ
کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے وفاداری اور
حقوق نمک خواری کی بقا اور توقعات، کے الفاظ اپنی زبان سی ارشاد کئے۔ صفدر جنگ نے اپنا
پیش خانہ جو آتش کے لئے ضروری ہوتا تھا قلعہ مین آراستہ کرکے اپنی سکونت وہان قرار دی
اور مسجد ہدایت کی بادشاہ سی سفارش کرکے جبکلہ سکندرہ کی سند اوسکو دلاہی اور بادشاہ
کی کورنش سے مشرف کرایا۔ اور خدمت مذکورہ کا خلعت دلوایا۔ ۲۷ شعبان ۱۱۶۰ھ ہجری

کو بادشاہ نے اسد الدولہ اسدیار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کرکے یہ خدمت صفدر جنگ کو عطا کردی جنہون نے اپنے مامون کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہانکے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو بڑا بہادر اور متمرد تھا جہوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کرکے اپنے پاس بلالیا اور قید کردیا۔ اور تہوڑے دنون وہان رہکر انتظام کرکے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے حکم سے اوس صوبے کی نیابت پر چہوڑکر خود شاہجہان آباد کو لوٹ گیا۔

## ملازمان نواب علی محمد خان روہیلہ کے ہاتھ سے داروغہ عمارات صفدر جنگ کو ہزیمت پہنچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو نواب علی محمد خان سے ناخوش کردینا۔ بادشاہ کی نواب علی محمد خان پر چڑھائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کرلینا بادشاہ کا نواب علی محمد خان کے ہاتھ سے ملک روہیلکھنڈ نکال لینا

سنہ ۱۱۵۶ھ مین داروغہ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لٹھے کاٹنے کے لئے دامن کوہ کمایون مین آیا تھا۔ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ملازم جو تہانے مین متعین تھے اونسے لڑائی ہوگئی اور کئی آدمی دونون طرف سے مارے گئے۔ اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب ہوگئے داروغہ کارخانے کو جنگل مین چہوڑکر دہلی پہنچا۔ اور صفدر جنگ سے کہا کہ ایکی عمارت کا تمام کارخانہ روہیلون نے برباد کردیا اور نوکرون کو مار ڈالا۔ صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلت ہوگئی کہ روہیلون نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بہیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات مین کرین اور بادشاہ کو علی محمد خان کی سزادہی پر متوجہ کرین تو بہتر ہے۔ ورنہ مین ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد الدولہ نے اگرچہ بظاہر آپسے ملے کرویا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے دربردہ نواب علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہوگیا کہ اعتماد الدولہ درپردہ نواب علی محمد خان کی جانب داری کرتے ہین تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان

ہیں - ماثر الامرا میں لکھا ہے کہ وزیر کے مسند نشین ہونے کو نواب علی محمد خان نے غارت کر دیا تھا مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب علی محمد خان کی طرفداری کرتے تھے سیر المتاخرین کا مولف بھی کہتا ہے کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اسلیئے نواب علی محمد خان کے درپردہ طرفدار تھے - ان دونوں امیروں نے بھی اس روہیلے کی مہم کو وزیر کی مرضی پر چھوڑ کر آپ وہیں ڈالدی تھی - بنگڈھ کے گرد اسقدر گنجان بانس ہوتے ہوتے تھے کہ کسی صورت سے گولہ اونکی پار نہ جا سکتا تھا - ہان بڑے بڑے گولے شاہی توپوں کے بن گڈھ میں پہنچتے تھے اور طول محاصرہ سے گھوڑوں وغیرہ کو گھانس چارہ کی تکلیف ہونے لگی تھی آخر الامر روہیلوں نے نواب علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیئے - کیونکہ جو بادشاہ سے جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت حرام ہو جاتی ہے - یکم جمادی الاولی کو نواب علی محمد خان نے نواب قایم خان والی فرخ آباد کی معرفت بادشاہ کی خدمت میں اطاعت اور عفو قصور کی درخواست کی اور بادشاہ کے بعض شرائط کی بجاآوری پر راضی ہوئے اور کہا کہ اپنی مقدرت کے موافق زرنقد بھی نذر کرونگا - وزیر الممالک نے مورچوں سے ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور میں بھیجی - بادشاہ رضامند ہو گئے اور وزیر الممالک کو اختیار دیا کہ جو تمھاری رائے ہے اوس کے مطابق کارروائی کرو - اور دوسرے دن سوال و جواب ہو کر صلح قرار پائی - دو طرفین سے گولہ باری موقوف ہوئی - ۳ جمادی الاولی روز جمعہ کو نواب علی محمد خان بنگڈھ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادے سے سوار ہوئے - اس عرصے میں آندھی چلنے لگی - پھر کچھ بوندا باندی ہوئی - اونکی سواری آہستہ آہستہ چلکر قایم خان کے دیرے کے پاس پہنچی - وہاں تھوڑی دیر قیام کیا - اور اپنی گرد آلود اور بھیگی ہوئی پوشاک بدلی - انند رام مخلص نے بنگڈھ کے سفرنامہ میں اسی طرح لکھا ہے - یہاں ایک بات جان لینے کے قابل ہے کہ تاریخ فرخ آباد میں آرون صاحب نے بیان کیا ہے کہ نواب علی محمد خان صفدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی میں حاضر ہونا چاہتے تھے - اور نواب صفدر جنگ کے دیوان نولرائے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا تھا قایم خان کی فوج صفدر جنگ کے داہنے ہاتھ کیطرف تھی - ایکدن نواب علی محمد خان بارہ ہزار زرہ پوش پٹھانوں کی ہمراہی میں صفدر جنگ کے پاس جاتے تھے - جب اونکی نظر قایم خانکی چھنے پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے - جواب ملا کہ قایم خان کا - تب اونکی خاص خاص سرداروں نے کہا کہ کیا ضرور ہے معاملہ صلح کا اعتبار ایک بعض اور اوسکے دیوان نولرائے پر کہا تھا

یہان آپکے ہمقوم نواب قایم خان موجود ہین اونسے سفارش کے واسطے درخواست کیجئے نواب نے
اس بات کو قبول کیا۔ اور قایم خان کے پاس گئے قایم خان اونسے نہایت تپاک سے ملے جب صفدرجنگ
نے جو منتظر تھے یہ مضمون سنا تو نہایت برہم ہوئے اور تمام عمر نواب قایم خان سے بغض رکھا۔
یہ بیان انندرام کے بیان کی سلامتی جس سے ہمنے اقتباس کیا ہے صحیح نہین معلوم ہوتا اور نہ یہ قیاس مین
آتا ہے کہ نواب علی محمد خان پہلے سے بخشی کے بغیر نہیں ہی قایم خان کے ڈیرے چلے جاتے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قایم خان کے ڈیرے پر چھوڑا اسن
اور دو تین سو سوار ونکی ساتھ نواب وزیر الممالک کے ڈیرے پر گئے۔ عمدۃ الملک اور ابو المنصور خان
صفدرجنگ اور قایم خان سورج بنسی سوار ہوکر بادشاہ کے دربار مین چلے گئے اور سہ پہر کے وقت
نواب وزیر نواب علی محمد خان کو اپنے ہمراہ لیکر مورچہ بنسی سوار ہوئے وزیر الممالک پہنچے تو بادشاہ
محل کے اندر سے نکلے۔ دیوان خاص مین مسند زرین پر بیٹھے۔ اول عمدۃ الملک مدار المہام پھر دوسرے
امرائے سلطنت باریاب مجرا ہوئے۔ بعد اسکے بادشاہ نے علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا
انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اونکی دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر حضور مین لیگئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اس کو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا اسکے ہاتھ کہولدینا چاہئے۔ نواب علی محمد خان اداب
بجالائے اور ہزار اشرفیان نذر گذرانین جو منظور ہوئین۔ نواب علی محمد خان کو رخصت کردیا۔
اور حکم دیا کہ بالفعل قایم جنگ کے پاس رہین۔ پانچ جمادی الاولی یکشنبہ کو چھ گھڑی دن
چڑھے بادشاہ نے کوچ کردیا۔ تمام لشکر کے پیچھے عمدۃ الملک تھے۔ اور نواب علی محمد خان
سو سوار اور سو پیادونکی ساتھ عمدۃ الملک کے ساتھ ساتھ تھے۔ اور اونکی تمام علاقہ پر فرید الدین خان
ابن نواب عظمت اللہ خان سابق صوبہ مرادآباد حاکم مقرر کئے گئے۔ اور بادشاہ نے قایم خان کو
قایم الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ واپسی کے وقت گنگا کے پل کی تیاری کا کام محمد علی خان خارجی
ملازم صفدرجنگ کے سپرد ہوا تھا۔ پل کی تیاری مین بڑی دیر اور دقت واقع ہوئی۔ سلخ
جمادی الاولی ۱۱۵۹ ہجری کو بادشاہ شاہجہان آباد مین پہنچ گئے۔ ابو المنصور خان صفدرجنگ
روہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ انمین کا ایک متنفس باقی نرہے اسلئے
بادشاہ سے کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب علی محمد خان کو میرے حوالہ کردین۔ مگر وزیر اعظم اونکے
ہمیشہ آڑے آتے رہے اور صفدرجنگ کی کوئی بات نواب علی محمد خان کی برخلاف بادشاہ کی حضور مین چلنے
نہ دی

---

۱؎ دیکھو تاریخ عالم شاہی

# شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ مین قرابت پیدا ہو جاے ایک دن صفدر جنگ سے کہا کہ شجاع الدولہ کا کہان بیاہ کروگے عرض کیا کہ میرے ماموں سعادت خان کی بیٹی آگے اوس سے نامزد ہوئی تھی مگر اوس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہو گیا ہے - اس لئے شجاع الدولہ کی مان اس نسبت پر راضی نہین ہے - تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلیخان داغستانی شش انگشتی کے گھر سے آتا ہے - اگرچہ علی قلیخان سید عباسی ہے اور حسن علیخان کا بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی ثانی کا وزیر تھا - لیکن چونکہ اوسکی بہن گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے ہے اسلئے شجاع الدولہ کی مان اس قرابت سے بھی راضی نہین اب دیکھئے کہان قرار پاتی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ نجم الدولہ کے بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلہ نسب حلیمہ مرضعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے - ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے ساتھ ہو جائے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم غلام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا - چنانچہ ۱۱۵۸ ہجری مین شادی قرار پائی بڑی دھوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپئے صرف ہوئے[1] صفدر جنگ نے اپنی خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے بڑا تکلف اور کر دکھایا تھا - یہانتک کہ ساچق کے دن ایکہزار کشتی سو گھڑے چاندی کے تیار کرا کے عروس کے گھر بھجوائے کہ ہر ایک گھڑا سو روپئے کے مین تیار ہوا تھا بادشاہ نے عروس کی جانب سے انتظام کے لئے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا[2] - التجبات مین مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خان امید کے حسن و جمال اور سلیقے اور سگھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع الدولہ نوجوان تھے اوس سے شادی کرنی چاہی - بزرگون نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت مانگی - فرمایا کہ اوس کے لئے ہمنے تجویز کی ہوئی ہے - ایک خاندانی سیدزادی لڑکی کو حضور نے منظور نواب حقیقی بیٹی کر کے پالا تھا اوس کے ساتھ شادی کی - اور اس دھوم سے کی کہ شاید کسی شاہزادی کی ہوئی ہو - یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان انکی بڑی عظمت کرتے تھے -

---

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

دولہن بیگم صاحبہ اون کا نام تہا۔ اور آصف الدولہ کی والدہ تھین۔ اس بیان مین بعض باتین غلط ہین۔ اور غلطی اونکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہین۔

## نجم الدولہ اسحاق خان بن موتمن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتمن الدولہ کا باپ شوستر سے ہندوستان مین آیا اور دلی مین ٹہیرا محمد شاہ کے عہد مین بادشاہی نوکر ہوا۔ اور علام علیخان خطاب پایا۔ نکاولی کا تعلقہ اوسکے سپرد ہوا۔ اسحاق خان ہند مین پیدا ہوا۔ محمد شاہ نے علام علیخان کو خانسامانی کی خدمت دی مرزا احسن اوسکے باپ کا نام تہا اسحاق خان نے کمالات مین خوب دستگاہ حاصل کی۔ نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکہتا تھا محمد شاہ کی خدمت مین اسکا تقرب بہت بڑہگیا۔ موتمن الدولہ خطاب پایا۔ دیوانی خالصہ کی خدمت اوسکے سپرد ہوئی اوس کے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گھوڑون کا داغ حرف ق مقرر تھا جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے۔ بادشاہ کو جسقدر اوسپر اعتماد تھا اوتنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا۔ اوسکی ناک مین چند پھنسیان نکلین ورم آگیا پانچ چھہ نوبت آئی ۲۔ صفر ۱۱۵۲ھ ہجری کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اوس کا ہے ؎

زبسکہ در دل تنگم خیال آن گل بود ✤ بقصر خواب من اِمشب صفیر بلبل بود

موتمن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چہوڑی۔ ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کی سلام سے مشرف ہوئے موتمن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ کرائی۔ بیٹون کے یہ نام ہین (۱) مرزا محمد یہ دونون بہائیون سے بڑا تہا۔ بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا جو اوسکے باپ کا خطاب تہا۔ اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تھے ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ نے بطور سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹھالیا۔ کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان نے مرزا محمد کو نوکر کہا ہوتا تو ہمین جانتا ہین کہ میری زیست کیونکر ہوتی نجم الدولہ بخشی چہارم ہوا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین بھی بخشی گری کی خدمت بدر رہا۔ اور شاہ جہان آباد کی کروڑگیری کی خدمت بھی اوس سے متعلق رہی صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش ابن نواب محمد خان بنگش کی لڑائی مین ۲۲ شوال ۱۱۶۳ھ ہجری کو مارا گیا۔ اور دہلی مین مدفون ہوا (۲) مرزا علی افتخار الدولہ (۳) مرزا محمد علی سالار جنگ۔ آخر محرم ۱۱۶۸ھ ہجری مین یہ دونون بھائی عالمگیر ثانی کے عہد مین او دہ کو

چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہو چکا تہا - شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم نے
سعادت جنگ کو تین حبشی گری کا خلعت دیئے - یہ واقعہ ۲۴ - رجب سنہ ۱۱۵۵ ہجری کا ہے - دریائے لطافت میں
لکھا ہے کہ یہ تینوں بھائی نہایت عیاش تھے - اسلئے لطیفہ گو اور خوش کلام اور پری پیکر دہلی کے
اونکی صحبت میں رہتے تھے -

## احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لئے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کارنمایان دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

ماثر الامرا میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۵۹ ہجری میں بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سے نکالکر صفدر جنگ
کے سپرد کردیا - اور خزانہ عامرہ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۵۹ ہجری میں عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ
سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالہ کردیا - سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق
۱۷۴۸ء میں احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور و ملتان پر چڑہائی کی اور اوس ملک کو دل کھولکر
لوٹا جب اوس کو ملک ہند کی بدنظمی اور دربار کی بے خبری کی خبر پہونچی تو دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا
اور لاہور سے دہلی کیطرف کوچ جاری کیا - محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لئے اپنی تمام
فوج اور توپخانہ اپنے ولیعہد شاہزادہ احمد کے ساتھ کرکے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان
اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری جنگ ولد راجہ جے سنگھ سوائی وغیرہ کو اوسکے
ہمراہ کرکے روانگی کا حکم دیا - ایسری سنگھ نے اسوقت پر بادشاہ سے عرض کرایا تھا کہ قلعہ
رنتھنبور مجھے عطا ہو جائے - اور اوس قلعہ کے ملنے تک جانے مین ڈھیل کرتا تہا - بہت سے
امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جائے - مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ
ایسا قلعہ نہ دینا چاہئے - اگر کبھی مخالفت ہوگئی تو راجپوتوں کے ہاتھ سے اوس کا نکلنا مشکل
ہوگا - ۱۰ - محرم سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ اور معین الملک
وغیرہ کو پہروں چڑہے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت فرمایا - اور نو گھڑی دن چڑہے بادشاہ
نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندہا اور بادلہ کا طرہ اپنی دستار سے نکالکر

اونکی دستار مین لگا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنے کے لئے رخصت فرمایا۔ تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہین گئے تھے بادشاہ کے حضور مین رہے تھے۔ شاہزادہ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریائے ستلج کے کنارے ماچھی واڑے مین پہنچا اور احمد شاہ ابدالی لودہیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا۔ اور ۱۳۔ ربیع الاول کو اس مقام کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ یہ خبر سنکر ابدالی کے تدارک کے لئے اوسطرف کو روانہ ہوا۔ اور اپنی فوج کا پڑاو ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے گرد خندق کھدوائی۔ ۱۵۔ ربیع الاول سے ۲۰ تک لڑائی جاری رہی کسیقدر رسد کی گاڑیاں اور بالونکے چھکڑے اور توپون کی گاڑیان شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رہگئی تھین اون پر ابدالی کے لشکریون نے مقبضہ کرلیا۔ ہندوستانی فوج اور بہیر بہت تھی۔ مگر افغانی فوج کے خوف سے خندق کے اندر محصور تھی۔ ۲۲۔ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمر الدین خان اپنے خیمے مین چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر مین سے ایک گولہ آکر اونکے لگا اور وہین رنگراہی ملک بقا ہوئے۔ راجہ ایسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے وزیر کے مقتول ہوتے ہی بہاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین خان عرف میر منو ابن قمر الدین خان نے مع شاہزادے کے پائداری کی۔ ۲۰۔ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے برہم کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کرکے مخالف کے اکثر آدمیوں کو ملک عدم کو پہنچایا۔ مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آئے۔ چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی اسلئے قریب تھا کہ ہندوستانیونکو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھکر تہوڑی فوج شاہزادے کی کمک کے لئے روانہ کی۔ اور خود پیادہ پا ہوکر اپنی فوجکے رسالے اور بان اور جزائل اپنے سامنے کرکے معین الملک اور ابدالی کے درمیان مین حائل ہوگئے۔ اور بڑی دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ اودھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اوٹھا چکی تھی کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانہ آتشبار کے ساتھ آگئے۔ اور اس گرما گرمی مین ہندوستانی توپخانہ کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے مین جاکر گرا جس سے توپون کی گاڑیون مین آگ لگ گئی ہزارون بان چلنے لگے۔ ابدالی کے بہت سے آدمی خاک برابر ہوگئے۔ اور اوسکی فوجکی ساری جوانمردی ختم ہوگئی۔ یہانتک کہ میدان جنگ سے قدم اوکھڑ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے۔ اور صبح کو

میدان جنگ سی کوچ کر کیا محمد شاہ مژدۂ فتح و فیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدر جنگ کی جوانمردی اور کوشش کی خبر سنکر بہت مسرور ہوئے چونکہ بادشاہ کی طبعیت ان دنون علیل تھی اسلیے شاہزادی اور صفدر جنگ کو عجلت کے ساتھ اپنے پاس طلب کیا میدان جنگ کے شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا تھا اسلیے شاہزادے اور صفدر جنگ کی طلب مین متواتر شقے صادر ہونے لگے۔ اور یہ لوگ جلدی روانہ ہوئے ابھی پانی پت کے متصل پہنچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ہجری مطابق ۵۔ اپریل ۱۷۴۸ء کو محمد شاہ نے انتقال کیا ۲۔ جمادی الاولی ۱۱۶۱ھ ہجری کو صفدر جنگ نے مقام پانی پت مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کر کے بادشاہ کی نذر سی گذرانا۔ اور سلطنت ہندوستان کی مبارکباد دی۔ اور آداب بجا لائی۔ بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[۱]

## صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوتے وہ احمد شاہ درانی کی موت کی دہوم دہام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اونہون نے فیروز ہندوکی لوٹ مار سی سلطنت کو حفظ و حراست مین رکھنے کیغرض سی وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر جبکہ آصف جاہ نے انکار کر دیا[۲] اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو۔ جسکے بعد ہی اوسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اوس فوج سمیت بلایا جو اوسکی سعی و ہمت سے فراہم ہو سکتی تھی۔ مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصے مین مصروف و مشغول ہی۔ چنانچہ اس خبر کو سنکر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوئے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا۔ اور اب اوسکی مدد کی کچھ ضرورت نرہی اسوقت جدید وزارت قایم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی۔ صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی۔ اور طرح طرح کی کوششین اس کامیابی کے واسطے کر رہے تھے۔ نواب علی محمد خان روہیلے کو جو ابدالی کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکھنڈ کی حکومت پر قایم ہو گئے تھے ایک خط اونہون نے

---

[۱] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [۲] دیکھو الفنسٹن صاحب کی تاریخ ۱۲

اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوئی مگر اتنک عہدۂ وزارت کسی امیر بادشاہی
کے نام قرار نہیں پایا ہی لیکن بظاہر مدنظر بادشاہ کی میری طرف ہی۔ مگر امراسے تورانی چاہتے ہیں
کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ ابن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو مرحمت ہوا۔ اگر آپ بھی تشریف
لاکر ہمارے شریک ہوں تو ہم آپکی اعانت قمرالدین سے زیادہ کرینگے نواب علی محمد خان ان دنوں
محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین ہونے کی وجہہ سے یہ چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے
کوئی آدمی دہلی کو بھیج کر کسی رکن سلطنت کی معرفت اپنے معاملے کی تجنگی بادشاہ کے حضور سے
کرالیں صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھکر اونکو اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت
نواب علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا میں مبتلا تھے۔ قوت سامعہ میں بھی بڑا خلل آگیا تھا
دوسرے قوی بھی بیکار تھے اسلئے آپ تو جا نہ سکے حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دہلی کو
روانہ کیا حافظ صاحب دہلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ نے جن کو بڑا انتظار تھا حافظ
صاحب کے ورود کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان کے ساتھ استقبال کو بھیجا
یہ دونوں سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی میں لے گئے اور اونکے ڈیرے شیر جنگ کے باغ میں
نصب کرائے صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لئے ضیافت بھیجی۔ دوسرے دن صبحکو صفدر جنگ نے
حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم کی گلے سے لگایا اور تخلیہ کرکے
تورانیوں کی مخالفت اور ایرانیوں کی موافقت کی ساری داستان بیان کی۔ حافظ صاحب نے
صفدر جنگ سے کہا کہ میں آپکی مرضی کا تابع ہوں آپ جو حکم دینگے اوسکی تعمیل کرونگا۔ اور اپنی قیامگاہ
کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی ملاقات کو جانے لگے۔ کئی دن کے بعد
صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کرکے کہا کہ کل میں خلعت حاصل کرنے کے لئے قلعہ کو
جاؤنگا۔ پانچ ہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے کی کوشش کے لئے قلعہ کے
دروازے پر کھڑے ہونگے۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ مجھپر سبقت کرکے انتظام الدولہ کو خلعت دلوادیں
اسلئے کل صبح آپ اپنے سواروں کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائیں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ
رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حافظ صاحب تیاری کرکے صفدر جنگ کے دروازے پر
پہنچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کرکے حافظ صاحب کے منتظر تھے اونکے پہنچتے
ہی نہایت تزک و شان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے۔ تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب
جمع ہوکر چاہتے تھے کہ قلعہ میں گھس جائیں۔ مگر جاوید خان قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا

اونکو قلعہ کی اندر داخل ہونے نہین ہونے دیا کہ اتنے مین صفدر جنگ کی سواری جا پہنچی ......

...... تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھکر دم بخود ہو گئی اور کچھ نہ بولے صفدر جنگ قلعہ کے دروازے پر پہنچے اور دسہم بابی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ کے حکم سے جاوید خان نے قلعہ کا دروازہ کہولدیا اور صفدر جنگ کو تہوڑے سے خدمتگارون کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ رحمت دروازے پر تورانیون کے مقابلہ کے لئے کہڑے رہے - بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت ہفت پارچہ مع جارقب وزارت اور قلمدان مرصع اور دوسرے جواہر کے دیا اور خطاب المملکت[۱] مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار کا دیا تہوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت وزارت ہندوستان پہنکر قلعہ سی نکلے - اور اوس جمعیت کے ساتھ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ کے دربار مین پیش کرکے خلعت اور نوبت اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا پھر باہم دوستی کا عہد و پیمان کرکے اپنی طرف سے خلعت گہوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر رخصت کیا اور نواب علی محمد خان کے بیٹے تمام روہیلکہنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی سلطنت کی طرف سی جاری کرادیا - میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا اور تہوڑے دنون کے بعد اونکی استدعا کے موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اونکے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ نے دیا

## صفدر جنگ کی ہلاکت کے لئے سازش ہونا اور اون کا اس حادثہ سی صحیح و سالم رہنا صفدر جنگ کا بادشاہ سی روٹھ جانا بادشاہ کا اون کو منانے کے لئے اونکی حویلی پر جانا - اکبر آباد و ملتان اور اجمیر اور الہ آباد کی حکومت کا انتظام

سنہ ۱۱۶۱ھ[۲] مین ایک عجیب سانحہ واقع ہوا - وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید اضحی کے دن عیدگاہ سی لوٹ کر گہر کی طرف آ رہی تہی کہ قلعہ کی پاس پہنچے

[۱] دیکہو سیر المتاخرین ملخص التواریخ اور تاریخ مظفری مین خطاب الملک کی جگہ لفظ عمدۃ الملک ہی ہے [۲] مرات آفتاب نما مین لکہا ہی در جہتہ کہ تکمو مشہور ست عرض راہ بکسر بقیہ چہر ہا سے دست راست آ آتش گرفتہ بان و گولہ و تمنچہ و تفنگ الی آخرہ اور اخوال سلاطین متاخرین ہند مین یون لکہا ہی [۳] در اثنا ئے راہ جہتہ لکہنو یکبارگی آواز بان و طپانچہ و تبندوق بیامد و گوہا افتادند و آتش ریخت اور تاریخ مظفری مین ہی - در کلمہ سایاط نکھو قرب قلعہ بادشاہی از زمین بر بلندی عماری فیل جہان است صفدر جنگ محاذی کلمہ مذکور آمد آشنا آتش دادند - سایاط بسین مہملہ مفتوح الف ساکن اور با تحتانی موحدہ مفتوح اور

ہای سعفی ہی منتہی الادب مین پوشش رہگذر کی معنی مین لکہا ہی - تاریخ مظفری کا مولف یہ لفظ جہتہ کی جگہ بولا ہی جہتہ اوسے کہتے ہین جو چہتا ہوا ہو - اکثر شہرون مین جہتہ کے بازار ہوتے ہین تاریخ مظفری مین ایک اور مقام پر لکہا ہی کہ اس جہتہ پر

مین جونکہ و دکی تمام سے مشہور ہی جسقدر سر راہ مکانات بر چہپر تہے اونکو آگ لگ گئی اور اوس
آگ مین بان اور گولے چلنے لگے - صفدر جنگ کی سواری کا گہوڑا اور دو تین خدمتگار اونکی صدمی
سے مر گئے اور صفدر جنگ گہوڑے سے گر پڑے - مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا - بعد اس کے
صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے - بہت سی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق کوئی
راز نہ کہلا - تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان قمر الدین خان
کی طرف پیدا ہوا اور وہ بہی چندروز کے بعد اس ظنہ کے رفع کرنے کے لئے وزیر کے
گہر بر معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہو گئی - مگر طرفین کے دل صاف نہوے - اور
مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کیطرف سے کدورت پیدا
ہو گئی - اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے - بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجہی کہ صفدر
جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے - اور ہر طرح سے مطمئن کر دیا - مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ
کے مزاج مین بہت دخل حاصل ہو گیا تہا - بادشاہ نے اوس نواب بہادر خطاب دیا تہا - بادشاہ
کے تمام احکام اوسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تہے - اسلئے صفدر جنگ کے دل مین
کدورت بڑہتی رہی - تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے
چند روز بعد پنجشنبہ ۱۲ - رجب سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو اکبر آباد اور الہ کی صوبہ داری کا خلعت سید
صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات فرخ سیری کو مرحمت ہوا - اور روز چہارشنبہ
۲۰ - رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودہ کی صوبہ داری کی مستقل کا فرمان اور غسلخانے
اور تسبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی - مگر پہر
یہ تجویز قرار پائی کہ صوبہ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تہا - صوبہ الہ آباد سے جو ذوالفقار
جنگ سے متعلق تہا تبدیل ہوا - کیونکہ الہ آباد کو اودہ سے قرب تہا - پس اودہ اور الہ آباد
صفدر جنگ کے پاس رہی - اور اجمیر اور اکبر آباد امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو مل گئے
تاریخ[۵] مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے اپنے جلوس سے دوسرے سال
صفدر جنگ کے مشورے سے شاہ نواز خان بسر دوسری عز الدولہ زکریا خان کو صوبہ داری
ملتان کا خلعت دیا - کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تہا - شاہنواز خان

---

[۵] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

پندرہ سولہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے لاہور کیطرف گیا۔ ملتان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑامل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

## صفدر جنگ کا نواب قایم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلوں سے لڑا دینا قایم خان کا مارا جانا صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کرلینا۔ اور خاندان بنگش کی بربادی و ہزیمت میں فریب اور حیلے کام میں لانا

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے اونھون نے ایک فرمان قایم خان کی طلبی مین جاری کروایا قایم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہے وہ اوسکے خاندان کے دشمن ہین۔ اس جواب سے بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوے۔ وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اوس وقت صفدر جنگ کو یہ سوجھا کہ قایم خانکو روہیلون سے لڑا دو دونون مین سے جس کو شکست ہوگی اوسمین اپنا مطلب نکلتا رہیگا۔ کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلون سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنے ملک کے قریب اون کا جما ہونا اون کو پسند نہ تھا۔ قمرالدین خان وزیر اعظم اور نواب علی محمد خان جب تک رہے صفدر جنگ اپنے دل کا بخار روہیلون سے نہ نکال سکے جبکہ ۳ شوال سنہ ۱۱۶۲ہجری مطابق ۴ ستمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو نواب علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا سے نہ مرض سرطان سے جیسا کہ سیرالمتاخرین مین ہے انتقال ہوگیا تو صفدر جنگ کی رای سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قایم خان کے نام اس مضمون کا تیار ہوا کہ ایک بڑا ملک تمھارے ذمہ کیا گیا ہے یعنی بہت سے محال بریلی و مرادآباد کے جو محمد شاہ کے زمانے مین تمھاری مددسے حاصل ہوے تھے اونپر دوبارہ سعداللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کرلیا ہے لہذا یہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا جاتا ہے کہ جاکر اوسپر قبضہ کرلو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد سیادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کو

---

[۵۷] تکملہ ذکر الملوک مولفہ حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی ۱۲

قریب پہونچا اور دو کوس کے فاصلے پر بڑھکر قایم خان نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا فرمان اوسکو پڑھکر سنایا گیا۔ قایم خان آداب بجالایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکبادی قایم خان کا ملک روہیلکھنڈ سے بالکل ملا ہوا تھا اسواسطے اوسکے اور روہیلون کے درمیان بہت مخالفت تھی۔ روہیلے نواب قایم خانکی طرف حملے کیصورت دیکھکر خوفزدہ ہوئے۔ اور اس بلا کے ٹلنے کے لئے اونہون نے ایک عرضداشت نواب علی محمد خان کی بیوہ کیجانب سے نواب قایم خان کی خدمت مین بھیجی اور عرض کرایا کہ ہم ایک رقم معقول نذر کرینگے اور چند پرگنے دریاے گنگا کے کنارے پر واقع ہین چھوڑ دینگے اور ارواح حضرت رسول مقبول و حضرت غوث اعظم کو شفیع بنایا مگر نواب نے بجنبی محمود خان کے بہکانے سے صلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے فوراً اپنی فوج جمع کرکے جسمین پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین دوری رسولپور کے باغات مین جو بداون سے چار میل جنوب و مشرق مین ہے خیمہ زن ہوئے نواب قایم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانہ کے ساتھ فرخ آباد سے آگے بڑہا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریاے گنگا کے کنارے قادرگنج مین پہونچا اور یہان کشتیونکے پل کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کرکے ضلع بداون مین داخل ہوا۔ روہیلون نے راہ فرار مسدود دیکھکر اپنے خیمون کے گرد خندق کہودنی شروع کی۔ نواب قایم خان نے ۱۵۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہن کر مع اپنے بہائیون اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اون راجون کے جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوا۔ روہیلون کیطرف سے بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی۔ اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ گہنٹہ دن چڑہے قایم خان مارا گیا۔ اور اوسکی باقی ماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ و خراب وہانسے بھاگے اور روہیلون نے قایم خان کے کیمپ پر قبضہ کرلیا اور قایم خانکی لاش کو تلاش کرکے پالکی مین رکھوا کر چند معتمدون کے ساتھ فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا لڑائی سے تیسرے روز وہ لاش فرخ آباد پہونچی۔ اور اوسکی باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قایم خان نے نواب محمد خان کے گیارہوین بیٹے امام خان کو قایم خان کی جانشینی کے لئے نامزد کیا جب قایم خانکی شکست و موت کی خبر دہلی مین پہونچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا۔ سواے ابو المنصور خان صفدر جنگ کے کہ

وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوئے اور خوب ہنسی اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائے۔ کیونکہ صفدر جنگ قایم خان سے ابتدا سے عداوت رکھتے تھے۔ اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قایم خان محمد شاہ کی ملازمت کو جاتا تو دیوان عام میں گھوڑے پر سوار ہو کر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تھا کہ وزیر اور بخشی اور تمام امرا نقارخانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام میں داخل ہوا کرتے تھے محمد شاہ نے قایم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تھا[۱] جبکہ صفدر جنگ اپنے بڑے مطلب یعنی روہیلونکی شکست سے مایوس ہوئے تو اونھون نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یون پورا کیا کہ قایم خان مقتول کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بنفس نفیس فرخ آباد کیطرف نہضت فرمائین تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نرہے اور سب مطیع ہو جائین۔ اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اوسکا وہی انجام ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب بھگا دئے جاوینگے اور اونکی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجائیگی بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تھا جو تدابیر وزیر نے پیش کین سب بے تامل راضی ہو گئے اور سلخ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق نومبر سنہ ۱۷۴۹ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کول [illegible] اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر چھوڑا جو یہان سے دہلی کو لوٹ گئے اور خود تھانہ دریاے گنج کیطرف بڑھے۔ یہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین فرخ آباد سے ۵۰ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے۔ اور یہ سب اونکی قرابتداران مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیر حکم تھے۔ باوجود اسکے وزیر نے راجہ نول راے کو یہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکے میرے شریک ہو نول راے نے صوبہ اودھ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۵ دسمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو مع رام نراین کے جو دس ہزار جوانون کے ساتھ اوس سے آن ملا تھا دریاے گنگا کو عبور کیا اور دوسرے روز کالی ندی کے کنارے کیطرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا۔ اسکے دوسرے دن نول راے اور لقا سالند ایک گھاٹ سے ندی کے پار ہو کر پا پیادہ کھڑے ہوتے۔ اور اپنے سپاہیونکو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنا۔ ندی اوسوقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تھی۔ پانی بہ شدت بہہ رہا تھا

---

[۱] دیکھو فرح بخش صفحہ ۹۲ دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب ۱۲

اور ہوائے شمال خوب سردی جھکا رہی تھی۔ اور رسد کی نہایت قلت تھی۔ غلہ زعفران کے
بہاؤ تہا ایک دن کپڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا۔ بعد اس کے فوج نے خداگنج
کی طرف تین کوس کا کوچ کیا۔ یہان افغان مع فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپخانہ کے مقیم تھے
نولرای کی فوج نے ڈیڑھ کوس کا اور کوچ کیا۔ اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ میر محمد صالح
اور راجہ برہتی پت پیش لشکر پر متعین تھے۔ قلب لشکر خود نولرای کے زیر حکم تہا میسرہ نواب نظام الدین خان
کے تحت مین اور میمنہ رام نراین کے حکم مین تہا۔ کل لشکر مین پچیس ہزار سوار تھی اور ایک سو ہاتھی
اور متعلقین لشکر کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھ کوس کے میدان مین استادہ تھی۔ بلکہ جہانتک
نظر جاتی تھی خیمے ہی دکھلائی دیتے تھے۔ شرایط عہد و پیمان باہم شروع ہوئے اور پٹھان فرخ آباد
کو واپس گئے ۲۲۔ محرم ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲۔ دسمبر ۱۷۴۹ء کو نولرای خداگنج کو پہونچا اوس وقت
یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج مین پہونچ گئے ہین۔ اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے
اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قایم خان کے چھوٹے بھائی۔ اور
بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے۔ مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی۔ مگر آخر کار چیلہ
شمشیر خان کی کوشش سے کچھ آدمی فراہم ہوئے اور کالی ندی کے کنارے پر متصل خداگنج شہر سے
۱۷ میل کے فاصلے پر سمت جنوب و مشرق متعین کئے گئے تاکہ نولرائے کو بڑھنے سے باز رکھین
مقیم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہوکر دوسری سمت بھیجا گیا۔ داود خان سعادت اللہ خان
اسلام خان اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے۔ اور بی بی صاحبہ اور امام خان
درگاہ باریتعالے مین دست بدعا رہتے تھے کہ بار خدایا ایسا ہو کہ بادشاہ بداندیش و بدسگال کی صلاح
پر عمل کرکے ہمارا معتقد کرے۔ اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہماری خاندان سی چھین ہوئے
ازراہ پیش بینی بطور تقدیم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابو المنصور خان صفدر
جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تہا کہ اگر کوئی امیر
میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اوس کے خزائن ضبط ہو جایا کرتے تھے۔ مگر اوس کے مراتب
بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکہی جاتے تھے۔ لہذا مراحم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض
زن بیوہ کی درجہ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرایم سابقہ و عطاے ریاست
امام خان مرحمت ہو۔ وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام قدیا گنج سے یہ جواب بہیجا کہ مین قبل
اس کے ایک عرضداشت ہمین گذارش خدمت سلطانی مین پیش کر چکا ہون۔ اور جہان پناہ

نے تفضّل نامتناہی ایک فرمان بھی نسبت بحالی ریاست بنام امام خان مزین بدستخط خاص
عنایت فرمایا ہی وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون اوس زمانے مین یہ دستور معین تہا کہ جس کسی کو ایسی
غرض پیش آتی وزیر کے قیامگاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ کی پیش کرتا۔
وزیر کو تو کل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اوس کی ذریعہ سے حاصل ہو جاتا بلکہ خلعت سرفرازی
بھی ملتے تھے اور مراتب نواب سابق بحال ہو جاتے تھے صرف اوسوقت حسب مذکورہ بالا اپنی حقیقت
مستطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی۔ خیر یہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا۔ وزیر کے خط مین
اور بھی مکر اور خوشامد کی الفاظ تھے یعنی اوہنون نے تحریر کیا کہ قایم خان کی وفات سی مجھکو کمال
صدمہ ہوا مین اوس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا۔ اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر
فضل الہی شامل حال ہی تو مین روہیلون کا نام و نشان ملک ہندوستان مین باقی نرکھونگا
بی بی صاحبہ نے اونکی تحریر کو راست تصور کرکے اور اون کے سوا عید قریبی پر بھروسہ کرکے اونکی
لشکرگاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شتر سوار شیر خان و جعفر خان کو خداگنج سی
واپس لانے کے واسطے دوڑایا جہان یہ دونون نولراے کو روکے ہوئے تھے۔ ان دونون کو یہ
بھی حکم بھیجا کہ نولراے سے بھی حتی المقدور اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے
کیونکہ یہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے۔ یہان نولراے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدل
راستہ پانا بہت مشکل ہی فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان اور جعفر خان
کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہون۔ اور جسوقت مین وزیر کے پاس
پہونچونگا تا مقدور تمہاری بہت کچھ سفارش کرونگا۔ اور تمہاری منشاے دلی کے حصول مین
کوئی دقت واقع نہوگی۔ اون چیلون نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سی اوسکی سخنان فریب
آمیز کو بھی سچ جانا۔ اور چونکہ اوس وقت اونکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ
مین جانے کا مقصد رکھتی ہین۔ لہذا اور بھی اوس کے اقرار پر بھروسہ کیا۔ اور فی الفور خداگنج سی
کوچ کرکے فرخ آباد کو واپس گئے۔ اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ مع اپنے چیلون کے
وزیر کے لشکرگاہ کیطرف کوچ کیا۔ جسوقت مئو مین پہنچین سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوے
اور جسوقت وہانسے روانہ ہوئین سب رئیس جلو مین اونکے ساتھ ہوے۔ جب وزیر کا لشکرگاہ
کے قریب پہونچین سب پٹھان سردارون نے وہان مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ
کے آنیکی خبر سنی شمشیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جسوقت شمشیر جنگ

قریب پہنچا اپنے ہاتھی سے اوتر کر باہر کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قایم خان کے
قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا وہ خوب دریا اسوجہ سے کہ وہ دونون ایک طور سے بھائی ہوتے تھے ۔ کیونکہ
اونہون نے باہم پگڑی بدلی تھی ۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تم کو بجاے قایم خان کے سمجھتی ہون
اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ ۔ اوس نے جواب دیا مین بسر چشم حاضر ہون ۔ جان تک
دریغ نہ کرونگا ۔ بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گئین اب
بتوسط شیر جنگ شرائط عہد و پیمان شروع ہوئے ۔ تھوڑی دیر بعد نول رای وہان پہنچا ۔ جب وہ وزیر
کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اون قول و قرار پر بیان بالکل عمل نہ کیا جو اوس نے فرخ آباد مین کہے تھے
بلکہ جو کچھہ وہان وعدہ کر آیا تھا یہان بالکل اوسکے خلاف گفتگو کی ۔ اور بجز برائی کے ایک بات بھی
خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی مُنہ سے نہ نکالی ۔ چونکہ اسکو بمقابلے اور نوکرون کے وزیر کے
مزاج مین زیادہ رسوخ تھا ایسی جو کچھہ برائی اوس نے بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اوسوقت شیر جنگ
سے کچھہ کام نہ بنا اور معاملہ نول راے کے توسط سے شروع ہوا ۔ اوسنے شمشیر خان اور جعفر خان
اور اور نوکرون کو بلایا اور اوسنے کہا کہ ملک و معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کرور روپیہ
داخل خزانہ شاہی ہونا چاہیے ۔ بعد تھوڑی بحث کے شمشیر خان و جعفر خان نے علیحدہ جا کر
باہم کچھہ مشورہ کیا ۔ اور آ کر نول راے سے کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین ۔ اس مین سے
نو لاکھہ بفورت کچھہ نقد اور کچھہ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین ۔ اور باقی اکیس لاکھہ تین
سال کی مدت مین ادا کرینگے مگر شرط یہ ہے کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق و عظمت سرفرازی
حاصل ہونا چاہیے ۔ راے مذکور وہان سے یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو مین اسکے سر
اطلاع کیئے دیتا ہون اور جو کچھہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سے مین مطلع کر دونگا ۔ یہ کہکر وزیر کے
پاس گیا ۔ اور کل ماجرا بیان کیا اونہونے نے باہم صلاح و مشورہ کر کے ناظر یعقوب خان کو
بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا جسوقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اونکو اپنا چیلہ
یعقوب خان و خان بہادر یاد آیا ۔ اور اوس کو یاد کر کے خوب روئین ۔ ناظر نے یعقوب خان
و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی ۔ بعد ازان جس پیغام کے واسطے
آیا تھا اوس کا مذکور شروع کیا ۔ کہا وزیر نے فرمایا ہے کہ مین آپ کو اپنی مان کی برابر جانتا ہون
غضنفر جنگ اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے ۔ اور ضرور ہے کہ اونکی جانشینو نکو
بھی وہی مرتبہ حاصل رہے ۔ بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے ۔

بی بی جھیان نے بے سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہدیا کہ بی بی صاحبہ
اس عالم مجبوری مین کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھ روپیہ دینگی - ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ
مسجل بہ مہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا - اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بھی شمشیر خان
اور جعفر خان کو نہ کی - اور کاغذ مہر کرکے ناظر کے حوالہ کردیا - ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا -
اور وزیر نے ساٹھ لاکھ روپیہ کا اقرارنامہ لکھدیا - اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ
اور ناظر یعقوب خان و جگل کشور کو روپیہ لانے کے لئے ساتھ کردیا - نول رای نے شمشیر خان
و جعفر خان کو طلب کیا اور انسے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے کا
اقرار کیا ہے - چنانچہ یہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی - تم جواب دہ ہو - اس کے عوض [illegible]
اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے - شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے
اور شکایت کی کہ ہمنے تو تیس لاکھ روپیہ پر تصفیہ کرلیا تھا - آپنے ساٹھ لاکھ کا اقرار کیون
لکھدیا - بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس مین اصلا میرا قصور نہین ہے - جو کچھ کیا بی بی جھیان
نے کیا - خود کردہ را علاج نیست - ناچار بی بی صاحبہ ہمراہی ناظر یعقوب خان و جگل کشور
فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین - وہان پہنچکر جو کچھ از قسم نقد و جواہر - ہاتھی گھوڑے
اسباب خانہ داری - باورچی خانہ کے برتن وغیرہ ہاتھ لگا سب وزیر کے مختارون کے
حوالے کیا - وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا - اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی
اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوئی اوس مین سے پچاس ہزار منہا کرلیا - یہ سب اسباب [illegible]
لاکھ کا ٹھیرا - تب مختارون نے باقی [illegible] لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا -
انہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے - ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے
لشکرگاہ کو چلین جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہو جائیگی - دوسرے روز بی بی صاحبہ
مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئین - جب متو مین پہونچین یہان
استقبال کو آئے - اور وہان سے انکی جلو مین ہمراہ ہوئے - جب وزیر کے لشکر کا قریب پہنچین
وہان اپنا پڑاؤ قایم کیا - دوسرے روز نول رای نے شمشیر خان - اور دوسرے چیلون
کو بلا بھیجا - اور باقی رقم کا مطالبہ کیا - اور تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا -
اور شام تک وہ اس امید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہوجائیگا - اب نول رای
بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بھیجکر وزیر کے پاس گیا - اور کل حال بیان کیا - قریب

دس بارہ ہزار سوارونکے ساتھ رہتے تھے - یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے
چیلونکے مذکورین وزیر سے ٹولرای نے یہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحب کے ساتھ ایک
انبوہ پٹھانون کا آیا ہے - اوسوقت چیلون سے کہلا بھیجا کہ آج رات تمہین ہو تمہارا معاملہ کل پر
ملتوی کیا گیا ہی - اور نول رای سے اس احتمال کی نظر احتیاط کہ شاید پٹھان مقابلہ مین آمین
بی بی صاحبہ کے خیمے کے روبرو چند توپین زنجیرون سی جکڑی ہوئین تمام رات قایم رکھین رات کی
تاریکی بیان سے باہر ہے - اب بی بی صاحبہ سی یہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرایط
آئی ہین یا بقصد جنگ اگر بہ ارادہ صلح آئی ہین تو ان مسلح افغانون کو جو آپکے ہمراہ آئی ہین اپنے
مکانون کو واپس بھیج دیجئے - بی بی صاحبہ نے ہر ایک قوم کے سردار کو بلا کر حکم دیا کہ سب گھر کو واپس
جاو - پٹھانون نے عرض کیا کہ ہم ملازم موروثی ہین ہمسے نہین ہو سکتا کہ آپکو اسوقت ہی دشمن کے
قابو مین چھوڑ جاوین کیونکہ تنہا چھوڑنے سے ہمین خوف ہے کہ کچھ آسیب آپکو نہ پہونچے بی بی صاحبہ
نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر الجھاؤ مین پڑنا پسند نکریگا
تب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری عرض کارگر ہوگی لاچار گھر کو واپس گئے
اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان شب و روز مسلح ٹھہرے
رہتے تھے - شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق
کی جانب کوچ کیا - جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہوگئے ہین اور
وزیر مشرق کیطرف بڑھتے آتے ہین سب شہر کو چھوڑکر مع متعلقین مئو کو اوٹھ گئے - اور
ایک متنفس بھی شہر مین باقی نرہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچے تو نول رای نے اجازت چاہی
کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلا کر خاک سیاہ کر دون کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نرہے - ہر چند کہ
وزیر کی آرزو دلی بھی یہی تھی - مگر ازراہ دوراندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون مین بہت زور
باقی ہی - اور بہت کثرت سے ہین - شاید انکو غلبہ حاصل ہو جاے اسلئے ابھی حملہ کرنا خوب نہین
اس ارادے کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے - یہ بڑے شکر کا مقام ہی کہ قایم خانکی
مان اور اوس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آگئے ہین - جب وزیر مئو کے قریب پہونچی
تو جو اندیشہ کہ اوہنون نے اپنے دل مین غور کیا تھا اوس کو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل
کیا سوار سب تیر - بان بندوق سی مسلح پا پیادہ صفین باندھے کھڑے تھے - وزیر اونسی
جنگ کی کوشش نہ کرکے مشرق کیطرف دریاے گنگا کی کنارے بڑھتے چلے گئے -

یہانتک کہ یاقوت گنج مین داخل ہوئی یہ مقام فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق کی طرف واقع ہے - یہان وزیر نے بڑا ڈالدیا نول رای شمس آباد سے گذرکر فرخ آباد پہنچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور دہان بوجہ چند مقام کیا - جب اوسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہا کہ اونہین مکانات کے بھروسے پر باون ہزاری بنتے تھے قلعہ تو ہوئے سے زمیندار کی گڑھی کی برابر بھی نہین ہے اوراسی طرحکے الفاظ تہتک آمیز زبانپر لایا - دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین وزیر سے جاملا جیسی کہ چرچا رہے پونکو دام مین لانیکی غرض سے دانہ ڈالتا ہے اوسی طرح وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرحطرح نعمتین کہلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہرروز اس امید مین گذرتا تھا کہ آج ہم لوگ بطلسے خلعت وخطاب رخصت کئے جاینگے ان بیچارونکے کتنے روز اس امید موہوم مین کٹے ایک رات وزیر نے نولراے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اوسنے رای دی کہ چیلون کو پابزنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کیطرف روانہ ہون - اور بعد آپکی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اونکی پانچون بیٹونکو گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا وزیر نے اس عرض کو منظور کیا - اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیر خان وجعفر خان وسعیم خان واسلام خان وسردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل محمد آباد وسرائے اگہت کی راہ سے دہلی کیطرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کی بعد نول راے نے قایم خان کے پانچون بھائیون حسین خان اور اسمعیل خان اور امام خان اور فخر الدین خان اور کریم داد خان کو طلب کیا اور اونکی روبرو ازراہ مکر اونکی خاندان کی سخاوت وشجاعت وصولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی - اور بعد اسکے خود کسی حیلہ سے اوٹھا اور ایک معتمد سے یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادونکی واسطے خلعت لاؤ یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع زنجیرونکے آموجود ہوا - نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کام نے یہ کام آپکے سپرد کیا جاے تعجب ہے کہ آپ سید ہوکر ایسے نالائق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت موجود ہوتے تو تلوار کا لطف دکھاتے - یہ کہکر پانون بڑھادیا - ہر ایک بھائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان میرے پاؤن مین ڈالو - بعد ازان انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدیا جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانونکو بڑا انتشار پیدا ہوا -

## وزیر کا نول رائے کو قایم خان بنگش کے ملک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا - نول رائے کا پٹھانوں کو بڑی ذلت پہونچانا بی بی صاحبہ کی رہائی

نواب وزیر کے حکم سے نول رای نے قنوج مین قیام اختیار کیا - یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے - یہ شہر اسوجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبہ اودہ اله آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہی نول رائے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سراے کے بانی نے تعمیر کروایا تہا اس مکان کو نول راے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تہا - خاص نول راے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے - اسکے سوا بہت سی فوج نقار اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر و میر اقدرت علی خان داعی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خالصہ کر لیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو شہر فرخ مسر سے افاغنہ کے آل تمغا تھے قایم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے[1] - قنوج سے عامل و سزاول روانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانوں مین افغانوں کی شکست و ذلت کی منادی کریں - ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑہایا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قایم گنج کے علاقہ مین جو بستیان مین وہان سے جرمانہ بھی وصول کیا - فقط مئو اس ظلم سے مصئون تھا - اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی وطوبہ و ختک و غلزئی و ورکزئی دگو جرو خلیل و مہمند بستے تھے - یہ سب شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتی تھی مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تہے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچائین جو نول راے کے اختیار مین تھین - گمان ہے کاش کا موّلف اس مقام پر نول راے کے دبدبہ اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہی کہ راجہ اکبر یار خان کو

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

فرخ آباد چھوڑکر خود قنوج کو گیا۔ معلوم ہوا کہ چوروں اور ڈاکوں کے خوف سی شہر کی دروازے
شام سے بند ہو جاتے ہیں راجہ نے منادی کرادی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم
متصور ہوگا ۔ اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر میں چوری ہوئی تو سخت سزا دون گا جب تک
راجہ کا عمل دخل رہا کسی شخص کا ایک پائی کا نقصان نہوا اب پٹھانوں نے بی بی صاحبہ کی رہائی
کے لیے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب رائے قدیم ملازم بنگش کو جو نول رائے سے شناسائی بھی
رکھتا تھا ۔ نول رای کے پاس روانہ کیا ۔ چونکہ نول رای اور صاحب رای دونوں ایک قوم کی تھے
اور صاحب رای نے نول رای سے دہلی میں شناسائی بھی حاصل کرلی تھی ۔ اوس نے نول رای
کے پاس پہونچکر تھوڑے دنوں میں اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی میں بھی آنے جانے
لگا ۔ اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے رنگ محل میں ہوا کرتی تھی ۔ ایکدن صاحب رای
نے رخصت کے بارے میں عرضی لکھکر ایک ذراسی جگہہ خالی چھوڑکر اپنے ہاتھ میں لیکر رات کو صحبت
مے نوشی میں راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی درپیش ہے داروغہ کے نام رخصت کی اجازت
چاہتا ہوں ۔ اوس نے حکم دیا کہ رخصت کردیں ۔ اسطرح حکم لکھاکر رخصت ہوکر اپنے ڈیرے پر
آیا ۔ اور عرضی میں جو جگہہ ذرا سی سفید چھوڑی تھی وہاں بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کا نام
لکھہ کر داروغہ کے پاس جاکر دو ہزار روپئے بی بی صاحبہ کیطرف سے بطور انعام کے دیے اور
پہر بھر رات باقی رہی رتھہ پر سوار کراکے روانہ ہوگیا ۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سی ہاتھ دہوکر یہ کام
کیا ہے ۔ جب صبح کو راجہ نول رای دربار میں بیٹھا داروغہ نے مجرا عرض کرکے وہ عرضی دکھائی راجہ
حکم اور دستخط دیکھکر دریاے حیرت میں ڈوب گیا ۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہوں کہ مغالطہ دیکر
دستخط کرائے ہیں تو بدنامی ہے ۔ اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے ۔ اوس نے اپنی جان سی ہاتھ
دہوکر اپنی آقا کے ساتھ نمک حلالی کی ہے ۔ راجہ نے صاحب رائے کو بلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر
آفرین ہے کہ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہان میں کم ہوتے ہیں [۵۱] ۔ لیکن آروِن صاحب نے
تاریخ فرخ آباد میں اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے ۔ اوس نے لکھا ہے کہ ایکدن
نول رائے بدمست ہوا ۔ اور گو کہ دہرم شاستر کا اوس کو ذرا بھی علم نہ تھا ۔ مگر اوسوقت
حالت نشہ میں کچھہ مذکور دہرم کا اور کچھہ بڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب رای بھی

---

[۵۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

اوسوقت متوالا بنا اور اسیطرح کی گفتگو کرنے لگا۔ کہ یہ سب صحیح ہی۔ لیکن جبتک قول و فعل
یکسان نہون تو سب دہرم ریج ہے۔ کیونکہ مین دیکہتا ہون تمہارے سب کام شاستر کی خلاف
ہین نول راے نے جواب دیا کہ مینے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحبراے
مے کہا کہ اچہا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکہا ہی اور کس ستی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت
پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ۔ نول راے نے جواب دیا کہ مینے
کسی عورت پر ظلم روا ہے۔ اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ۔ نول راے نے جوابدیا کہ مینے
کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی۔ صاحبراے نے موقع دیکہکر کہا کہ مینے ایک بہائی کو قید مین دیکہا ہی
اور لوگ کہتے ہین کہ اوس کا کچہہ بہی قصور نہین ہی۔ پہر یہ ظلم نہین تو کیا ہے۔ اب جو تم دہرم کی
باتین کرتے ہو سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جاے کہ اوس نے قصور بہی کیا ہی۔ لیکن اب تو
تمام ملک تمہارے قبضے مین ہی۔ اور تم نے امن بہی قایم کر دیا ہے۔ پہر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو
قید مین رکہنا کیا ضرور ہی۔ صاحبراے کی یہ تقریر نول راے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدہی
رات تہی اوسنے صاحبراے سے کہا اچہا تم جاکر اوس کو چہوڑ دو صاحبراے نے کہا بغیر تمہاری
تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چہوڑینگے فوراً نول راے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر
اپنی مہر ثبت کرکے صاحبراے کے حوالے کیا صاحبراے فی الفور پہاٹک پر پہونچا سپاہیونکو حکم
دکہلایا اور اونکو کچہہ انعام بہی دیا اور بی بی صاحبہ کو محلسے نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتہہ پر
سوار ہوکر جلدی یہانسے روانہ ہو اونہون نے اسقدر جلدی کی کہ اسی میل کا فاصلہ نو گہنٹون
مین طے کیا۔ اور رتہ پہونچکر ایک بیل گر کر مر گیا۔ جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحبراے نے سب لوگونکو
خاموش رکہنے کی غرض سے خود نول راے سے پیشتر سے پوچہا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ
کی رہائی کا دیا ہے۔ جب نول راے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکہلایا۔ اوسوقت
نول راے نے صاحبراے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنے دوست قلیم کو فریب دیا اوس نے
جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑہکر ہے تب نول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہمارے سامنے
سے چلے جاؤ یہ کہکر اوس نے حکم کیا کہ پانسو سوار پہٹان کو گرفتار کرلانے کے لیے فوراً روانہ ہوں
یہ سوار بہی گنج دہکالی ندی تک گئے۔ مگر اوس کو کہین نہ پایا۔ اب نول راے نے کل ماجرا وزیر کو لکہہ بہیجا
مگر اسطرح سے بناکر لکہا کہ جسطرح سے اپنے اوپر حرف نہ آئے۔

## نول راے کی حکومت کی سختی سے پٹہانون مین بغاوت کی

## خیالات پیدا ہونا

نول رائے کے اہلکارون وملازمون کا ظلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون نے مقابلے کی فکر شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانون کو مجبوراً آمادہ جنگ ہونا پڑا صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو ملازم نول رائے نے اوس کا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا عورت وہ روپیہ اپنے خرچ مین لائی بعد ایک مہینے کے وہ ہندو سوت واپس لایا - اور عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین واپس نہین دے سکتی ہون اور نہ زمانے مین ایسا دستور ہے کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاے اسپر ہندو نے اوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بترکی دیا تب ہندو نے پاؤن سے جوتا اوتار کر اوس غریب عورت کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تمپر کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھہ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہ ماجرا سنا اونکو تاب نرہی اور رستم خان ایک متمول آفریدی اور دوسرے افغان جو شہر کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور عرض کیا کہ اب ہمسے نول رائے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا کہ آخر صلاح کیا ہے - تب اونہون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے ایک بیٹے کو ہمیر سردار کرین تو ہم نول رائے سے جنگ کرین - اوس نے جواب دیا کہ یہ خیال اپنے دل سے دور کرو مین تمکو کیسے لڑاؤن میرے پانچ بیٹے تو اِلہٰ آباد کے قلعہ مین ہین - اور خاص خاص چیلے دہلی مین مقید ہین جب رستم خان نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھہ خیال ہی نہین کرتین تو اوسنے دوسری تدبیر سوچی -

## نواب احمد خان غالب جنگ برادر قائم خان بنگش کی مسند نشینی اور نول رائے کے ساتھہ جنگ کی تیاری

احمد خان نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا دوسرا بیٹا تھا - جب وزیر بعد ضبطی ریاست فرخ آباد دہلی کو واپس آئے تو اوس زمانے سے احمد خان نے اپنے گھر کے گوشہ عافیت مین سکونت اختیار کی - یہ مکان فرخ آباد مین واقع ہے اسوقت اوسی صرف اسقدر مقدرت تھی

اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے جولائی سنہ ۱۸۵۸ء مین پندرہ
جوان تو سی اوسکی مکان کو گھوڑونپر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے
وقت پہنچے اونکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سی آئے ہو اونہون نے
انگریزون کے جاسوسون کے خوف سی کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے - جواب دیا کہ
ہم شادی کے واسطے سامان خریدنے کو آئے ہین نواب نے اونکے واسطے کہانا تیار کرنے کا
حکم دیا بعد اسکی افغانون نے کہا کہ ہم آپ سی خلوت مین کچھہ کہا چاہتے ہین - دونون خادم اور
رمضانی کو باہر کر دیا - اور باہم بات چیت شروع ہوئی - یہ سب زنانے مکان مین تھے
اور دروازہ اندر سی بند تھی - پانچ چھہ گھنٹے تک گفتگو رہی - آخرالامر یہ معلوم ہوا کہ نواب نے اُنسے
کہا کہ مجھے تمپر اعتبار نہین ہے جیسے تمنے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسیطرح
میرا ساتھ چھوڑ دوگے اونہون نے عہد کیا کہ ہرگز ہمسے ایسا نہوگا اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ ہم سب حال
مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے یا جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اُنسے قسم چاہی
اونھون نے قرآن مجید کی قسم کہا کر کہا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہین گے قریب غروب پٹھان
رخصت ہوئے اور کہا کہ ہم کو کل تو پھر آنا ضرور ہے - دن بہت کم ہی اور سودا سلف کرنا ہے
وہانسے ترپولیا بازار کو ہوئے - جو جو شی جس جس کو مطلوب تھی خریدکی قول رہے کہ جاسوسون
اور سپاہیون نے اونہین روکا اور پوچھا تم کہان آئی ہو - اونہون نے جواب دیا ہم بازار کی
کپڑا خریدنے آئے ہین یہ سب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھی - یہ رات کو احمد خان کے
مکان پر رہی اور اپنے حسب منشا اوس کہی عہد و پیمان کرکے صبحکو واپس آئے تھوڑے دن بعد
گل بیان نام ایک قاصد صبح سے بی بی صاحبہ کے پاس سی احمد خان کے پاس آیا -
اور یہ پیام لایا کہ بی بی صاحبہ نے آپ کو بلایا ہی احمد خان سوار ہو کر چلا وہان پہنچکر بی بی صاحبہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور نذر گذرانی شاید اس باب مین بی بی صاحبہ سے پہلے سے گفتگو ہوچکی
تھی باوجودیکہ احمد خان اردھسمک کی بیماری رکھتا تھا - مگر رستم خان اور دوسرے
پٹھانونکی رائے اور بی بی صاحبہ کی اجازت سے سردار بنایا گیا اسوقت تمام پٹھان
اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نولاے پر حملہ کیا جاے صرف اسقدر وقت تھی کہ ان

---

سلہ گل بیان بر کاش ۱۲

غریبون کے پاس روپیہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسقدر ریاست واپس
ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ بحسب ضرورت اوسکے بھائیون اور ہمنداروں مین
تقسیم ہوا اوس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا - اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت
کیا - موضع قایم گنج کے متصل موضع جلولی کے ایک دولتمند گھسیا نامی کورمی نے کئی ہزار روپیہ
اس اقرار پر منگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی اوسے دیجائیگی - اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ
روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو مئو سے سو لہاپس پر تھا لوٹ لائے یہان
نشتر توڑے روپیونکے اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا - جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان
نے جلولی کے پاس موتی باغ مین جھنڈا لگایا قریب چھہ ہزار کی فوج مجمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ
پچاس ہزار فوج جمع ہوئی ہے - بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب عنایت
کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین - گھسیا کورمی شمس آباد کے تھانے پر حملہ کرنے کے لیے
بھیجا گیا - شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے - اوس روز لوگون نے جو خاص سواسطے
مقرر ہوئے تھے نول راے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اوسکے ملازمون کو ہٹا دیا آمادگی سے
نوروز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسیکو نہایت
احتیاج ہو تیسرے فاقے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے
زیادہ کوئی نہ لے اور جس کے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور
بارہ ہزار پیادون کے مجتمع ہوگئے - جب یہ خبر اکبر یار خان کو پہنچی جو پرگنہ کورا ولی ضلع مین پوری
مین کالی ندی کے اوسطرف مقیم تھا اور صفدر جنگ اوس لولراہی کی نیابت مین بیس ہزار
سوارونکے ساتھہ مقرر کر گئے تھے - تو اوس نے وہان سے کوچ کرکے علی گنج مین جو مئو سے چھہ
سات کوس کے فاصلہ پر ہے پڑاؤ ڈالا - ایک بنگش سردار فتح مامور خان نامی صفدر جنگ
کی سرکار مین چار سو سوارونکی افسری پر مقرر تھا - اور اکبر یار خان کے ساتھہ متعین تھا رستم خان
نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے کے لئے ایک خط اس مضمون کا فتح مامور خان
کے نام لکھا کہ آپکے اس ارشاد کے بموجب کہ "تم ہوجاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور
دریا کراکے لاتا ہون اس طرف سے مین اور اودہر سے تم اونکو گھیر کر پکڑ لو" سب انتظام
درست کرلیا ہے - جسوقت آپ لکھین - سوار لیکر پہنچون - اور اکبر یار خان کو گھیر لون

رستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اوسکو ہدایت کردی کہ اکبر یار خان کے
کمپ مین پہنچکر اونکی ڈیوڑھی پر فتح ماموں خان کا ڈیرہ دریافت کرنا۔ چنانچہ ہرکارہ وہ خط
لیکر وہان پہنچا اور اکبر یار خانکی ڈیوڑھی پر فتح ماموں خان کا ڈیرہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے
ہرکارون نے خط اوس سے لیکر اکبر یار خان کو دکھا دیا اوس نے دلمین سمجھا کہ بیشک ایسا ہی ہوگا
اور اوسی وقت چوکی کے نیل پر سوار ہوکر کوڑاولی کیطرف چلا گیا۔ فتح ماموں خان نے اس بات سے
تعجب کیا اور آدمی بھیجکر اونسے دریافت کیا کہ اسطرح یکایک کہان جاتے ہو اور اپنی روانگی کے
ارادے سے مجھکو اطلاع بھی نہ کی۔ اکبر یار خان نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہوکر میری پاس
جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا۔ آدمی جب یہ جواب لایا تو فتح ماموں خان نے روانہ ہوکر
اوس سے ملاقات کی اوس نے خط دکھایا اور کہا کہ پڑھو فتح ماموں خان نے پڑھکر ہاتھ پر ہاتھ
مارکر کہا کہ زرگری ہی مین نمک حرام نہین ہون آپ بغیر میرے مشورے کے کیون روانہ ہوئی
اب آپ لوٹ چلئے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجھسے چار کوس پیچھے رہئے۔ اکبر یار خان کے
دل مین ایسا خوف جم گیا تھا کہ نہین لوٹا۔ اور اوسی طرح کوڑاولی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے
یہ خبر سنی تو دو ہزار سوار و پیادون کی فوج کے ساتھ کہاس کوری پر دہاوا کرکے تمام بازار
لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تہا لوٹ لیا اور وہانسے شمس آباد کو آیا۔ نواب احمد خان نے
موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین پٹھان فرخ آباد پہنچے بہادون کا مہینہ تہا بارش
بہ شدت ہو رہی تھی۔ یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بمقابلہ پر جسنے کسبی قلعہ پر
قبضہ کر لیا تھا حملہ کرنا چاہئے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نا منظور کیا۔ اور کہا کہ ابھی اس بہادر
مین نہ پڑو جب تک نول رای کو فتح کر لو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور
مین لیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

## جنگ خدا گنج و قتل نول رای

پٹھانونکے سر اوٹھانے سے تہوڑے ہی دنون بعد نول رای کو خبر پہونچی کہ مؤکے افغان
جنگ پر آمادہ ہوے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہین نول رای نے گالیان دینا
شروع کین۔ اور کہنے لگا کہ ان نان پزون اور کوجڑون کو مع اونکی عورتون کے برہنہ کرکے
سبکو ہاتھی کے پاؤن تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے قنوج سے
مغرب کیجانب کو کوچ کیا۔ اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایکہزار توپین تہین

اوسنے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کیطرف کوچ کیا ۔ اور اس ندی کو اوتر کر اوس کے بائین کنارے پر خدا گنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کیطرف بفاصلہ ۲۰ میل اور قنوج سے شمال مغرب کیطرف میں میل کے فاصلے پر ہی نول رامے نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کو تمام حال لکھا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم ہوچکا کہ مین جبتک آتا ہون جب تک مین پہنچ نہ جاون جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون یعنی افغانون مین ناتا سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب گردن مین پتھر باندھکر ندی مین ڈبا دئے جاینگے یہانتک کہ اون کا تخم سرزمین ہند مین باقی نرہے نول رامے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاو کے گرد خندق کہدوائی اور خندق پر توپین لگا دین ۔ اور سب کو زنجیرون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا تو وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا ۔ اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کی مشرق کی سمت کوچ کا حکم دیا اوسکی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اوسوقت صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان و قاسم خان و جمال خان و بہادر خان و محمد ماہ خان و بازخان دائی پوری و روشن خان بکہی و عبد الرحیم خان و ابراہیم خان کشمیری و مرزا اوزبیگ کے تحت مین تھی اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مدرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے ۔ یعنی حاجی سرفراز خان و رستم خان و سرمست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان خرد و شیر دل خان و ناہر دل خان و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان و بازخان و بہا ئخان پانچ بیٹے شمشیر خان کے دو بیٹے مقیم خان کے اور عثمان خان و الہ اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے نول رامے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاو ڈالا یہ پڑاو دہاجے پور کی بستی کے قریب پر خدا گنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین واقع ہے ۔ نول رامے کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۲ و ۱۳ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء کو فوج تعدادی تیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر جو وزیر کا ہمزلف تھا و اسماعیل بیگ کابلی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار اور اون کا چیلہ مشہور تھا ۔ اور راجہ دیبی دت فوجدار کوئل اور محمد علی خان ولد پائندہ خان اکبری کے روانہ کی چونکہ اسماعیل بیگ کو راجہ سے دلی بغض تھا اسلئے اوس نے بھیجنے مین تساہل کیا جب جسونت راجہ مین پوری نے سنا کہ یہ فوج سکیٹ پہنچی تو اوسنے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ یہ فوج عنقریب مین پوری

پہونچے گی اگر اسکے پہنچنے سے قبل تمنے نول رای کو سمجھہ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا۔ صاحبزادے نول راے کے کمپ مین موجود تہا۔ احمد خان کے ہرکارے خفیہ اوسکے پاس آتے جاتے رہتے تھے اوسنے بھی ایک پرچہ پر یہ شعر لکھہ کر احمد خان کو بہیج دیا ہ

اے سہ خورشید لقا از دو بیا زود بیا ✤ دیر مکن بہر خدا زود بیا زود بیا ✤

یہ خبر سنتے ہی نواب احمد خان نے رستم خان سردار خان کو طلب کیا۔ اور اونسے کہا کہ یہ ماجرا ہے اور اب تمہاری صلاح کیا ہے۔ اونہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔ نواب نے کہا کہ کل تائید الہی پر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچہہ ہونا ہو سو ہو جاے۔ گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تہا فقیری بہیس کرکے دشمن کا بہید لینے کے واسطے روانہ ہوا۔ یہان اسنے دیکہا کہ سب طرف توپین چڑھی ہوتی ہین۔ اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جسطرف حملہ کیا جاے۔ صرف ایک طرف خندق پر بائیس سید متعین کیے گئے تھے۔ اسجانب چونکہ توپین نہ تہین یہ بڑاو کی پشت تھی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تہا۔ گل میان نے وہان سے آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب ہے کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین۔ اور یہان پہنچنے مین تین کوس کا چکر پڑے گا۔ لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہانتک آپکو ضرور پہنچا دونگا۔ ۹۔ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق یکم اگست ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گھنٹہ بعد اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کیطرف روانہ ہوا۔ رستم خان اوسکی بائین جانب تھا۔ مینہ بشدت برس رہا تھا۔ گل میان فوج کے آگے ہولیا۔ اور نہایت ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ ہٹا لایا تاکہ گھوڑونکی ٹاپونکی آواز دشمن کے کان تک نہ پہنچے جس صورت سے نول راے کی فوج کے سامنے کا رخ چھوڑ کر ٹھیک اوس کے عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی متعین تھے جا پہونچے۔ مقبرہ خدا گنج سے ایک میل مغرب کی سمت درمیان حدود دہ موضعون کھتیا و گنگانی کے یہ پڑاو واقع تہا طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکہو تو یہان سید ہین۔ اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان تلے کے ارادے سے آتے ہین۔ یہ کہکر خوب ہوشیار ہو گئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا۔ اور دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین۔ اور تلوارین بھی نکلین۔ کمپ مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گہس آتے ہین بارش اسقدر شدت سے برس رہا تہا کہ کسی کی آواز سمجھہ مین نہ آتی تہی۔ اور تاریکی اسقدر تھی

کہ دوست دشمن مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا توپین فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی جس سمت کو لگی ہوئی تہین اوسطرف سر کردی گئین سیدون نے اول حملہ مین پٹھانون کو ہٹا دیا۔ پٹھان کچھہ دور بہاگ گئے۔ تب احمد خان نے اونکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے لائے ہو کہ مین تمکو نامردونکی طرح بہاگتے دیکھون کل تمھاری عورتین بے آبرو کیجا ئینگی اور تم برہنہ کیجاؤگے یہ کہکر اوسنے اپنا جھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اوس مقام سے واپس جانا پسند نکرتا تہا۔ مگر رستم خان وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کیغرض سے آئے ہو تو اپنے گھوڑون پر سے اوتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تا کہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون پر سے اوتر پڑے ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اوترا ہی تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اوسوقت بہاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے سر بکف ہو کر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھے اور ڈہال تلوار لیکر گہس پڑے کچھہ سید تو مارے گئے۔ باقی فرار ہوئے اور راستہ کہل گیا۔ تب سب افغان اندر گہس گئے اور نول رائے کے مورچے کے پاس جا پہونچے۔ یہان فوج بھی کم تھی۔ کیونکہ اوسکی فوج حفاظت کے واسطے جابجا منقسم تھی قاصد نے نول رائے کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مار کر اور بھگا کر اندر گہس آئے ہین اور آپکے مورچے کے قریب ہتھیار چل رہے ہین چونکہ نول رائے بغیر پوجا کئے کبھی نہ نکلتا تہا یہ خبر سنکر وہ پوجا کے واسطے بیٹہا اور کہنے لگا کہ کچھہ مضائقہ نہین مین اون کو نجڑون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھ کر لاؤنگا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا ای بیوقوف تو یہان بیٹہا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آ پہونچے ہین۔ یہ سنکر نول رائے مسلح ہوا اور اون دونون ہاتہیون مین سے جو اوس کے دروازے پر بندہے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا۔ اون ہاتہیو نپر شب و روز نکا نقارہ جو ضنہ کسا جاتا تہا۔ اور ہر حوضے مین دو کمانین اور ترکش تیرون سے بھرے ہوئے لگے رہتے تھے نول رائے نے دو تیر ایک ساتھ چلّے مین رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک پر لا کر مارے ہو تو سارے کو نجڑون کو چلا تے ۱۰۔ رمضان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب ہو رہی تھی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تہا۔ اور اوسکی حفاظت کو پٹھان ڈہال تلوار سے کہڑے تہے تا کہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے۔ پچاس ساٹھ کہار پالکی کے ساتھ تھے اون مین سے ایک زخمی بھی ہوا۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار

بل کے اوسجگہ آپہونچے جہان نولراے بہمراہی تین چارسو جوانون وچھ سات ہاتہیون کے
ہتی پرسوار کھڑا تہا اُس تہوڑی جمعیت کا کچھ خیال نہ کرکے نولرای کی تلاش مین بڑہے
ہ چند ہی قدم گئے ہونگے کہ نولراے کے ہمراہی کے ایک پٹھان نے العوذ ہی کر اپنی پشتو زبان
ن کہا ای کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آنے پائی یہان سرداران فوج کہڑی مین
نوزہ بجنے کی آواز توسب نے سنی مگر اوس کا کہنا کوئی نہ سمجہا ۔ محمد خان کے بہائی نے جو چال
ن افغانستان سی آیا تہا نولراے کے افغان کے اوس حملہ کا ترجمہ کرکے اپنی ساتہیونکو سنایا
مد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کیطرف بڑہو ۔ اور بہادرونسی کہا کہ باڑہ مارو
شمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوگئی ۔ مگر باقی آگے بڑہے ۔ جب نولراے کے فیلبان سے
یکہا کہ لڑائی سخت ہی تو راجہ سے کہا کہ یہ ہاتھی چالیس فرسنگ چلنے کا دم رکہتا ہی ۔ اگر حکم ہو بہاگ
ل لے چلون ۔ نولراے نے اوسکی کمر پر لات ماری ۔ اور کہا کہ ہاتھی بڑہا جبکہ لڑائی سخت ہے
و ہاتھی بان نے ہاتھی بڑہایا ۔ اوسوقت نولراے نے گالی دیکر کہا اے کو بخت میں تمکو قرار واقعی
زا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک بھی باقی نرہیگا ۔ یہ کہکر اوس نے ایک تیر
را جو محمد خان کے سینے مین لگا ۔ محمد خان نے تیر کو ہاتھ مین کہا ای تیر توکس نامرد کے ہاتھ سی
یا ہے کہ تجہہ مین کچھ بھی زور نہ تہا نولراے نے یہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پہر
مد خان کے نہ لگا ۔ ایک سوار کی گردن مین لگا جو گہوڑے سے گر گیا اوسوقت باری کے ایک
سید محمد صالح نام نے نولراے سے کہا مین نہ کہتا تہا کہ پٹھان دینگے اپنر ذرا رحم نکرنا چاہئیے
ب جہانتک ممکن ہو اونہین خوب درست کیا جاے ۔ وہ اس نقطہ تک پہونچا تہا کہ محمد خان کے والد
کے ایک غلام نے اوسپر بندوق چلائی ۔ گولی پیشانی پر لگی اور وہ حوضے مین سرد ہوگیا ۔
وسوقت ایک پٹھان آفریدی نے نولراے کے گولی لگائی کہ وہ بھی مر گیا ۔ جو سپاہیون نے
شمن کو تلوار پر رکہہ لیا ۔ اور ہزارون کو خاک و خون مین ملا دیا ۔ نول رای کے فیلبان نے جب
پنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی کو ہانکا ۔ اور کالی ندی پر الگیا ۔ در قنوج جا پہنچا ۔
جب راجہ کی فوج نے نولراے کے ہاتھی کو نہ دیکہا اونکے دلمین خیال گذرا کہ یہ وہان سے
الی ہاتھی ہے یا سردار یا تو زخمی ہوا ۔ یا مارا گیا ۔ پس فوراً کل فوج نے پیٹھ پہیری ۔ ہزارون سوار دبیادون نے
ہاگنا شروع کیا ۔ جو شناوری مین مشاق تہی یا جو گہوڑے پر اچہا بیٹھ سکتے تہے وہ تو ندی پار نکلے
ور جو شناوری سے ناآشنا تہے یا اچہے سوار نہ تہی وہ دریا مین ڈوب گئے ۔ جو فتح

افغانونکی نول راے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل تک دشمن کی شکست کے ۔ محمد خان اتفاق سی ہمراہ اونکے ڈیرون کیطرف جا نکلا ایک جہوٹے سے خیمے مین چند ہوے موٹے بنئے جو بڑ کہیل رہے تہے اوہنون نے اوسکو نول راے کے ملازمین سے تصور کیا اور پوچہنے لگے بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین۔ ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی انکو تو خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تہا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی۔ اوسنے جواب دیا کہ نول راے مارا گیا اور دو ترنگ نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی۔ اور تم ابھی تک اسی خواب و خیال مین غرق ہو اوہنون نے یہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا۔ اتنے مین چالیس پچاس افغان اور آپہنچے اور چاہا کہ اونکو قتل کر ڈالین۔ یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس روپیون اشرفیون کے صندوق ہین سب ہم حوالے کئے دیتے ہین۔ ہم کو کیون مارتے ہو۔ نواب صفدر جنگ کی رعایا تہی اب نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لین پھر انکو قتل کر ڈالین۔ مگر محمد خان نے انکو اس ارادہ سے باز رکہا جب محمد خان نے دیکہا کہ لوٹنے والے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی۔ چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپئے کے لانے کے واسطے بھیجدئے۔ ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی۔ اس عرصے مین نول راے کا ایک ہاتھی جسپر ملمع کا حوضہ اور زربفت کی جہول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین۔ مگر اوسنے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کی پالکی کے قریب بٹھا کر فتح کی مبارکباد دی۔ اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے۔ پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا۔ اور فیلبان کو لاتہون لکے ہوے سے گرادیا۔ اس صورت سے اوسکی جان بچی۔ رمضانی چہوکرا جو نواب احمد خان کے ایک بڈہے خدمتگار کا بیٹا تہا اوسوقت نواب کی پالکی پکڑے ہوے ساتھ موجود تہا نواب نے اوسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہولے۔ گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تہا۔ مگر اوسوقت سوار ہوکر بخوبی ہانک لے گیا۔ اب لوٹ شروع ہوئی۔ نواب نے حکم دیا کہ سواے ہاتھیون اور توپون اور خیمون اور طبل جنگی کے جو شخص کے ہاتھ آے وہ اوس کا مالک ہے۔ مال غنیمت اسقدر ملا تھا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا۔ اس لڑائی مین علاوہ نول راے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف

تبصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے ۳۷۔ اعلیٰ عہدہ دارونکے نام بیان کئے ہین جو جنگ مین کام آئے نواب بقا اللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تھا ۹۔ رمضان ۱۱۶۳ھ کو مکن پور روانہ ہوا مکن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کیطرف واقع ہی اس رات وہ قنوج رہا اور دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوئے۔ جب نول رائے کا لشکر چار کوس رہگیا ہوگا کہ یک بیک مفرورین انبوہ انبوہ پہنچنا شروع ہوے راے پرتاب سنگھ جو زخمی ہو کر بھاگا تھا اول اوسنے کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقا اللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کرکے کہ ساتھ فوج نہایت قلیل ہے قنوج کیطرف واپس چلا تاکہ راجہ کی مستورات و بچون کو کہین بھیجدے۔ ان کو مجتمع کرکے مع راجہ کی لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے واسباب وغیرہ مل سکا اونکو ساتھ لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفرورین بھی اوسکے ساتھ ہوئے انمین پرتاب سنگھ و حسن علیخان بھی تھے جو دونون زخمی تھے راستے مین جو ممکن تھا بھیڑ سے ہمراہ لیا۔ روز شنبہ تاریخ ۱۱۔ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۴۔ اگست ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بسمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہی دوسرے روز جاجمئو مین پہنچے یہ مقام کانپور سے سمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارے پر واقع ہی نول راے کی لاش کو صندل کی لکڑیون مین گنگا کے کنارے پر جلادیا نول راے کے مارے جانے کی تاریخ ایک شخص نے اسے نول سرخ رو سے نکالی ہی ۵

روان کرد خون یلان جو بہ جو ٭ ادا کرد حق نمک مو بہ مو ٭

زیزدان رسید ندحور و ملک ٭ بیا رو ببرد۔ ای نول سرخ رو

۱۴۔ رمضان مطابق ۷۔ اگست کو کانپور پہنچے۔ یہ کوڑے سے پانچ کوس ہی یہان سے راجہ متوفی کے گھر بار کو لکھنو کو بھیجدیا۔ اور بقا اللہ خان نے کوڑے مین قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئی۔ اس مین صاحبزادے اور چیلے اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور بیشمار تاجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب ہمشیلون نے اس فتح کی خبر سنی خوف زدہ ہو کر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑ کر اپنی گانون کو بھاگ گئی جنگ کے بعد احمد خان نے بہوری خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانسو بندوقچیون کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور اوسکو حکم دیا کہ نول راے کے رنگ محل پر جاکر قبضہ کرلے اور وہانکی ہر چیز کی حفاظت کرے۔ اس حکم کی تعمیل حرف بہ حرف کی گئی۔ یہان لاکھون روپیہ نقد تھے اور غلہ بافراط تھا رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے

حیدر روز بعد میر اباب دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب دہ بانکے حاکم کے رنگ محل مین بھی گیا
اسوقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا - مگر روپیہ اور اشرفیون کے توڑے جابجا پھیلے ہوئے تھے
یہان زر لفت طلائی کے بڑے بڑے تھے دروازون اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر
جڑے تھے ایک پلنگ جڑاو بچھا ہوا تھا اور سہر محل کے تکیے دہرے ہوئے تھے طباق اور صراحیان
سونے چاندی کے بعض بعض جڑاو بھی رکھے ہوتے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت
قلعہ دار کے وہانسے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر بعیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ
اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا - نواب احمد خان بڑی شان وشوکت سے فرخ آباد مین
داخل ہوا - بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی مان کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گزرانی اور سمحال کے
تھانون پر اپنے آدمی متعین کیئے - اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا - عطائی بو پرگنہ
قایم گنج کے ایک بھاٹ مسمی بھوتی نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کر کے سنایا جسپر
نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا - وہ گیت مندرجہ ذیل ہے

عجب وہ صاحب قدرت ہے جسنے کاج سنوارا ہے ۰ خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
کیڑا باندہا لمر کسکر غنیم او پر لئے لشکر ۰ لگے اوس کے عجب چکر عزوہی کا خمارا ہے
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات پاجی کو ۰ نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مارا ہے
نول ہو وے کہ کہو پوڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا ۰ قبایل بھی کہین چھوڑا نہ سر جیرا سنبھارا ہے
چلین توپین دہرا دہڑ سے رکھلے بھی پڑا پڑ سے ۰ شترنالین پڑا پڑ سے تھورکا پہاڑا ہے
چلین تیرین شاتن سی چلین گولی سنا من سے ۰ کٹین مکتر جہنا جہن سے پڑی تلوار دہارا ہے
بھوتی نام ہے میرا عطائی پور مین ڈیرا ۰ یہی ہے مئو کا کھیرا تلے گنگا کنارا ہے

## صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑہائی

افغانونکی آمادگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصہ مین دہلی پہونچی - صفدر جنگ نے بادشاہ کی
خدمت مین عرض کیا کہ احمد خان برادر قایم خان بنگش ملک و پرگنات کی آبادی مین خلل انداز
ہوتا ہے - اگر چند روز اسی طرح رہیگا تو اوس کا مقابلہ مشکل ہو جائیگا - بادشاہ نے عرض
سنکر وزیر کو باغیونکی سرکوبی کی اجازت دی - وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار
سوار و توپخانہ و خزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۸ جولائی

سنہ ۱۷۵۰ء کو دہلی سی کوچ کیا اور دریاے جمنا سے اوترکر اپنی تیاری مین مصروف ہوے ۲۷
و ۲۸ شعبان کو اونہون نے کچھہ فوج نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگخان چیلے کے زیر حکم
نول راے کی کمک کو روانہ کی سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء
کو وزیر نے دہلی مین واپس آکر بار دیگر بادشاہ سی رخصت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان بہادر
اور میر نظامی اور میر نقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر خان صوبہ دار کابل وغیرہ
امرا اور دوسری فوج بادشاہی اونکی مدد پر مقرر ہوئی اور بروقت رخصت وزیر کو سراپا و شمشیر اور
پہول کتارہ مرحمت ہوا۔ اور نجم الدولہ کو فتح پیچ مع شمشیر اور میر نقا کو فتح پیچ عطا ہوا۔ اور وزیر اپنے
بڑے لشکر کے ساتھہ کوچ کیا اودھر مادگھا سنگھہ جاٹ کو جمعیت دہ ہزار سوار سے اپنی شامل کیا اور کنور سورج
مل مہاراج بدن سنگھہ والی بہرتپور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے طلب کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ میری
اس تحریر کو حاکمانہ تصور نکرین بلکہ دوستانہ خیال کرین کنور سورجمل بمقام تہا اور پہر اونہون نے
مہاراج بدن سنگھہ سے اجازت چاہی۔ مہاراجہ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب نواب جانے کا
مضائقہ نہین مگر بنظر دور اندیشی ہوشیار رہنا چاہیے اور مسلمانونکے قول پر اعتماد نکرنا چاہیے
سورجمل پندرہ ہزار سوار کی جمعیت سی مدد کے لیئے روانہ ہوا وزیر کی فوج پر سرداران مفصلہ ذیل
حکمران تھے۔ نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ و مرزا محمد علیخان کوکہ و
عیسی بیگخان چیلہ و آغا محمد باقر یزدی و مرزا مشہدی بیگ و نعیم خان۔ دہلی سے چلکر تین چار
روز مین دو منزل آئے تھے کہ اونہون نے نولراے کی شکست کی خبر سنی وزیر کو سنتے ہی
کمال غم و غصہ آیا اور کہنے لگے۔ افسوس ال خدمین دائم الخمر نے کمک کا انتظار نکیا۔ اگر تہوڑا
بہی توقف کرتا تو ان کسانون کو فتح نصیب نہوتی یہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتہہ دیا اور
اور تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہوگئے۔ جب وزیر نے تکیے سے سر اوٹھایا اور اون کو غش سے افاقہ ہوا
تو ایک منشی کو بلایا اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بمجرد
صدور حکم ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سے
قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ
کے نام سے مشہور ہوا دہلی مین بہیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کرکے سر اونکے میرے پاس
بہیجدو بموجب حکم وزیر کے قلعدار الہ آباد مع چند جوانونکے قیدیون کے پاس بارادہ معلوم گیا
جبوقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو ناصر خان نے قلعہ دار سے مخاطب

ہو کر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے میں منتخب ہو کر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہوں تو میں ہوں ان
بیچاروں کا کیا قصور ہے۔ لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دو اور تا صدور حکم ثانی انکا قتل ملتوی رکھو جلادوں نے
ایک نہ سنی آخر جلاد اونکی طرف بڑھتا ہے ایک اپنے قتل میں مقابلہ پڑ دوسرے بھائیوں کی ہیں دستی
جا بیٹا تھا۔ غرض سب کی سب قتل ہو کر قلعہ میں مدفون ہوئے جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر
کو پہنچا تاریخ ۲۰ رمضان ۱۲۶۳ھ ہجری مطابق ۱۲ اگست ۱۸۴۷ء کو اونہوں زین العابدین خان کی اردو
مجلس سے کہا کہ پانچوں چیلوں کو باہر لاؤ زین العابدین خان پالکی لیکر محبس میں گیا۔ اور کہا شمشیر خان
وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل جانے کا حکم آیا ہے۔ لہذا میں پالکی لیکر آیا ہوں شمشیر خان نے
جواب دیا میں خوب جانتا ہوں جہاں ہمیں بھیجنے کا حکم ہے خیر چاروں کو تو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ
میں غسل کر کے کپڑے بدل لوں اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ لوں زین العابدین شمشیر خان کو بہت
عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم کی مجبوری تھا۔ شمشیر خان کو چھوڑ کر باقی چاروں کو پالکی میں بٹھا کر لے گیا۔
جب یہ مقتل میں پہونچے جلادوں نے جھٹکر چاروں کے سر تن سے جدا کر دیے اس عرصے میں شمشیر خان
نے نہا دھو کر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی۔ اور اپنی جنازے کی نماز پڑھکر تلاوت قرآن میں مشغول ہوا
زین العابدین خان پالکی لیکر وہاں پہنچا اور کہا پالکی پر سوار ہو کر تشریف لے چلئے تب اوس نے
قرآن مجید کو جزدان میں رکھ کر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور بیس اشرفیاں دیں کہ کسی سید کے
ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جوتہ اپنے پاؤں سے نکال کر دیا کہ یہ کسی غریب برہنہ پا کو
دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اوتار کر اپنے نوکر کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا
اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شبر علی کے کوئی اولاد ہو تو اوس کے گلے میں ڈالدینا۔
یہ سب وصیتیں کر کے برہنہ پا مقتل کیطرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہر چند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ
مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہوگئے ہیں مگر یہ
کل دنیوی حوصلے اب ختم ہوئے۔ جب مقتل میں پہونچا اور چاروں لاشوں کو دیکھنے لگا تھا تو
انا للہ وانا الیہ راجعون جلال الدین نے اوس کو دیکھ کر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اسوقت
کہاں ہے۔ جواب میں اونہوں نے یہ اشعار پڑھے

ہمان شمشیر و شمشیر ان منم ✤ چہ سازم کہ قبضہ نہ در دستم ؎ وگرنہ ترا خان و مانت حریص ✤ بیک دم تہ خاک کردم عدم

یہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سر تن سے اوڑا دے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا
مگر خطا کی۔ دوسرا ہاتھ لگایا پھر بھی خطا کی۔ تب جلال الدین نے ایک شخص سے جو وہاں کھڑا تھا

کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکی اصرار سے تلوار ہاتھ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سرتن سے جدا کر دیا - لاش کلمہ پڑہتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی - اور انگلیان دونون ہاتھ کی اتنک واسطے تسبیح پڑہنے کی جنبش کرتی تہین یہ حالت دیکہہ کر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑہا اور سینہ پر ہاتھ رکہکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئی - جونہین یہ الفاظ اوس نے زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہ حالت دیکہکر زار زار رونے لگا - اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھ سے قتل کروایا - پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑ کر اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو بہاگ گیا

شمشیر خان کے مارے جانے کی تاریخ یہ ہے

منجر دست عدو گوہر جانش سفت | جو را زکیسوی حور خاک رہش را ہے رفت
سال تاریخ وفاتش ز خرد بر جستم | ہاتفے صاحب شمشیر بہادر سے گفت

۱۱ ۹۳

جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوین مین ڈلاکر کنوان پتھرون سے پٹوا دیا - وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات مین ڈیرا ڈالکر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا - نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگ خان جو راجہ نول رائے کی کمک کے واسطے بہیجے گئے تھے جب مین پوری کے قریب پہنچے تو جاسوسون کی زبانی نولرائے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اوسوقت مارہرے کے قریب مقیم تہا وزیر کے پاس ستر ہزار سوار سے زیادہ جمع ہوگئے - اور گیان چند کاتب کے مولف نے وزیر کی ہمراہ سپاہ کی تعداد ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادہ بتائی ہے - اور اسی ضمن مین ایک عجیب سانحہ ہوا -

## وزیر کی فوج کے ہاتھ سے قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور نجیب شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

---

سلہ مفتاح التواریخ مین یہ تاریخ راجہ برہتی پت کے واقعہ کی لکھی ہی اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے ایما سے ۱۱۶۳ ہجری مین مارا گیا تہا - مگر ہمنے اس تاریخ کو شمشیر خان کے واسطے بہتر مانا کئی وجہ سے ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اسکے اعداد مین آیا ہے - اور وہ شمشیر خان کے لئے مناسب ہے - اور برہتی پت کی اس مین کوئی بھی رعایت نہین - دوسرے ۱۱۶۴ ہجری مین دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانون پر مرہٹون کی امداد سے حملہ کیا تہا تو اس یورش کے درمیان مین راجہ مارا گیا تہا - اور راجہ جمادی الاول ۱۱۶۳ھ مطابق اپریل ۱۷۵۰ء تک تو احمد خان کے ساتھ رہا الغرض شمشیر خان ۱۱۶۳ ہجری مین شہید ہوا تہا - ۲، ستہ ۵۲ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

١٨- رمضان ۱۱۶۳ ہجری کو کسی مغل کے ساربان نے عنایت خان کے دروازے کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا - عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے بھروسے پر ساربان کو سزا دی تمام ساربان جمع ہوکر اپنے آقا کے پاس فریاد لیکر گئے - چونکہ وہ شخص جماعہ دار مغلیہ تھا اوس نے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکی سوار و پیادے عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے - یہ حال جبکہ وزیر کے دوسرے سپاہیون نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر عصر کے وقت قصبے پر جا پڑی اور طرفۃ العین میں اوسکو برباد کر دیا - اور عنایت خان کو مع اوس کے نوجوان ۱۹ برس سالہ لڑکے کے قتل کر ڈالا - وزیر نے یہ خبر پاتے ہی نصیر الدین حیدر کو روانہ کیا کہ مارہرہ میں پہنچکر سپاہ کو وہان سے ہٹائے اور اپنے چوبدارون اور ہرکارون کو دوڑایا کہ جاکر لوٹنے والونکو منع کرین جب تک یہ لوگ پہنچین وہان کا کام تمام ہو چکا تھا - اکثر سیدون اور شیخون اور کنبوہون کی عورتین مقید ہوئین مغلون کے ہاتھ سے ستر آدمی مارہرے کے ناحق مارے گئے - نصیر الدین حیدر نے تمام شب ان عورتون کو پکڑنے والونکے پہلو سے لیکر علیحدہ خیمے مین جمع کیا - اس سانحہ سے صفدر جنگ تمام شب ملول رہے اور زار زار روئے اور کہانا نہ کہایا - صبح ہوتے ہی تمام عورتون کو اونکے گھر پہنچا دیا - مغلون سے لڑکون وغیرہ کو گڑھون مین چھپا دیا تھا اونکو تلاش کرکے اونکی والدین کے سپرد کیا اور سوقت قصبہ مارہرہ مین قیامت برپا رہی - اور سب کہتے تھے کہ وزیر کو فتح نصیب نہوگی - وزیر نے کچھ روپیہ بھی مارہرہ کے مظلومون کو بھیجا اور بعد اطمینان کلی مارہرہ مین ایک مہینہ مقام کرکے مشرق کیطرف بڑھے -

## شکست وزیر

وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ کنور سورج مل اپنی جمعیت کے ساتھ مقام کول مین وزیر سے آکر ملا نواب وزیر نے اسمٰعیل بیگ کو استقبال کے لئے بھیجا جب نواب وزیر سے ملاقات ہوئی تو اونہون نے عند الملاقات کہا کہ آپکے چچا روپ سنگھ اور ہمارے والد سعادت خان کے درمیان قدیم سے محبت تھی اب وہ زیادہ مستحکم ہوئی دوسرے روز نواب سے ملاقات بازدید کی - اسکے بعد کوچ کرکے نولکھا باغ مین ڈیرہ کیا اور فوج کو سنبہالا تو کل فوج لاکہہ سے زیادہ تھی - کالی ندی کو عبور کرکے [١] راجہ جیتو لی متصل[؟] قیام پذیر ہوئے اور گرد لشکر کے خندق کہدوائی راجہ جیتو لی سہاور سے [٢] میل مشرق مین اور

[١] نتہے کلاسہ [٢] اب سہاور کرسانہ کا نام ہے سہاور ضلع ایٹہ مین ہے - اور پٹیالی بھی ضلع ایٹہ مین ملحق ہے

بنیالی سے پانچ میل مغرب مین واقع ہی سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کی داہنے بازو پر بیچ لشکر
کے قریب تہا اور اسماعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تہا۔ اور بہت سنگھ راٹھور بھی
وزیر کے ہمراہ تھا۔ احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی قایم خان نے روہیلون
کی جنگ مین وفات پائی۔ اس موقع کو غنیمت سمجھہ کر صفدر جنگ نے بادشاہ سی اس ملک کی ضبطی
کی اجازت لی تھی۔ اسبات کو سنکر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئی۔ اور کل مال و اسباب
نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت مین معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہرداری سی خاطر و تسلی کرکے قسم کہائی مگر
دل سے کینہ رفع نہ کیا اور مطلق رحم نکرکے ہمسے لڑائی شروع کی ہی۔ آپ بسبب بے دیمانکی مدد کرتے ہین
یہ نازیبا ہے۔ مناسب یہ ہی کہ ایسے معاملے سے آپ علیحدہ ہو جاوین۔ سورج مل نے جواب دیا کہ آپ بر سر
مقابلہ آگئے صلح کی گنجایش نہین ہی اگر پیشتر سے کہتے تو البتہ کیا جاتا۔ احمد خان نے شاہجہانپور و لہر
و بریلی و آنولہ و جونپور کے پٹھانونسی امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند احباب آکر آباد
ہوتے تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہی کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قایم خانکی طرف سی ایک ایلچی
روہیلونکے پاس اس غرض سی بہیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حافظ صاحب نے پٹھانونکی تباہی پر خیال کرکے
پر مول خان اور دوندی خان اور دوسرے جماعہ دارون کو چند سپاہ کے ساتھ احمد خان کی کمک کو روانہ
کیا اور حکم دیا کہ کوچ کرکے جلد احمد خان سے جا ملین اور آپ بھی روانگی کے ارادے سے
شہر بریلی کے خیمے باہر نکلوا کر کہڑے کرائے۔ مگر اس بات کی تحقیق کے لئے کہ وزیر فرخ آباد کی قریب تھی
یا نہین توقف کیا اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوئے۔ احمد خان اوسوقت مع رستم خان کے مغرب کی
سمت روانہ ہوا جبکہ دونون لشکر مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رستم خان سی کہا کہ چونکہ نواب وزیر
اور سورج مل دونون ایک ساتھ ہمپر چڑہائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہ ہی کہ فوج علیحدہ علیحدہ
کرکے اپنا اپنا حریف پسند کرلین۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور
سپاہی سپاہی سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا تاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۳ ستمبر
۱۷۵۰ء کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی ہی جو کہ نجم الدولہ محمد اسحاق خانکی فوج کے ہراول مین تہا
اور بریلی مین رہکر پٹھانونکی لڑائیان اور اونکی داؤن گھات دیکھ چکا تہا مشورہ لیا اوسنے کہا کہ یہ لوگ اکثر
کمین گاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین۔ اگر اوسوقت طرفثانی پا تداری کرے تو خود مغلوب
ہو جاتے ہین اسلئے تین چار ہزار سپاہ اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے مع بندوق و جزائل
کے رکھنا چاہیے کہ اونکی شورش کے وقت آپکے سامنے جمعیت واقعہ کے حملے کا تدارک کرین

اسماعیل بیگ خان نے غرور مین آکر کہا کہ کل دیکھو کیا ہوتا ہی - احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہی - سید
ہدایت علی خان خاموش رہا صبح ہوتے ہی بعد نماز وزیر نے لڑائی کا حکم دیا اور توپخانہ اپنے روبرو رکھا اور سورجمل
جاٹ و اسماعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانونکے رستم خان کی جانب بڑھے اور حملہ شروع ہوا اوسکی
بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسماعیل خان اور سورجمل اس بلندی کے دامن مین
مقیم ہوتے اور جونی برجنہ۔ توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر ٹھیک زد پر تہا رستم خان
نواب احمد خان کے پاس گیا - اور حملے کی اجازت چاہی - نواب کا منشا یہ تھا کہ جنگ مین تہوڑا سا توقف
ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہی کیونکہ دشمن قوی ہی اس لیے اوس سے لڑائی
شروع کر دینا قرین مصلحت ہی وہ اپنی پالکی پر سوار ہو کر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے
آمادہ کیا جنہین بڑھنے کا حکم ہوا تہا انہان فوراً شمشیر بدست حملہ کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے -
اور توپون پر قبضہ کر لیا - رستم خان نے تہوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہی
اونہین حکم دیا کہ حملہ موقوف نہو - یہ سورجمل کی فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی - سورجمل نے اپنے
سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ انکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہی
بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو اور اسمعیل خان بہت تنگ ہو رہا ہی جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تہے مشورہ کرنے
لگا - اونکی یہی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پائین بلکہ ہم اونکو داہنے و بائین طرف سے گھیرلین
اسلیے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قایم کرکے پٹھانون کیطرف بڑھی - اونہون نے توپ اور بندوق
اور جنبسے افغانون پر آگ برسانا شروع کی - رستم خان اسم باسمے تہا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا
اور تلوار لیکر مع اپنی فوج کے جو گھوڑون سے اوتر پڑی تہی آگے بڑہا اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور
بہتیرون کو ہلاک کیا - افغانون نے اس فتح مین بہی کوئی دقیقہ باقی نرکہا مگر چونکہ غنیم کی تعداد زیادہ تھی
رستم خان مع چھ سات ہزار جوانونکے اس معرکہ مین قتل ہوا - سورجمل اعدا وسکے رفیقون نے باقی لوگون
کا علی گنج کیطرف بہت دور تک تعاقب کیا - یہ مقام میدان جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق مین واقع ہی
اس لڑائی مین سورجمل کے ہمراہ بلو سنگھہ چودہری لب گڈھ و کھین سنگھہ و صاحب رام و سکھرام و کھوٹہ رام چودہری
دہری سنگھہ و صورت رام و تلوک چند تہے کہ ان مین سے بلو سنگھہ و صورت رام و کھوٹہ و تلوک چند دہری سنگھہ
مارے گئے -

اوسی وقت رستم خان کے داہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تہا
ایک قاصد نے آکر اوسکے کان مین کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف

یاس کے چہرے سے نمایان ہونے دیے اور عالم سکوت مین اپنے سردارونکی طرف پھر کر اونچی
بآواز بلند کہا کہ رستم خان نے فتح حاصل کی اور سورج مل و اسمٰعیل خان و ہمت سنگھ تینون کو گرفتار
کرلیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہم سے سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین
اگر ہم اوس پر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی باہر کو منہ دکھلانے کے قابل نرہیگا
سردارون نے جواب دیا اگر فضل الٰہی شامل حال ہی اور نواب کا اقبال یاور ہی تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے
ہم نہ کہلاتے دیتے ہین۔ جب کل فوجنے یہی بات کہی تو نواب نے کہا کہ خدا سی دعا کرو سب نے ہاتھ اوٹھا کر
خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اوسکی حفظ و امان مین سپرد کر کے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ جب دونون
فوجین مقابل ہوئین نصیرالدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر پٹھانون نے
ایسی عجلت کی کہ اونکا کچھ بھی نقصان نہوا۔ جب وہ قریب پہونچے تو مصطفےٰ خان نے جو جنگ تنہائی مین
مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا۔ نصیرالدین حیدر اوس کا مقابل ہوا۔ اور دونون مرکر گھوڑون سی گر گئے
جب نصیرالدین حیدر کی فوجنے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اوس کے پاؤن اوکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی۔
اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفےٰ خان اور نصیرالدین حیدر کی لاشین پڑی تہین
وزیر کو یہ شکست بالخصوص کاسگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سی ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ
نکیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ اوس کے آدمیون نے منہ پھیر لیا ہے تو اوسنے بعجلت تمام محمد علی خان
رسالہ دار و نورالحسن خان جماعہ دار بلگرامی وغیرہ و عبدالنبی خان چیلہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد بڑھکر
پیش لشکر کو کمک پہنچائین۔ چونکہ مغلون مین ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی
کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان بائین بازو پر گیا۔ یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندھی کھڑی تھی
کہ اونکے پیچھے کچھ سوار بھی تھے۔ جب پٹھان قریب آپہونچے تب نورالحسن خان اور اوسکے سپاہیون نے
کمان اوٹھائی اور عبدالنبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سر کین اس سی بہت سے پٹھان مارے گئے
اور منتشر بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑہتے چلے آتے تھے۔ محمد علی خان کے داہنے
ہاتھ مین گولی لگی اور نورالحسن خان کے ہاتھی کے پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس مقابلے مین میر غلام نبی
و میر عظیم الدین سید بلگرامی مارے گئے۔ اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جسوقت نواب احمد خان میدان مین
پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین یکبارگی سر کین اونمین گولہ اور لوہے کے ٹکڑے بھرے ہوئے
اونکی آواز سی زمین تو لرزا اوٹھی۔ مگر افغانون کو کچھ بھی نقصان نہ پہونچا۔ فقط برمول خان کی ایک
انگلی کی کھال اوڑ گئی مگر زمین و آسمان دہوان دہار ہوگیا بالکل تاریکی چھا گئی۔ احمد خان نے تھوڑی سی

توقف کیا۔ جب دھوان کم ہوا تو ڈاک کے درختون کی آڑ مین بڑھنا شروع کیا سوارون نے گھوڑونسی
اوترکر تلوار ہاتھہ مین لے لی اور آگے ہو لیے۔ نواب احمد خان کہارون سی یہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی
جلد بڑھا لے چلو اور دشمن کی فوجمین پہنچا دو اور کمان سی بھی اشارہ کرتا تھا۔ جب پٹھان توپونکی قریب
پہنچے بندوقون نے گولندازون کو بھگا دیا۔ زنجیر لشکرگاہ کی تلوارون سے کاٹ دین اور وہان
جا پہنچے۔ جہان وزیر کھڑے تھے۔ اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک کمکی فوج لیکر
گھوڑا دوڑائے آملا نواب وزیر کیطرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانون نے تلوارین ہاتھ مین لیکر اور کشتون کے
پشتے لگا دیے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک روہیلہ پٹھان وزیر کے عقب مین آپہنچا
اور لڑائی ہوتی دیکھ کر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے کے واسطے روانہ کیا اوس کو حکم تھا کہ تمام اسباب سی
حملہ کر دیکھ جہتہ دار حوضے کا ہاتھی کھڑا ہی اس مین وزیر سوار ہی اوسطرف آدمی بھی کم ہین اس سی امید کیجاتی ہی
کہ کوئی تمہاری روک بھی نہ کر سکے گا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانونکے ساتھ اسطرف گھس آیا جہان وزیر کھڑا
تھا اونکے بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین۔ وزیر کا فیلبان مارا گیا اور اونکے بیٹے شجاع الدولہ
کا استاد مرزا علی نقی بھی جو وزیر کے خواصی مین بیٹھا تھا زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا گولی
جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر حوضے مین گر پڑے
اونکا حوضہ نہایت مضبوط آہنی پترون کا بنا ہوا تھا اور اسقدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تھا اس
سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہے۔ پٹھانون نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھ کر اوسکا
کچھ خیال نہ کیا۔ اور مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے۔ فقط نوازش خان و محمد علی خان اپنے
حال مین رہے یہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل
فیروزی بجوادو۔ مگر باوجود اس طبل کے بجنے کے سوا دو سو جوانون کے ایک شخص بھی وزیر کے پاس
نہ آیا۔ جب مات ہونے لگی۔ تب بھی نراین جگت نراین کا بھائی بجائے مہاوت مقتول کے وزیر
کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا۔ مگر بہ مجبوری میدان جنگ سے مارہرے کی
طرف واپس چلے کہتے ہین کہ جب وزیر کو ہوش آیا تھا تو داڑھی کے بال کھسوٹے اور دانتون سے
ہونٹ کاٹے اور دونون ہاتھ ملے۔ وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی دیر بعد سورج مل جاٹ و اسماعیل
و راجہ ہمت سنگھ۔ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیتے ہوے اور اونکے لشکر کو لوٹتے
خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے۔ نواب احمد خان مع چند جوانون کے اسوقت وزیر کے
لشکرگاہ پر قبضہ کیے ہوے تھا جب اوسکی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب

باری کیطرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاجز کی
عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوا اوس کو آفت سے بچانے والا کون ہی۔ دو ایک
لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو پہنچی اونکے حواس جاتے رہے اونکی
خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے کانپتے کانپتے دہلی کیطرف راہی ہوئے احمد خان
شکر خدا بجا لایا اتنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب
اسحاق سے مقابلہ ہو گیا اوس نے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سنکر
افغانون نے اوسے گھیر لیا اور ہاتھی پر سے اوسکو پکڑ کر اوس کا سر کاٹ لیا اور لا کر نواب احمد خان
کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگا یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ
یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا۔

سید ہدایت علی نے کل لشکر کے بھاگ جانے کے بعد وزیر کے توپخانے کی توپین جسقدر رسالہ
پلٹن سکھین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کرکے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبہ
اسیرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہی سید نور الحسن
کو حکم دیا کہ تکیہ زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سینکنا شروع کیا اکثر مقتولان ہی سے
وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گانون والونکے ہاتھ لگے تو اونہون نے اونکو
لوٹ لیا۔ مارہرہ سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک شب مقام کیا۔ اور
یہان سے دہلی کو روانہ ہوئے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ اونکی شکست و ذلت کی خبر جا پہنچی
امرائے منافق اور بادشاہ اور اونکی ماں اودہم بائی اور جاوید خان وزیر کے مال و اسباب
کی ضبطی کی فکر کرنے لگے۔ مگر کچھ دہشت کہا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے۔ جب سنا کہ وزیر زندہ
نزدیک آ پہونچے تو اونکے پہنچنے کے منتظر ہوئے۔ وزیر کی بی بی نے وزیر کے پہنچنے سے قبل اپنے
بیٹے اور امیرون کو حکم دیدیا تھا کہ جسقدر آدمی موجود ہین اونکو ہر وقت لڑنے مرنے کے لیے تیار
رکھین۔ ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو وزیر دریائے جمنا کے کنارے
شاہ جہان آباد کے مقابل پہنچے اور بادشاہ سے سوال و جواب شروع ہوئے حکم نہ تھا کہ شہر مین
داخل ہون۔ قاضی نے فتوے دیدیا تھا کہ اگر وزیر ہند شکست پاکر لوٹے تو ہاتھی سے باندھکر
شہر کے نثار کرنا چاہیے[۵] سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر شہر مین داخل ہوئے۔ اور جب

سلہ دیکھو گیان پرکاش ۱۲ ع۵ دیکھو سیر المتاخرین اور آرعلن کی تاریخ صفحہ ۱۹۱ ۱۲

امراے منافق کی حرکات سے اور دیکھی نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو دجنکی سازش
سے یہ تجویز ہوئی تہی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاے اور بجاے اونکے وزیر سابق سے قمرالدین
خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو ) پیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندہ پر
بارگران ہے۔ اور مجہہ سے یہ بازی دور ہے اونہوں نے وزیر سے معذرت کی۔ فرخ بخش میں لکھا ہے
کہ محمد اسحاق خان کی لاش اوسیطرح میدان جنگ میں پڑی رہی تہی۔ محمد علیخان جو [illegible]
اگرچہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار کا بیٹا ہے۔ اور دہلی میں سالار جنگ اور
مرزا علی خان کی رفاقت میں رہتا تہا اسحاق خان کی شہادت کا حال سنکر اور معلوم کرکے کہ اوسکی
لاش اوسی طرح میدان جنگ میں پڑی ہوئی ہے دہلی سے معرکہ میں آیا اور سنکر کے لاش کو اوٹھا لیگیا
اور سالار جنگ کے پاس پہنچا دی اور تجہیز و تکفین کی۔ وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے
غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آئے
تو کیا کرنا چاہئے اوسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچہہ التماس کروں بادشاہ نے اوسکو اجازت دی
تب فیروز جنگ نے کل کیفیت مشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض
بیان میں لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تہا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوا۔ ورنہ وہ
مطیع سرکار رہتا بعد گفتگوے بسیار اوسنے کہا اب آپ ہی انصاف کیجئے اس میں کس کا قصور ہے
بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچہہ تمنے عرض کیا سب صحیح ہے۔ محمد خان غضنفر جنگ اور اوسکی
خاندان نے کوئی گستاخی سرکشی نہیں کی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن تمہاری
کیا راے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم کرے تو اوسوقت
کیا کیا جائیگا۔ فیروز جنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت یہی ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان
شاہی مع خلعت و فیل و اسب و شمشیر بہیجا جاے اور اوس کو لکھا جاے کہ اتبک جو کچہہ ہوا اوسکا
کچہہ علم بادشاہ سلامت کو نہ تہا سب وزیر کی شرارت سے ہوا۔ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اب اگر مطیع
سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاوے یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان
شاہی مع خلعت احمد خان کو بہیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا۔ حافظ رحمت خان کے
افسروں نے بھی اس جنگ میں بڑی دلاوری دکہائی تہی۔ نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتحیابی
کے بعد حافظ الملک کے جماعہ داروں کو خلعت اور ہاتھی گہوڑے اور نقد و جنس دیکر رخصت
کیا اور حافظ صاحب کو شکرگزاری کا خط لکھا۔ اور اوس میں یہ بھی تحریر کیا کہ اودہ کے فتح کرنے کا

ارادہ ہی اگر آپ اپنی سپاہ خیرآباد تک جو آپکے ملک کی سرحد پہ ہے بڑہائین تو بہتر ہو حافظ صاحب
نے شیخ کبیرا ور پرمول خان کو سپاہ و دیگر سرحد ملک اودہ کی طرف پورشین کرنیکے لئے بھیجا
جنہوں نے حد مشرقی خیرآباد تک مع قبضہ کر لیا اور نواب احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان جہان خان
چیلے کو مع دس ہزار سوار و بیشمار پیادونکے لکھنؤ صوبہ اودہ پر قبضہ لینے کے لئے بھیجا اور
سادی خان اور کالے خان ولد شمشیر خان کو کوڑے کی طرف بڑہنے کا حکم دیا محمد امیر خان
کو غازی پور پر روانہ کیا - نولرا ے کی شکست و موت سے الہ آباد کے بڑے حصے میں بد انتظامی واقع
ہو گئی ہی - سروپ سنگھ کھنجر جو پرگنہ کروال پر قابض تہا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقع ہی و بسیر سنگھ
ولد مہندو سنگھ چندیلہ و گھنشام سنگھ رکہیتی جو سابق مین پٹھانونکے دوست تہے اب ان سبہوں نے
مرہٹوں سے سازش کی اور مثل سابق اللہ شاہ اب بھی مرہٹوں کو ندی کے اس پار بولانے کا ارادہ کیا
ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ قایم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵
کوس کے فاصلے پر واقع ہے سانڈی کو جواب ضلع ہردوئی مین ہی گرفتار کر دیا اور امیٹھی کو جواب
ضلع سلطان پور مین واقع ہی لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دال مئو اور رای بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان
کیا - ؎

## نواب [illegible] بنگش [illegible] کی اودھ پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودہ کو چلا - ۱۰ جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۴ ہجری
کو بلگرام کی غربی طرف فروکش ہوا اوسکی فوج کے پٹھانون نے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند
لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی تاب نہ آئی چند پٹھانون کو
زخمی کیا - اور محمود خان کے لشکر کی دو سوار ہی بازار لوٹ لیگئے - محمود خان نے دوسرے روز
مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اوسکی لوٹنے کا ارادہ کیا وہانکے لوگ محلہ بمحلہ جا بجا
مستعد مقابلہ ہوئے - مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط و ضبط رکہتے تھے وہ
محمود خان کے پاس گئے اور اصلاح کر کے اس فتنہ فاسدہ کو فرو کیا - محمود خان نے
بمجا گنگا کی طرف آکر اپنے کسی ہم قوم انعام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ پر روانہ کیا

؎ گنگا کے کنارے واقع ہی ؎

حکم دیا اور اوسنے پانچہزار فوج کو کسی سردار کو دیکر لکھنو روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر پڑاو ڈالکر ایک کوتوال اپنی طرف سے مقرر کرکے شہر مین بہیجا۔ شہر اوسوقت صفدر جنگ کے عملے سے خالی تہا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقا اللہ خان کے ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تہے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معزالدین کے گہر امانت رکہہ گئے تہے۔ اوسکو اوسکے دوستون نے منع کیا تہا کہ ان لوگون کا مال گہر مین رکہنا خطا ہے۔ کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گہمنڈ مین اکر نہ مانا معزالدین خان بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا۔ اوسنے بڑی عزت کے ساتھ ملاقات کی۔ کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین۔ شیخ نے اوس کو سمجہایا اسی ضمن مین کسی مفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے آپکے کوتوال کو بیعزت کیا ہے۔ معزالدین اوسوقت سردار کے پاس بیٹہا ہوا تہا اوسنے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کرسکے مین جاتا ہون اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر شہر مین آیا۔ شیخ نے یہ خیال کیا کہ اس فرقہ افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین۔ پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ وعدہ کا پابند نہین ہے انکی اطاعت سے بجز ذلت کچہہ حاصل نہوگا اسلئے بہتر ہے کہ سب ملکر انکو یہانسے نکالدین بعض تو خوف کہاکر جان بچا گئے۔ بعض رفاقت کو آمادہ ہوئے۔ معزالدین نے زیور فروخت کرکے روپیہ مہیا کیا۔ اور شیخ زادہا سے شہر کو جمع کرکے انکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین۔ شیخ زادون نے ایسا ہی کیا معزالدین نے کسی مغل کو مغلئی لباس پہنا کر اپنے مکان مین بٹہا دیا۔ اور صفدر جنگ کی منادی کرادی۔ اور اعلان کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بہیجا ہوا کوتوال ہے۔ اور ایک سبز جہنڈا علی کے نام کا استادہ کیا۔ جو اوس جہنڈے کے نیچے آتا اوس سے رفاقت کی امید ہوتی۔ سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا۔ دو سو شیخزادون نے مقابلہ کیا دریاے گومتی کیطرف سخت لڑائی ہوئی پٹہان بہاگ نکلے وہ سردار بہی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار سپاہ تہی بہاگ گیا تمام توپخانہ اور اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا۔ محمود خان نے جو بہاجاموء کے گہاٹ پر مقیم تہا یہ خبر سنکر لکہنو کیطرف کوچ کا ارادہ کیا معزالدین نے اوسکو پیام دیا کہ آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجے کو پہنچے اب بندہ خود ہی آپکے پاس پہنچتا ہے۔ چندے توقف کیجے ابہی محمود خان وہین مقیم تہا کہ یہ مفرور افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا محمود خان خوف زدہ ہوکر اپنے ملک کیطرف واپس ہوا شیخ زادون نے تمام پٹہانون کو اوده کی عملداری سے نکالدیا۔ یہ بیان سیر المتاخرین کے مولف کا ہے جسنے ان پٹہانون کی ترقی کو نہایت

رنج و تعصب کی نظر سے دیکھا ہی۔ حقیقت حال یہ ہی کہ جس وقت لکھنؤ کے شہزادون نے سر اوٹھایا تو اس وقت مین وزیر نے مرہٹون کی امداد و اعانت کے ساتھ فرخ آباد پر دوبارہ چڑھائی کی تھی اسوجہ سے انتقام ممکن نہ تھا یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا[1] کیان کی تاریخ کا مولف کہتا ہی کہ محمود خان نے لکھنؤ مین بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی مدان محل واقع لکھنؤ مین رہتا تھا اوس کا نام شاہ سبحان تھا اور بہت پاک باطن تھا محمود خان اوس کے پاس کبھی کبھی جایا کرتا تھا ایک روز اوسنے بڑی جوش سے کہا کہ تم ہمیشہ تعدی کرنے سے باز نہین آتے کل کو شعلہ آتش اوٹھے گا جو صدہا آدمیون کو ہلاک کریگا۔ اور اب تمہاری حکومت یہان سے اوٹھ گئی ہی جلدی یہان سے چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن پٹھانون کے بارودخانے مین آگ لگ گئی۔ ایکبارگی بڑا آواز ہوا۔ صدہا آدمی اوڑ گئے۔ تین تین چار چار کوس پر جا کر گرے۔ علی الصباح محمود خان نے لکھنؤ سے کوچ کر دیا۔

## محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان ولد مرحمت خان جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بھتیجا تھا اور اپنی چچا کے عہد سے کوڑے کا فوجدار تھا اور پرتاب نراین اور خان عالم و امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کے ساتھ وزیر سے ملنے آ رہے تھے لکھنؤ کی راہ سے بھاگ گئے۔ تب علی قلی خان[2] داغستانی صوبہ الہ آباد کا نائب اُنسے ملنے کو آیا اوس وقت اونہون نے معلوم کیا کہ سادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے۔ علی قلیخان اپنی فوج اور کچھہ راے پرتاب نراین کی فوج لیکر سادی خان کے مقابلے کو بڑہا دونون فوجون کا کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ سادی خان شکست کہا کر لوٹا جب . . . . . . . اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی تو اوسنے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک بھیجے۔ مگر صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلئے کیونکہ آپکی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد کا قلعہ خالی کر دینگے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام

---

[1] دیکھو آرون صاحب کی تاریخ ۱۲

[2] یہ علی قلی خان داغستانی وہ ہین جسکا تخلص والہ ہی ۱۲ خزانہ عامرہ۔

وہانسے پہرنے اور الہ آباد کی قلعہ مین پناہ گزین ہوئے انکے ساتھ راجہ مرسنگھ اور پسران راجہ نولرائے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم کیا کہ خود وہانسے گھر کو واپس آئے اصحجنگ ان تین سردارون یعنی منصور علی خان و رستم خان بنگش و سعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چہوڑے ان تینون سردارون کی پاس بہت سی سپاہ نوکر تہی لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی برتہی پت ولد جتردہاری ولد جے سنگھ سوم بنسی حاکم پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جب اوسکی پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑہنے کی ترغیب ہوئی۔ مضمون نامجات کا یہ تہا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑہینگے تو ہم لوگ کوشش کرکے بہت جلد قلعہ خالی کر دینگے۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاے گا ان نامونکے بہیجنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑہا راجہ برتہی پت پرتاب گڑہ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا۔ اور خود اوسکی درخواست پر اوس کو پیش لشکر مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کرکے جہوسی کو پہنچا۔ اور یہان اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ تہا تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن دوریا باد کی لوٹ سے باقی نرہی ان دونون جگہون پر پٹھان قابض تھے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تھے اور یہ دونون ارادہ بنگش کی اطاعت سے عار رکہتے تھے۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تہی اسلئے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوئے اتفاقاً اندر گر سنیاسی کہ مہادیو پرست تہا مع پانچہزار برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان تیرتھ کو گیا اور ہیرا نے شہر اور قلعہ کے درمیان مین پہرا بہ فقیر وزیر کے لوگونکی جانب شریک ہوئے۔ وزیر کے آدمیون نے اندر گر کو بہترا کہا کہ قلعہ کے اندر رہنا چاہیے۔ اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا۔ بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تہا اور جنگ مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اوسنے دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندہا جو درمیان ترمنی جو قلعہ کا پہاٹک ہے اور قصبہ ارائل کے واقع ہے۔ یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکر گاہ تو اوس قصبے مین چہوڑا۔ اور خود مع فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا۔ اسوقت تفصیل ہے برابر تو مرد نواب احمد خان پر جہونسی مین اوسکی جانب سے راجہ برتہی پت اور اوسکے تعلقہ دار عقل نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے

راجہ بلونت سنگھہ جسی بذات خود آنیکا حکم ہوا تہا اوسوقت جہونسی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان حال ہی لکہنو سے آیا تہا راجہ بلونت سنگہ نے ایک لاکہہ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کردی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان ولاکت ہی جو نیہی نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگہہ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ ساتھ لیکر اراآل کو جاو۔ اور دشمن کو وہان سے بہگا کر اپنی فوج کا پڑاو وہان ڈالو تاکہ قلعہ آمدورفت رکے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نی منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جہونسی کو آگرنا دین مہیا کرنے کا حکم دیا۔ جب نواب بقا اللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادی کی خبر اوسکو پہنچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگونسی مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہئی جس سے دو جانب سی ہمپر حملہ نہونے پائے۔ آخنا بہرایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ نواب بقا اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سی ملحق ہوئی۔ اندگر سنیاسی بہی حکم پاکر شریک ہونیکے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندہکر بعزم جنگ کہڑا ہوا۔ جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اوسنے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کو بہیجا بموجب حکم کے وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکی ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار شکل خان کے حکم میں اور تین ہزار پیادہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تہے اسکے سوا اور بہی سردار ساتھ تھے یعنی نامدار خان برادر غیرت خان نوزخان ولد خلیل خان۔ مستنیا نامدار خان برادر ہمت خان مستنیا و عبداللہ خان ورکزئی نواب احمد خان نے ان سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑہکر دشمن کو بہگا دین راجہ پرتہی پت سی نواب احمد خان سے کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر ہے وہان جاو راجہ حملہ مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ تین گہنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخرکار راجہ پرتہی پت جو آگے تہا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین در آیا۔ یہ دیکہکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اور اوسکی مدد کو بڑہے راجہ ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکے ہمراہی اپنے گہوڑو سبے اوترکر شمشیر بدست

وہانسے پہرنے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوتے انکے ساتھ راجہ ہمت سنگھ اور پسران راجہ نول رائے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم کیا کہ خود وہانسے گہر کو واپس آئے اصل جنگ ان تین سرداران یعنی منصور علی خان و رستم خان بنگش و سعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چھوڑے ان تینون سردارون کے پاس بہت سی سپاہ نوکر تھی لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی پرتھی پت ولد چترد ہاری و لد جے سنگھ سوم منشی حاکم پرتاب گڑھ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جب اوسکے پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑہنے کی ترغیب ہوئی۔ مضمون نامجات کا یہ تہا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑہین گے تو ہم لوگ کوشش کر کے بہت جلد قلعہ خالی کر دینگے۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاے گا ان نامونکے پہنچنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑہا راجہ پرتھی پت پرتاب گڑہ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا۔ اور خود اوسکی درخواست پر اوس کو پیش لشکر مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کر کے جہوسی کو پہنچا۔ اور یہان اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہر بونگ تہا تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریا باد کی لوٹ سے باقی نرہی ان دونون جگہو نپر پٹھان قابض تھے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تھے اور یہ دونون ایان بنگش کی اطاعت سے عار رکہتے تھے۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تھی اسلئے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوئے اتفاقا اندر گر سنیاسی کہ مہادیو پرست مشائخ با جمعیت برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان تیرتھ کو گیا اور یہ ان نے شہر او قلعہ کے درمیان مین ڈیرا یہ فقیر وزیر کے لوگونکی جانب شریک ہوئے۔ وزیر کے آدمیون نے اندر گر کو بہتیرا کہا کہ قلعہ کے اندر رہنا چاہیے۔ اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا۔ بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تہا اور جنگ مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اوسنے دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندہا جو درمیان تو نسی جو قلعہ کا بہا مک ہے اور قصبہ ارائل کے واقع ہے۔ یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکر گاہ تو اوس قصبے مین چھوڑا۔ اور خود مع فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا۔ اسوقت فصیل سے برابر توپین نواب احمد خان پر چھوٹتی تہین اوسکی جانب سے راجہ پرتھی پت اور اوسکے نائب داراغول نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے

۱

راجہ بلونت سنگھ جسکی بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جہوسنی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے
بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان حال مین لکھنؤ سے آیا
تھا راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی
ریاست اوسکے نام کردی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان ولاکت ہی جو نبیوی نواب
کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ
ساتھ لیکر اراکل کو جاؤ۔ اور دشمن کو وہانسے بھگا کر اپنی فوج کا ڈیرا وہان ڈالو تاکہ قلعہ آمد و رفت
رکے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جہوسنی کو ناگر ناوین مہیا کرنے
کا حکم دیا۔ جب نواب بقار اللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادی کی خبر اوسکو پہنچائی
تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگونسے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہئے
جس سے وہ جابجا حملہ نہونے پائے۔ آخرا سپرراؤن کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز
مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ بقا اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ
سے باہر آکر اوس سے متفق ہوئی۔ اندر گر سنیاسی بھی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ
کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے برابر نے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر بعزم جنگ
ٹھرا ہوا۔ جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے
اوسنے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنیکو بھیجا بموجب حکم کے
وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکی ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش
اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار مشکل خان کے حکم اہلی اور تین ہزار
پیدل جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان چیلہ کے حکم مین تھے
اسکے سوا اور بھی سردار ساتھ تھے یعنی نامدار خان برادر غیرت خان نوز خان ولد خلیل خان۔
متنیا نامدار خان برادر ہمت خان متنیا و عبد اللہ خان ورکزی نواب احمد خان نے ان سب
کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھکر دشمن کو بھگا دین راجہ برتہی پت سی نواب احمد خان نے
کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر ہے وہان جا ور راجہ حملے مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔
تین گھنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخرکار راجہ برتہی پت جو آگے تھا قابو پاکر
دشمن کی سپاہ مین درآیا۔ یہ دیکھکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑھے
راجہ ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکے ہمراہی اپنے گھوڑونسے اوترکر شمشیر بدست

دشمن پر جھپٹے اس مقام پر پہنچکر سفدر علی خان بھی ہاتھی سے اوتر کر راجہ کے آگے پہنچا تھا۔ سا اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے۔ اور جب بقا اللہ خان نے دیکھا کہ فتح کی امید نہیں ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا۔ اور گولنداز تو پین قلعہ مین چھوڑکر پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنے کنارے کیطرف پل توڑ دیا۔ نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے یہ فتح بھی نصیب ہوئی اور میدان پر قابض ہوئے۔ اور جس جگہ یہ لوگ مقیم ہوئے وہان سے پل تمام و کمال نظر آتا تھا۔ جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان سفدر علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج کو دشمن پر بڑھا لیگیا۔ جب سفدر علیخان کے لوگون نے یہ حال دیکھا از راہ رشک جلد ہی بڑھکر اون لوگون سے آگے ہوئے ان کا یہ مقصد تھا کہ پل کے سرے پر جا پہنچ۔ راجہ پرتھی پت کی بھی رای ہوئی لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سنی فورا ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس بلا لینے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کی برابر ہے حکم پاتے ہی سفدر علی خان نے مقصد لوٹنے کا کیا۔ مگر پرتھی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ خالی ہوگیا ہے۔ پس اس مین کیا قباحت ہے۔ اگر ہم پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی متنفس باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلاویگا۔ پس اگر ہمپر گولی نہ چلائی جاے گی تو تصور کرینگے کہ قلعہ خالی ہے۔ اور اوسپر قبضہ کر لین گے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصد نہیں کر سکتا ہون۔ یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوائے۔ اور نواب کی خدمت مین واپس آکر مع دوسرے سرداران کی نذر گزرانی نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کیے پڑا تھا کہ تھوڑے عرصے بعد یہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کیطرف بڑھ گئے ہین اوس طرف روانگی تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر کایک یہانسے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی اسلیے بادشاہ کا فرمان پہنچنے کی خبر اوڑادی اور فرمان بارے سات آٹھ کوس کے فاصلے پر کھڑی کرا کر شب کو رسالہ داران جماعہ داران اور مصاحبون سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان بارے دور ہے۔ رات سے سوار ہونگا۔ تمام سامان روانگی کا تیار کرلو اس تدبیر سے وہانسے کوچ کیا جب وزیر کی چڑھائی کی خبر مشہور ہوئی۔ راجہ پرتاب گڈھ بھی لوٹ گیا۔

## نواب احمد خان کے افسر سے بلونت سنگھ راجہ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے مین مصروف تھا تو ادسی زمان سے صاحب زمان خان

دلاراک جونپوری کو مقامات جونپور - اعظم گڈھ اکبرپور دیگر مقامات مین اپنا نائب مقرر کیا تھا - بلونت سنگھ نے نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اوس کو کمک بہیجی جاوے - اوس کو کمک پہنچ گئی - اور اکبر شاہ رلعہ اعظم گڈھ اور شاہجہان زمیندار ماہول اوس کے شریک ہوئے ماہول اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہی - فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہان پور کا پندرہ روز کی محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا زان بعد جونپور کی طرف بڑہے اور جھ گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہو کر گہس آئے - اور اوس مقام پر قابض ہوگئے صاحب زمان خان نے آپ ہی بڑہنے مین تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا - یہ مقام جونپور سی تیس میل شمال شرق مین ہی بلونت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا مذکور پیشتر ہو چکا ہی صاحب زمان خان مع حاجی سرفراز خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہی - بلونت سنگھ گنگا پور سی جو بنارس سی تھوڑی فاصلہ پر مغرب مین واقع ہی روانہ ہو کر مہا ہوس پہنچا - یہ مقام جونپور سی بارہ میل جنوب مین ہی - اور صاحب زمان خان سی اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا بلونت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنے ہمقوم افغان یعنی صاحبزمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا - لاچار ہو کر بلونت سنگھ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا - صاحبزمان خان نے چاندی پور مین پڑاو ڈالا - دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت تقاضاے تنخواہ کے بلوہ ہوگیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کی طرف روانہ ہوا - بلونت سنگھ نے تب اوس کا گہر لوٹ لیا - صاحبزمان خان نے اعظم گڈھ مین اپنے آپ کو محفوظ نہ پاکر ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اوس کو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگھ نے پہرا سے مقرر کر دیا - نقل ہے کہ جب بنارس کی مہاجنوں نے پٹھانوں کی آمد سنی وہ بھولپور جو بنارس سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے گئی اور کہا کہ ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آئین ان کا یہ حال تہا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین - غرضکہ دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئے -

## وزیر کا بادشاہ سی عفو قصور کرانا اور اون سے احمد خان پر چڑہائی کی اجازت لینا مرہٹون اور جہتو سے جاٹون کو اپنی مدد کے لئے بلانا

وزیر رام چھتوی مین شکست کہاکر ۲۹ شوال ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۵۰ء کو دہلی واپس آئے
اور یہان پہونچکر اونہون نے دیکہا کہ بادشاہ مجھسے سخت ناراض ہین تو سخت غمگین ہوے - ایک
عرصے تک وہ گہر سے نہ نکلے ہر وقت سر پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے تھے - آخر الامر اونکی بیگم نے اون کو
دُہارس دی - اور اقرار کیا کہ جسقدر روپیہ میرے پاس ہے سب تم کو دیتی ہون - یہ سنکر اونکو ہمت ہوئی - اور
اونہون نے راجہ ناگر مل اور لچھمی نراین اور اسماعیل بیگ خان کو طلب کیا - اور سید عبد الاعلی کو بھی جو اونہین
دنون اجمیر سے پہنچا تہا شریک مشورہ کیا اسماعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج
منگانا چاہیے - ناگر مل کی راے ہوئی کہ روہیلون کو ملانا چاہیے - اور کہا کہ قایم خان کے حملے کے
سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکہتے ہین - وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا - اور
کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین - لیکن اگر کوئی اور غنیم اون سے لڑنے جائےگا تو سب متفق ہو جاینگے
تب وزیر نے سید عبد الاعلی سے صلاح پوچھی اوس نے کہا کہ آپکی ساتھ فوج سابق مین بھی کم تھی
اور اب بھی جسقدر درکار ہو مہیا ہو سکتی ہے - مگر سرداران جنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے - وزیر نے
کہا بتلائیے کون ایسے لوگ ہین - جواب دیا کہ بخت سنگھ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکہتے ہین
اور راجہ لچھمی نراین نے بھی مرہٹو کی فوج کثیر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ آپا سیندھیا اور ملہار راو کے پاس ستر
اسی ہزار فوج اس وقت کوٹہ کی قرب و جوار مین ہے - ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کے واسطے بس ہین
اور پٹھان مرہٹون کے نام سے جونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا - وزیر کو
دوسرا امر اہم یہ باقی تہا کہ بادشاہ کو کسی صورت سے رضامند کرنا چاہیے - اس غرض سے وزیر نے راجہ
جوگل کشور وکیل مہابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بہیجا اور اوس سے اعانت چاہی
اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکہتا تہا وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان
نے کہا کہ ایسے معاملے کی بحث بالمواجہہ ہونی چاہیے - روز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی حضرت
سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جاؤنگا - بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤنگا
اوس وقت جن جن بہیدگیون کو وہ سلجہانا چاہین مجھسے بیان کرین - جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے
اوس کا پیام بیان کیا - چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کے
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا - ادہر اودہر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت
کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پہر گیا ہے - کسی کو جرات نہین کہ کوئی بات بہتری کی تمہارے حق مین
حضور مین عرض کرے - اور نواب عزیز جنگ نور احمد خان کے واسطے سعی کرنے پر مستعد

مستعد ہی کہ کسی کی مجال نہین ہی کہ اوسکی خلاف ایک بات بھی مُنہ سے نکال سکے وزیر نے بعض الفاظ فریب آلفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس معاملے مین دست اندازی کرین اور بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین تو خوب ہو - اور تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہی کہ وزیر نے ـــــ اوس کو سترلاکھ روپئے بطور رشوت کے دینے پر راضی کرلیا - نواب ناظر نے اپنی بات برہروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہاری حق مین سفارش کرونگا - اور انشاء اللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع کردونگا - بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے لشکرگاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات مشرقی کے زمیندار راجہ برتھی پت و راجہ بلونت سنگھ اور دوسرے زمیندار مع زمینداران لواب کی خدمت مین حاضر ہوتے اور اپنی تئین نواب کا مطیع قرار دیا یہ بھی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین - بڑی فوج جمع ہوگئی ہی اور روزبروز جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھ سوار اور بیشمار پیدل زیرلواے نواب احمد خان مجتمع ہوگئے ہین - دیکھا چاہئے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح وزیر سے اقرار کیا تہا کہنا شروع کیا - اور جو باتین ازراہ دوراندیشی اوس کو سکھلائی تھین اوس نے بادشاہ سے بیان کین - ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دلپر بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کیطرف خیال کرتا ہون تو مجھی سخت تردد ہوتا ہی میری نیند جاتی رہتی ہی - صفدر جنگ کے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست موروثی بھجوا دیا تھا اوس پر قناعت نہ کرکے اوس نے ریاستہاے خالصہ پر بھی متصنہ کرلیا ہی اور بڑے بیٹے کو بغرض تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہی - اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہے اسکے بعد بنگال کا عزم کریگا - اور اخبارنویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہی کہ اوس نے لشکر عظیم اکٹھا کیا ہی علما یہ کہتے ہین کہ کتاب دخون دروینزہ مصنفہ مرشد وولی افغانان مین یہ لکھا ہی کہ کوئی افغان دل جمعیت زیادہ از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہنچے گا - پس اس صورت مین احمد خان جسکے پاس ایک لاکھ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے قبضے مین ہین اپنے تئین بادشاہ ـــــ سے کیونکر باز رہسکتا ہے جب جاوید خان نے اس طوالت کے ساتھ یہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہوکر پوچھنے لگے کہ اب اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہی - یہ سنتے ہی بالو جان نے

عرض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوس کو تفویض کیا جاے
بادشاہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر بندوق وبان
وغیرہ سب کچھ لیکر گیا تہا مگر احمد خان نے تہوڑی سی فوج سے اوس کو شکست فاش دی - اور اب جبکہ احمد خان
کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اوس دل ہاری فوج سے اب کیا کر سکتا ہی اور نہ وہ راے
بد زد شمن مشہور ہوا بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام
ہی اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی مضرت نہوگی - جاوید خان نے
جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بہی تدابیر مین آپا سیندہیا اور ملہار راو جو اس وقت
ناچھو تانے مین ہین وہ اگر طلب کئے جاوین تو حضور عالی کی نوکری کر لین گے - اور اپنی انتفاع کی امید
سے جو علاقہ ان کو دیا جاوے گا اوس کی تحصیل وفاداری کے ساتھ عمل مین لاوین گے سورج مل جاٹ
کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اوس نے شکست نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے
حافظ رحمت خان روہیلون کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہی آخر الامر بادشاہ جاوید خان
کی باتون مین آگئی - اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اس کا قصور معاف کیا گیا ہی - اور کل دربار مین
حاضر ہو - جاوید خان خوش خوش اپنے گہر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونون
ہم بغلگیر ہوے - بعد ازان جو گفتگو بادشاہ سی ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان
جگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان کو گیا اور اوس سی کہا کہ وزیر سی کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہون
اور فی الفور ایک فرد نذرانے کی تیار کرین - تعداد نذرانے کی ۴۰ لاکھ روپیہ سے کم نہو
جگل کشور نے واپس آکر وزیر سی کہا کہ ۴۰ لاکھ نذر مقرر ہوئی ہی کہ جاوید خان سی ملاقات کے
وقت دینا چاہئے - دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام مین
سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا امرا و ارکین مع میر تزک حاضر ہوے اور آداب بجا لاکر اپنے
اپنے پایے پر کھڑے ہوے اوس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ
سلطانی مین حاضر کرے - جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا تیس خوان جواہر بیش بہا
قیمتی کے اوس کے روبرو پیش کئی گئی - بعد معمولی انکار کے اوس نے اونکو قبول کیا - بعد ازان وہ
حضور مین حاضر ہوئے - وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکہدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر
چہاتی سے لگایا - وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے بڑا گناہ کیا - مگر ملتجی عفو ہے - بقول سعدی

۱؎ دیکھو تاریخ آردن ۵۰

بندہ ہمان بہ کہ زتقصیر خویش     عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش     کس نتواند کہ بجا آورد

بادشاہ نے فرمایا کہ مینے عبد عوض تمہارا قصور معاف کیا۔ اور عذر پذیرا کیا۔ خلعت دہ پارچہ مع فیل واسپ وشمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرد نذرانہ مقدار دس لاکھ پیش کی اور رخصت ہو کر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوئے گھر کو روانہ ہوئے حسب استدعا نے جا بجا خان ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹون کے پاس یہ تحریرین لیکر راجہ مہا نرائن[۵۱] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تھا اور شیر سنگہ[۵۲] اور جوگل کشور[۵۳] روانہ ہوئے اور بابو راؤ وکیل مرہٹون کا بھی انکے ساتھ گیا۔ ان قاصدون کو کوٹہ بیدو وبڑاو اسطرف اور دہلی سے دوسو اسی میل جنوب مین مرہٹے ملے اونہون نے وزیر کی خط کا مضمون معلوم کرکے آپا نے دو کروڑ روپئے طلب کئے۔ رام نرائن نے کہا کہ تمہاری نظرون مین پچاس لاکھ روپے زیادہ ہین۔ ہم تو ایک مغل بچے مین اتنے لے لیتے ہین ہماری نظر مین اسقدر روپیہ ہیچ ہے۔ ہم کو کیا ضرور ہے کہ پچاس لاکھ روپیون کے لئے چار لاکھ پٹھانون سے لڑائی کرین۔ جنگ دوسرا دو ہے کیونکہ یقین ہے کہ ہم ضرور اونپر فتحیاب ہونگے ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جاوے آخر ملہار راؤ ایک کروڑ پر راضی ہو گیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اور آپا کو بھی راضی کرلیا اور اپنے حقیقی بھتیجے تکو کو بھی جو جسونت راؤ کا بھائی ہے ساتھ لیا[۵۴]۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ خط ہوا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ سورج مل[۵۵] اور ۲۵۔ یا ۳۵ ہزار یومیہ تا انصرام جنگ مرہٹون کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش[۵۶] مین بیان کیا ہے کہ مرہٹون کے لاکھ سوارون کو جو بہ ماتحتی آپا و ملہار راؤ تھے لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دینے کا اقرار ہوا۔ اور سورج مل خود اول سے شریک تھا از سرنو جملہ سامان جنگ مثل توپ وبان وجزائل وگولہ بارود وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش اور عماد السعادت اور آرمن نے رام نرائن کہا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین بھی نرائن ہے۔ ۱۲ ۵۲ دیکھو گیان پرکاش ۱۲
۵۳ دیکھو سیر المتاخرین ۵۴ دیکھو عماد السعادت ۱۲

مجال نہ تھی کہ از سر نو سامان عظیم کرلیتا اور دشمن پر چڑہتا مرہٹے جب دہلی کے قریب پہنچے تو ملہار راؤ نے وزیر کے وکیلون کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بہیجا کہ ہمارا دار الحکومت مین آنا کیا ضروری ہی - ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ آپ کی فوج لڑائی مین ہماری شریک نرہی - بلکہ کوئی اس معاملہ مین دخل نہ دے - رام نراین وغیرہ مرہٹون سے رخصت ہوکر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوئی - لیکن تمام خزانہ اون کا ایک کرور روپیہ سے کم تہا اور سوای مصارف فوج معلی و ہندوستانی کے اونکی ذات خاص کے مصارف بھی زیادہ تھی ایک کرور روپیہ مرہٹون کو دینا ٹھیرے تھے اس لئے اون کے دل کو فکر تھی لچھمی نراین سے اس معاملے مین مشورہ کیا - اوس نے عرض کیا کہ مرہٹون سے تو اس شرط پر خرچہ جنگ ٹہیرا ہی کہ وہ بالکل پٹھانون کا ملک فتح کرا دین تو اوسوقت یہ رقم دیجاے گی جب آپ کا قبضہ اُس ملک پر ہو جائے گا - تو کرور روپیے کیا چیز ہین - بالفعل جو کچھہ روپیہ آپکے پاس موجود ہی اوس مین سے تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لائیے - نواب وزیر اس بات سے مطمئن ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے[۱] - اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دہلی مین آئے تھے اور جب وہ اون کے قریب آپہونچے تو ایک عہدہ دار اونکی پیشوائی کے واسطے بہیجا گیا دوسرے روز ملہار راؤ اور آپا پادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئے - اور خلعت مرحمت ہوا - وزیر نے سورجمل جاٹ کو بھی بلوایا اور اوس کو بھی خلعت ملا -

## وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑہائی - اور فتحگڈہ کا محاصرہ

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑہائی کرو - اوائل جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگارونکی فوج لیکر دار الخلافتہ سے برآمد ہوئے - عماد السعادت مین لکھا ہی کہ اسوقت صفدر جنگ کے ہمراہ دو لاکھہ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے -

صفدر جنگ نے دریای جمنا کو عبور کرکے پہلا یہ حکم مرہٹونکو

---

[۱] دیکھو عماد السعادت ص ۱۳

دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کول کے نواح سے بہگا دینا چاہیے۔ اور جب وہ
فرخ آباد کی طرف بہاگے اوس کا تعاقب کرتے ہوئے فرخ آباد کیطرف بڑہنا چاہیے ملہار راو اور
آپا نے پنڈارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور ویران کرتے چلے جاؤ بموجب
حکم کے لوٹنا شروع کیا اور بیس ہزار سوارون نے شادل خان حاکم کول و جالیسر کو جا گہیرا
تہوڑے عرصہ مین ملہار راؤ اور آپا سیندہیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان
کے پاس بمقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تہی۔ مگر تاہم تہوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا۔
اور جہانتک ممکن تہا دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے
بہت سے آدمی مارکر آخر کار گنگا پار ہوکر قادر چوک پہونچا۔ یہ موضع پرگنہ اوجہانی ضلع بداؤن مین
واقع ہی۔ وہانسے اوس نے کل حال احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھہ بہیجا اور مشرق کی سمت
گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کیطرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے وزیر کی شکست سی چہہ ماہ
کے بعد شادل خان کا پسپا ہونا مرہٹون کے مقابلے سے سنا نواب نے راجہ برتہی پت کو طلب
کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجہی گہر کی طرف جانا ضرور ہی انشاء اللہ تعالے اوسکو
بار دگر شکست دیکر واپس آتا ہون اوس وقت اضلاع مشرق پر مقبضہ کرونگا۔ راجہ برتہی پت نے
کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نا مناسب معلوم ہوتا ہی۔ کیونکہ
وزیر تو قریب پہنچ ہی چکے ہین اگر آپ عین وقت پر پہنچے بہی تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جائے گی اوسکی
مجتمع کرنے کی دقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودہ کو چلین اور
وہان سے جانب مغرب روانہ ہون۔ اس مین چند فوائد ہین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑے گی
فوج بہی منتشر نہوگی۔ اور نہ سپاہی لوگ اودہ کے جو اپنے اپنے گہرون سی بہ حیلہ بد عمل
بہاگ گئے تہے وہ بے مانگے مدد روپئے اور سپاہ سے دین گے۔ دوسری وجہ یہ ہے
کہ بہت سی نا آشنا فوج یعنی کرایہ کی فوج جو آپکے حکم مین جمع ہوئی ہی جب آپ فرخ آباد
کو بعجلت روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چہوڑ دینگے نواب نے کہا مین اپنے سردارون سی مشورہ کرون
دیکہون اونکی کیا رائے ہے۔ راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و سنگل خان غلزئی
و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سردارون کو طلب کیا
جسوقت اونہون نے راجہ کی صلاح سنی کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دین گے۔
زائد لوگون کی رائے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اوترنا چاہیے۔ فقط حاجی سردار خان کی رائے

اسکے خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر گنگا پار جاینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم طرف سے بھاگ گئے۔ ہم کو خوف نکرنا چاہیے یہ وہی وزیر ہے جسکو ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے۔ اور ہمارے نزدیک اوسکی فوج کی یہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہے۔ نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو اوس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات سے خوش نہونگے میری رای راجہ پرتھی پت کی رائے سے موافق ہے۔ اور مین سمجھتا ہون کہ اوس کی رائے بہت مناسب ہے۔ حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا۔ اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اوس سے اوس کو اطلاع دی راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا کہ مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے چھوڑے جاتا ہون اسلیے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودہ کے زمیندارون سے کہو کہ اپنے اپنے گہرو مین جا بسو راجہ کو اوسوقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہوکر چلا۔ گنگا کو عبور کرکے اپنے ملک کو روانہ ہوا۔ نواب کا بیٹا جو اودہ کے فتح کرنے مین مصروف تہا اوس کا ارادہ لکھنو اور کاکوری کے شیخ زادون کو سزا دینے کا تہا۔ جنہون نے سر اوٹھا کر پٹھانون کو نکال دیا تہا چونکہ اوسوقت مین انتقام ممکن نتھا اسلیے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کیطرف لوٹا اور سیاندی پالی سے گذر کر دریای گنگا کے کنارے اوس مقام پر پہونچا جسکی دوسری جانب مقام فتحگڈھ اوسکے باپ کا لشکرگاہ تہا نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہوکر چہ روز کے عرصے مین اپنی دارالریاست کو پہنچا۔ مگر اوسکے ساتھی جو محض زر آشنا تھے راستے سے اوس کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر جاے عافیت مین پناہ گزین ہوئے صرف وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تہا ساتھ رہگئے پہلے اوس نے بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہنچا دینے کی فکر کی یہ سب بمشکل تمام وہان سے آنولہ و شاہجہان پور کو روانہ ہوئین۔ شہر کے بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا۔ نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا۔ اور اونسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کسطرح مقابلہ کرنا چاہیے۔ تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر و مہاجن اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لائق و عاقل سمجھے جاتے تھے نواب کے روبرو حاضر ہوئے۔ انھون نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے۔ اور نواب کی فوج مقابلہ اوسکے گویا دال مین نمک کی برابر ہے۔ یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین

مگر بہادر ہین۔ لیکن بزرگون کا قول ہی ایک شخص مقابل ہزار سے جنگ کر سکتا ہے۔
اور نہ ایک ہزار سے اس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت
رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے
ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے جاٹ ہم جیسے مور و ملخ کیطرح ایک انبوہ کثیر کے
ساتھ آئے ہین لہذا مصلحت وقت یہی ہی کہ یہان سے حسین پور گہاٹ پر جو شہر سے تین میل
مشرق کیطرف واقع ہی۔ گنگا کے کنارے اوٹھ چلنا چاہیے وہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہی جہان سے
تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل
کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے پر بڑے غار اور خندقین ہین لہذا اس مقام پر
پڑاو ڈالنا خوب ہوگا۔ اس کا مذکور نہین ہی کہ شہر کا قلعہ کیون بیکار رہے گا شاید اس وجہ سے
کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روکدین اور رسد کی آمد بند کر دین۔ فتحگڈھ کے نیچے دریا ہی
ہے جس مین کشتیان بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہین۔ مگر تا وقتیکہ دشمن پار ہوکر دوسرے کنارے پر
قابض نہو یہ خوف نہین ہو سکتا ہی۔ نواب نے سردارون اور رشتہ دارون اور مشیر کار دوست
کی یہ صلاح سنکر اسی مشورے پر باتفاق رائے کیا اور فی الفور گہوڑے پر سوار ہوکر مع لشکر
دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہنچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے روز توپخانہ
پہنچا اور توپین لشکر مین داخل ہوئین۔ نواب خود خندقون و غارون کیطرف جن کا مذکور ہو چکا ہی
گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین۔ توپون پر اپنے بھائیون اور برادر زادون
کو متعین کر کے خود لشکرگاہ کو آیا۔ اور ناؤون کا ایک پل تیار کرایا۔ جس روز پل تیار ہوا نواب کا
بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی بائین کنارے پر پہنچا۔ اور شادل خان علزئی بھی
قادر چوک سے آیا۔ اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون نے نواب کی ملازمت حاصل کی
اب ہم وزیر کیطرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری۔ جب وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان
الہ آباد سے واپس آیا ہے۔ اور شہر کی حفاظت کی تیاری کر رہا ہے تو اونہون نے ملہار راو
اور آپا کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے۔ اونہون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مطیع
حکم ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قومی فوج کے ساتھ احمد خان کے محاصرہ
کے واسطے بہیجو کہ جاکر چارون طرف رستہ بند کر دے۔ اور کہین سے کہانا پانی یا چارہ
نواب کو نہ پہنچنے پاوے۔ بموجب حکم کے اونہون نے ... کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد

کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے اونہون نے دیکہا کہ سردار چہوڑکر چلے گئے ہین
اونہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگا دی جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہنچے
اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بہوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امیدا ون کے دلمین
تہی وہ سب جاتی رہی اب وہ اوس مقام کیطرف روانہ ہوے جہان نواب احمد خان آمادہ جنگ
مقیم تہا جب اونکی نظر فوج پر پڑی ونہون نے باہم کہا کہ ملہار راؤ اور سیندہیا نے ہمکو اس
فوج سے ایسی بہادری کا اوس نے تہوڑسی فوج سے وزیر کی بیشمار فوجکو زک دی ایسے لوگون کے ساتھ
بڑی حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ سنکر کہ یہ توپین یاقوت گنج مین رکہی ہین جو شہر سے پانچ میل
اور فتحگڈہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے اپنے چند سوار اوسطرف روانہ کیے۔
اونہون نے چند گنوارون کو جمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کہینچ لے چلے جب قاسم باغ کے
قریب پہنچے جو قلعہ فتحگڈہ اور حسین پور سے نصف میل جنوب مغرب مین ہے تہان پٹہان گروہ کے اندر
کمین گاہ مین تہے۔ فوراً مرہٹون پر آ پڑے اور گولیان اور بان اونپر چہوڑنا شروع کیے بندوقون کی
آواز سنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آکہڑا ہوا۔ اوس نے اپنے رسالہ دارون
کو حکم دیا کہ ہمارے پٹہانون پر گولیان چل رہی ہین اونکی جاکر مدد کرو۔ شاہدل خان غلزئی و سعادت خان
آفریدی و محمد علیخان آفریدی و میان خان خٹک و عمر خان گوالیاری و نامدار خان برادر نواب
عزت خان نور خان ولد خلیل خان بنگل خان تلہروالا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چہوڑکر
پٹہانون کی مدد کو پہنچے۔ تانتیا بہی اونپر بڑہا کہ اونکو لڑکر بہگا دیوے۔ جب دونون فوجین قریب
ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی۔ پٹہانون نے ایسا سخت سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑکر
تلوارین چہین لین آخر کار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بہاگ گئے۔ جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہنچی
اوسنے شتر سوار کو بہیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑہین یہین سے واپس آئین۔ سردارون نے یہ
حکم سنکر توپین جو واپس لی تہین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اونکے پیچہے ہوئے
نواب احمد خان نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردارونکو خلعت عنایت کیا اور اپنی خیمے کو واپس
گیا تانتیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر و جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کی خندق
کے قریب آپہنچے۔ ملہار راؤ آپا سیندہیا و تانتیا کو قاسم باغمین چہوڑکر خود آگے بڑہے اور سنگی
رامپور مین پہنچے۔ یہ ایک گہاٹ دریای گنگا کا دریاے مذکور کے داہنے کنارے پر قریب بارہ میل
فتحگڈہ سے بڑہکر بہ کنہ بہوجپور مین ہے۔ یہان اونہون نے اپنا لشکرگاہ قایم کیا۔ اور

نورالحسن خان بلگرامی حکم دیا کہ کشتیون کا پل تیار کرے - اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سنی
اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کردے تاکہ وزیر پل بنوانے
پاوین - اس نوجوان نواب نے شام سنگھہ برادر شمشیر جنگ چیلہ کو اوسطرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے
اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدہا پل تیار ہو گیا تہا - اوس نے ایسے گولے اور بان اونپر چھوڑنا شروع
کئے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے - اس مرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار
پھر کام شروع کیا - اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی - ہر روز ملہار راو اور آباسیندھیا کے لشکر سے
نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تاغروب برابر توپین چلا کرتی تہین - اور ہر شام افغان اپنے
خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے - اور جو لوگ توپونکی نگرانی پر ہوتے تہے اونکو بھگا کر دو ایک
چھوٹی توپین اپنے لشکر مین کھینچ لاتے تھے - تہوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے
تہے نکلکر اپنے کہانے پکاتے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے - دشمن نے سب کو ایک جا دیکھ کر
اپنی بڑی توپ کا اونکی طرف رخ کرکے سر کی - اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ورد شمشیر خان کے پہلو مین لگا
یہ اوسوقت عصر کی نماز پڑھ رہا تہا - علاوہ ازین نواب شادی خان نواب محمد کے سولہوین بیٹے کا
بازو اوس سے اوڑ گیا - اور دو ایک کو زخمی کیا - یہ سب مر گئے - جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہنچی وہ
پالکی پر سوار ہوکر وہان آیا اور اونکے کفن و دفن کا حکم دیا - اور کہا مجہے خدا کی ذات سے امید ہے کہ
اونکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کرونگا - لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹہانو نکا
دستہ سپاہ صدمے مین سے نکلا - اور مرہٹونکے لشکر پر ٹوٹ پڑا - تمام رات ایسی بہادری سے لڑے
کہ مرہٹون کے قدم ہٹادئے - جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے
مرہٹون کے سر نیزونپر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے جب شبانہ حملوں کی خبر وزیر کو پہنچی
اوس نے مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان
باوجودیکہ محصور بہی ہے تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھہ سپاہی نکلکر مرہٹونپر حملہ کرتے ہین
اور اونکی سر نیزونپر لیجاتے ہین - آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجہے بتلاؤ نہین تو مین تمھاری
داڑھی پر تہوک دونگا - آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو - اور ان دونون باتون مین
سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اونکی سر لاکر میرے قدمونپر ڈالو یا اپنی جان دو
یہ سنکر بیچے آکر مرہٹون مین شریک ہوئے - اور تہوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ

کیطرف اوس جانب بڑہے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان تیسرے بیٹے نواب محمد خان
کے قایم تہا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تہی فقط ناہموار زمین تہی۔ شیر بچے
باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لیکر بہری بندوقین چلانے لگے۔ اور اسیطرح
دوسرا دہاوا کرکے توپخانے کے قریب پہنچ گئے۔ جب قزلباش سوارون نے دیکہا کہ شیر
بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور اونکی مدد کو پہونچی
اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا۔ یہان جو دشمن کے منتظر تہے۔ اونہون نے پہلے ایکبارگی
توپونکی سرکی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کہینچ کہینچکر اونپر جہپٹے۔ اور بہت سے
حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اونہون نے بہاگکر قاسم باغ مین پناہ لی۔ یہانون نے
اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اونکو بہگاکر خود قابض ہوگئے۔ اسی طرف باغ کے مشرق مین
کچہہ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہے یہان مرہٹونکی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی۔ جب مرہٹون نے
دیکہا کہ وزیر کی فوج بہاگی اور یہان اپنا مورچہ چہوڑکر اون کے تعاقب باغ تک بڑہ آئے ہین
بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکی توپخانے کے درآئے
یہ فوج زیر حکم تانتیا کے تہا۔ جب شجاعان قوم افغان نے دیکہا کہ دشمن نے ہماری واپسی کا
راستہ روکدیا ہے باہم یہ کہا کہ یارو پہلے تیر دشمن کے گہوڑونکے پیرونپر چلاؤ اور تلوارین بہی
پہلے گہوڑون ہی کے پیرونپر لگاؤ۔ جب دشمن گرجاوین پہر اونکو قتل کرلینا۔ باہم یہ تجویز ٹہہرا
اسی طور سے مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور بہتون کو مارلیا۔ آخر مرہٹے اوتر پڑے۔ اور جنگ شروع
ہوئی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکہہ رہا تہا یہ دیکہکر اوس نے
اپنی تلوار کہینچی اور پیادہ پا دشمن کیطرف چلا اوس کے ہمراہی بہی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے
ہوئے منصور علی خان نے اپنے ساتہیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تہے
جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ایکہزار آدمیون کے تہے یہ سب پیدل افغانون اور مرہٹون
کے بیچ مین گہس پڑے اونہون نے دوسری جانب حملہ کیا۔ اور اس موقع پر بائین یعنی مشرقی
سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اونکی کمک کو آپہونچے۔ عبد اللہ خان ورکزئی
و ضابطہ خان خٹک و الوز خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ
مرہٹون کے قدم اوکہڑ گئے۔ جب تانتیا نے دیکہا کہ میرے لوگ بہاگنے پر آمادہ ہین۔
ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تہا۔ اور اسوقت وہی آثار نمود

وہ گھوڑے پرسے اوتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے نوکراوسکو سوار کر کے بزور لشکر کو واپس لائے۔ جب مرہٹون نے شکست کھا کر بھاگنا شروع کیا۔ تب منصور علیخان اور دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑے منگوائے اور سوار ہوکر اونکا تعاقب باغ کے مشرقی گوشے تک کیا یہان سے اونہون نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر میں پہنچے منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے کو داہنے ہاتھ پر چھوڑکر گھوم کر باغ کے بائین گوشے کیطرف آئے اور یہان مقیم ہوئے۔ نواب احمد خان اوس وقت اپنی گھوڑے پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا اور تمام سردارون سے کہا کہ مورچہ چھوڑکر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آئندہ مرہٹے تم کو زیادہ تکلیف نہ دینگے۔ منصور علیخان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اوسکی بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان اپنی مقام گاہ کو واپس آیا۔

## نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلے کا نواب احمد خان کی مدد کے لئے فرخ آباد کو جانا اور مرہٹونکے ہاتھ سے شکست اوٹھاکر آنولہ کو واپس آنا۔ اپنے ہمراہیونکی بیدلی کیوجہ سے نواب احمد خان کا بھی اپنے حصار کو چھوڑ دینا۔

آروائن صاحب نے تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہی کہ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشتہر ہوئی نواب احمد خان نے ہر جانب مدد کے لئے لکھا۔ علاوہ دوسرون کے اوسنے حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا۔ اور یہ لکھا گو ہمارے اور تمہارے درمیان مین مناقشہ ہی لیکن باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے۔ لیکن یہ ضرور نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرور روا رکھا جاے امید ہی کہ آپ فوج مدد کے واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اوس غنیم پر جو ہم دونون کا دشمن ہی حملہ کرین۔ حافظ رحمت خان نے عذر کیا کہ ابھی تمکو قایم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تاوقتیکہ اوس کا تصفیہ نہو جاے

ہمکو اپنے آدمی تمہارے قبضے مین کرنے سے خوف آتا ہے۔ اس بیان کو دیکھ کر ہمکو وہ بات تعجب مین ڈالتی ہے کہ جو گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل بہ مول خان اور دوندے خان کی ماتحتی مین ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چتونی کے مقام پر اوسکے شریک ہوکر وزیر سے لڑی۔ اس واقعہ کو فرخ بخش مین یون بیان کیا ہے کہ جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہین ہوتے تو قایم جنگ کے خون کی معافی کا ایک محضر تیار کراکے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کے ہاتھ آنولہ کو بھیجا محضر کا مضمون یہ تھا کہ ہمنے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوس کا دعوے ہم نکرینگے بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان وغیرہ اکثر امرا کے مکانو نپر گئین اور سب سے بڑی منت وزاری کے ساتھ کہا کہ ایسے سخت وقت مین احمد خان کی مدد کرنا چاہیے۔ سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و اعانت سے صاف پہلو تہی کی۔ اور کہدیا کہ قایم خان نے ہماری ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ اوس کے ننگ وناموس کے اب ہم شریک ہون بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہوکر نواب سعد اللہ خان کے محل مین گئین۔ اور بیگمات کو اغوا کرکے نواب سعد اللہ خان کو آمادہ اعانت کیا۔ بیشانونکی بہادری کی داستان اور ننگ و رفاقت کے قصے ایسے طرز سے بیان کیے کہ نواب سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہوگئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان۔ دوندے خان ملا سردار خان بہادر خان جیلہ نواب علی محمد خان۔ اور فتح خان خانسامان کو طلب کیا۔ حافظ رحمت خان اس وجہ سے کہ وزیر سے اور اون سے اتحاد تھا خاموش بیٹھے رہے اور دوسرے سردار بھی اونکی خاموشی کی وجہ سے کچھ نہ بولے نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہے اونہون نے جواب دیا کہ جو سب سرداروں کی رائے ہوگی وہی میری رائے ہے حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک نہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر فتح حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے۔ اور خدانخواستہ اگر فتح
حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے۔ اور خدانخواستہ اگر شکست

(۱) منتخب العلوم مین بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین غلطی سے لکھا ہے کہ احمد خان روہیلون سے مدد حاصل کرنے کے لیے آنولہ کو خود آیا تھا ۱۲

ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہمپر نازل ہوجائیگی۔ بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب روہیلہ سرداروں مین ممتاز رکہا تہا بول اوٹہا بھرا ہے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیون نہین اوڑہ لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کسی پٹھان کے منہ سے نہ نکلے ہونگی۔ اور نواب سعد اللہ خان کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر کوچ کا حکم نہوگا تو کل مین اپنا رسالہ لیکر بغیر حکم روانہ ہوجاونگا۔ اور جس پٹھان کو اپنی نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھ ہونے کا اختیار ہے یہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا۔ نواب سعد اللہ خان محل مین گئے۔ اور جو صحبت حافظ رحمت خان اور بہادر خان مین ہوئی تھی لفظ بہ لفظ اپنی مان سی بیان کی اور پوچہا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان کا شریک ہوون مان نے کہا کہ ایسے امورات مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہی جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری رائے مین یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری کی وجہ سے منع کرتے ہین۔ اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے واسطے یہ عزم کرتا ہے یہ گفتگو اپنی مان سی سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آئے اور اپنی خاص خاص سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہی جو ہو سو ہو کل مین روانہ ہوونگا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرونکو اختیار ہی تب اونہون نے بہادر خان کو بلاکر یہ حکم دیا کہ میری فوجمین حکم سنادو کہ جو جو اپنی تئین میری ملازم جانتے ہین تیاری روانگی کی کرین نہین تو مین سب کو برطرف کردونگا۔ بہادر خان نے یہ حکم سنادیا سوای حافظ رحمت خان۔ دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب روانگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان خانسامان بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ ہوا۔ جب فتحگڈھ کے محاصرے کو ایک مہینے سے زائد عرصہ گذرگیا۔ تب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب سعد اللہ خان قریب آپہونچے۔ اس خبر سے وزیر اور ملہار راو اور آپا سیندہیا کو نہایت تردد پیدا ہوا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر نے نواب سعد اللہ خان کو لکہا کہ میرا دعوی احمد خان سے تہا تم اوسکی مدد کو کیون آئے تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ۔ اور اطمینان کیساتھ رہو تمسے مجھے کوئی تعرض نہین۔ حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ گو مینے سعد اللہ خان کو بہت روکا۔ مگر اونہون نے نہ مانا۔ اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہین۔ اسلئے میری صلاح یہ ہی کہ جس خوبی سی ممکن ہو احمد خان سی صلح کرلو۔ کیونکہ صلح ہر حال مین عداوت سی بہتر ہے دوسرے روز وزیر ملہار راو اور آپا سیندہیا کے لشکر مین گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان کے

کوچ کا حال بیان کرکے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہی ملہار راؤ اور آپا سیندہیا نے اپنے خاص خاص سرداروں کو بلایا اور اون سی کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا - جملہ سرداروں نے باستثناء آپا سیندہیا کے جو دربردہ احمد خان کا دوست تہا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین - ہم سے پوچھنے کی کوئی حاجت نہین ہی ہمین جو حکم ہوگا اوس کے بجا لانے پر مستعد ہین تب وزیر نے آپا سیندہیا کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی - اوس نے جواب دیا کہ عیان را چہ بیان جو کچہ ماجرا اب تک گذرا ہے اوس سی سب واقف ہین - یہ لوگ جنگ کرنے سے کچہ عاجز نہین ہین راو تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تہا - مگر اوس کو کامیابی نصیب نہین ہوئی وزیر کے لشکر مین گو کہ چند فوج ہی - مگر اوسکی جو کچہ حالت ہی اوس سی وزیر خود واقف ہین - احمد خان دونون کی فوج پر غالب رہا ہی - اور جب سعد اللہ خان اوس سی متفق ہو جاینگے تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوگا - وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت خان لکھتے ہین کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغواسی احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوے ہین - بعد اس مذکور کی حافظ مسطور صلاح دیتے ہین کہ قبل اس کے کہ سعد اللہ خان پہنچین احمد خان سے صلح کر لئیا چاہئے - اب تمہاری صلاح کیا ہے - اونہون نے جواب دیا ازین چہ بہتر است - اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی - وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچہنا ہی کہ اس عہد و پیمان کی ابتدا کیونکر ہونا چاہئے - اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اوس سی ہماری کسر شان ہے - آپا سیندہیا نے کہا کہ میری رائے مین نواب عزت خان اور ہمت خان کے بلا لینے سے کہ یہ بھی پٹھان ہین یہ حجت رفع ہو سکتی ہے - ملہار راؤ اور آپا سیندہیا مع دیگر سرداران وہان سے اوٹھے - اور دوسری جگہہ جاکر مجتمع ہوئے - اور نواب عزت خان اور ہمت خان کو بلوا بہیجا مرہٹون نے اونسے یہ کہا کہ ہم یہ نہین چاہتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنے ملک سے بہگا دیا جائے یا میدان مین اپنی جان دیوے - چونکہ ہمارا منشا ہی کہ وزیر اور احمد خان مین صلح ہو جائے - اسلئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین - تب اون دونون پٹہانون نے جو جو ظلم وزیر کے ہاتہ سے احمد خان کے خاندان پر پہنچے تہے بیان کئے - اور مرہٹون کو بہی ملامت کی کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تہا وہ تم بہول گئے - مرہٹون نے تسلیم کیا کہ بیشک ہمسے سابق مین دوستی تہی - مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون - اور اب تک ہمنے بالکل بے پروائی اسکی

جان بوجھ کر غضنفر جنگ کی ہے۔ تب عزت خان اور رحمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا۔
جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کیے بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ
اب تجویز کیا ہے۔ انہار راوسنے کہا کہ اس وقت آپ تشریف لیجائیں۔ ہم باہم سرداروں سے
مشورہ کرتے ہیں جو کچھ طے پاویگا اوس سے آپکو اطلاع دیجائیگی دونوں پٹھان رخصت
ہوکر اپنے خیموں کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ
بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹوں کے ادا کرین۔ اور علاوہ ملک سوروتی کے وزیر اپنے دو محال
ساندھی و پالی احمد خان کے حوالے کردین جب اونہوں نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی
اونہوں نے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و رحمت خان کے خیموں کو گئے
اولنسے شرائط مجوزہ بیان کیں اونہوں نے اون شرائط کو بھی نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب اونہوں نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے
پاس بھیجنا چاہیے۔ نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے
منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت مین جا کر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور
ساندھی پالی آپکو دینا تجویز ہوا ہے۔ جون ہی یہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ وزیر دس کروڑ
روپیہ میرے بھائیونکے خونبہا مین دین مین قبول نکرونگا۔ اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہون
تب بھی راضی نہونگا۔ اوسنے صلح کو نا منظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا۔ اور یہ مصرع پڑھا
؏ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ✤ دشمنوں کو یہ نہ تصور کرنا چاہیے کہ مین مجبور ہون
کیونکہ مین ہر وقت اونسے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون۔ وزیر کو جو میری نسل سے ایک دشمنی
ہوگئی ہے۔ سو میں بھی وہی ہی جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاءاللہ
تعالے بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذی عزت اور بہادر لوگ کسطرح عمل کرتے ہین۔ جبکہ تقدیر آزمائی
لڑائی پر ہی تو صلح کیا ہوگی۔ اگر فتح حاصل ہوئی میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر مین بدقسمت
نکلا تو واہب مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر خون غضنفر جنگ کے بیٹون کا بعوض زر کے فروخت نکرونگا
یہ کہکر اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے کے بعد
قاصد نے آکر خبر دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کرینگے
حکم ہوا کہ محمود خان اور منور خان اونکی پیشوائی کو جاوین۔ طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ
قبل دونون سردار نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے دوسرے روز

نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی ۔ اور تلواریں کھینچی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو
نظر آئی ۔ نواب سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے ۔ احمد خان کے ہمراہی اس
کمک کو آتے دیکھ کر فرط خوشی سے توپیں داغنے لگے سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیوں کے
ساتھ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے ۔ سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہے تھے
جب شاہ ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اونپر طاری ہوئی ۔ اور اوس حالت میں
فرمایا کہ مقتول بہت اور مغلوب ہوئے ۔ جب وہ کیفیت زائل ہو گئی کہنے لگے کہ انکی خوشی
جو سی خدا کو خوش نہ آئی وہ دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے ۔ ۳ ۔ جمادی الاخری سنہ ۱۱۶۴ ہجری
کو نواب سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے بائیں کنارے استادہ کرائے ۔ اور
احمد خان نے اون کے واسطے ہر قسم کا کھانا اسد یار خان وکیل کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان
نے نواب سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوتر آؤ کیونکہ فوجوں کا متفق ہونا نہایت ضروری
ہے پیغام نواب سعد اللہ خان کو پہنچا لیکن انہوں نے کہا کہ میں اپنے خاص خاص سرداروں سے
مشورہ کر کے جواب دونگا ۔ انہوں نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کر کے اون سے
احمد خان کا پیغام کہا ۔ بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سرداروں کے سامنے پر
سوغات جانا مناسب نہیں ہے ۔ احمد خان کو جواب بھیجا جائے کہ انشاء اللہ کل آپکے بدخواہ
آپکے دشمنوں یعنی وزیر اور سرداران جات اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرینگے
سعد اللہ خان چونکہ نو عمر اور ناتجربہ کار تھے انہوں نے وہی پیغام بھیجدیا ۔ احمد خان نے
جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی سمجھو ۔ مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی
حال میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا ۔ اور اگر مرہٹے منہ موڑیں تو اون کا تعاقب نہ کیجیو ۔ اور
اپنے سپاہیوں کو اونکے تعاقب سے باز رکھیو ۔ کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے
اپنے دشمن کو اوسکی جگہ سے دور کر دیتے ہیں تا کہ مدد اوسکو نہ پہنچ سکے ۔ دوسرے روز
سعد اللہ خان اور منور خان ۔ اور محمود خان آمادہ جنگ ہوئے ۔ اور اپنی فوجوں کی
صفیں باندھکر دشمن کیطرف بڑھے ۔ وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہوئے
تھے ۔ انہوں نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور سورج مل جات کو بغرض مشورے کے طلب کیا
یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجدی جائے اس سے قبل
کہ سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائیں ۔ جنگی رامپور کا پل جو خراب ہو رہا تھا ۔

جمادی الآخری کو اوسکی مرمت کرائی گئی - پٹھانون نے بہت مزاحمت کی مگر گولونکی بوچھار سے
پل کے قریب نہ آسکے پھر کہانڈے راو اور تانتیا گنگا دھر جمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوے
جواہر سنگھہ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بہیم سنگھہ زمیندار گوالیار مع چالیس ہزار سوار و پیادہ کے
اونکی کمک کو پہونچے - اور روہیلونپر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانون
کا مینہ برسانا شروع کیا - بعد اسکے بندوقین سر کین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین سر کین
رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بند کین - اور تلوارین کہینچ کہینچکر ہندوونپر حملہ آور ہوتے - اور
اونہون نے نئی لغزش دی بہادر خان نے احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے دریا کو پیچہے
چہوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑہا - بہادر خان کے ساتھہ فقط دو یا تین ہزار آدمی تھے - بہاگ
پیچھا کرتے ہوے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہنچے - دشمن نے دیکہا کہ فقط ایک ہاتھی پر
اور تہوڑے سے جوان ہین - اور اونکے پیچھے کچہہ کمک بہی نہین مڑکر چارون طرف سے بہادر خان
کو گہیر لیا - بہادر خان ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا - اور اوسکی جوان بہی تلوار کہینچکر
اوسکے ہمراہ ہوے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی - لیکن ہندوون نے اسطرح گہیر لیا تہا
جیسے شکار کو گہیر لیتے ہین - اور تیر اور گولیان اونپر برسانا شروع کین - اونہون نے بہی
تلوارون اور برچہون اور نیزون سے بعض کو زخمی و قتل کیا - جب تک بہادر خان کے
جسم مین جان رہی تلوار ہاتھہ سے نہ چہوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا - کوئی اوسکی
مدد کو نہ آیا آخر گہوڑے سے گرکر جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوس کا سر کاٹ لیا - اور
جو کچہہ سپاہی باقی رہگئے اونہون نے بہاگ کر جان بچائی - جب نواب سعد اللہ خان نے سناکہ
بہادر خان قتل ہوا - اونہون نے فتح خان خانسامان سے پوچھا کہ اب کیا صلاح ہے - بہادر خان
سے سب سردار عداوت رکہتے تہے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی
فتح خان سے کہدیا تہا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا - ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو
مدد نہ دینے پاوے - اور وہ مغلوب ہوکر مارا جاوے - اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا
کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا ہے - اگر کہین احمد خان وزیر غالب آیا
تو بیشک تخت کا دعوی کریگا کیونکہ پہر کوئی اوسکے مقابلے کو باقی نہ رہیگا - اور اوسوقت قائم خان
کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکالدیگا - جب نواب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
صلاح پوچھی تو اونہون نے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو -

نواب سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جوانمردی بلیغ ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ مین چھوڑ دین
فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہین ہی۔ وہ بھی تھوڑی عرصہ مین
آنولہ کو آئیگا وہان جو کچھہ صلاح ٹھیرے اوس پر عمل کرنا۔ سعد اللہ خان فتح خان کی باتو مین
آگئے اور آنولہ کی طرف پھر گئے۔ نواب معظم خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا
تو احمد خان کے پاس واپس آئے رانا بھیم سنگھہ و جواہر سنگھہ ولد سورج مل جاٹ جو اوس وقت دریا کے
کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر تھے کہ صاحبزادونکو روک سکین۔ جواہر سنگھہ نے
چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیر خواہ تھا دلیر خان
جو نواب غضنفر جنگ کا مشہور جملہ تھا اوس کا چچا تھا رانا نے جب اسطرح جواہر سنگھہ کو سد راہ ہونے
سے مخالفت کی تو صاحبزادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے۔ جب یہ خبر
مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا۔ اور سعد اللہ خان آنولے کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر مین شل
بید کے لرزنے لگے۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا۔ اور ہر ایک آدمی
سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھہ سعد اللہ خان کی کمک پر منحصر نہ تھی۔ اگر خدا نے چاہا تو کل توپخانہ
بڑھا کر گنگا رام پور کو جا کر وزیر سے مقابلہ کرونگا۔ اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ بلا کر کہا خوب
ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتین کر کے
وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوس نے پل کو توڑنے کا حکم دیا۔ اب محاصری کو ایک مہینہ اور گیارہ روز
ہو چکے تھے۔ پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا دی اور
شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہو گئی۔ فوج کے
جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے۔
سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے۔ ان سردارون نے فوج کا خوف
دیکھ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا۔ نواب نے پوچھا کیا صلاح ہی۔ اونہون نے جواب
دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے۔ پہلے تو اوس نے انکار کیا۔ مگر بالاخر یہ دیکھ کر کہ کوئی دوسری
صورت نہین ہی۔ وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور اپنے بھائیون مرتضیٰ خان و خدا بندہ خان و اعظم
خان و سوز خان و صلابت خان و شائستہ خان اور سردارون مین سے خان خاص کو مثل
رستم خان بنگش و عنایت علیخان و عتاب خان و شادل خان و مشکل خان و سعادت خان تا
و مستجاب خان کو ساتھہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ اور شب کی تاریکی مین جانب پچھم دریا کے کنارے

کنارہ چلا مرہٹے بہاگتے ہوئے پٹھانون کے تعقب لشکر برمقام شکارپور آپہنچے یہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے۔ نواب کرول گہاٹ تک برابر ہٹتا چلا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع ہے۔ اور یہان اوس کا ہاتھی کالا پہاڑ نامی دریا پر نکلا۔ رمضانی اوسکو ہانکتا تہا بہت سے جوان نواب کے پیچھے گہوڑے پیراسے جانے کی کوشش مین ضایع ہوئے۔ نواب امرت پور کی راہ سے شاہجہانپور پہنچا۔ اور وہان سے آنولے مین داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر پہنچی اوسکے سپاہیون اورافسرون کے دل بیٹھ گئے جو ینگ دور دراز کے مورچون پر تہے خوف طاری ہوا۔ اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جہاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے۔ اور بعض نے گہوڑے دریا مین ڈالدئے اس امید سے کہ پار نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

## جنگ روہیلکھنڈ

احمد خان جبکہ آنولے مین داخل ہوا تو یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات کو آئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ وزیر نے روہیلکھنڈ مین بڑہنے کے اثنا مین اسدپور سے روہیلون کے حاکم کے نام ایک تحریر اس مضمون کی بہیجی تہی کہ پہلے تین سال کا خراج جو تمہارے ذمے واجب الادا ہے وہ شاہی خزانے مین داخل کرو۔ اس تحریر کے پہنچنے پر نہ تو روہیلون نے کوئی جواب بہیجا نہ کچہ سامان جنگ تیار کیا۔ بڑی بے پروائی کے ساتھ اوس کا کچہ خیال نکیا۔ نہ یہ بات ذہن مین آئی کہ اس جہگڑے مین نواب سعد اللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوجکشی کی مخالف ہو جائے گی۔ لیکن اس تحریر کے دیکھنے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ اپنی تہوڑی سی جماعت لیکر نواب سعد اللہ خان کی خبرگیری کے خیال سے اونکی طرف روانہ ہوئے انکے پہنچنے سے پہلے صفدر جنگ نے اسلام نگر پرگنہ بدایون کے قریب احمد خان بنگش اور اوسکی ہمراہیون پر اچانک حملہ کر کے ایسی شکست فاش دی کہ کسی کے پانون میدان مین نہ تہمے۔ روہیلون اور بنگشون کی تعداد لشکر قریب بارہ ہزار آدمیون کے تہی اور آخر مین کچہ اور زیادہ ہو گئی تہی۔ مگر عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ ساٹھ ہزار سپاہ احمد خان کی تہی اور تئیس ہزار سپاہ روہیلون کی تہی۔ نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو پٹھانون کے تعاقب پر مقرر کر کے خود صوبہ اودہ کو چلے گئے۔ اور وہان سے الہ آباد پہونچے اور وہان ہوکر اودھ کو لوٹے۔ اور گومتی کے کنارے پر مقام کیا۔ راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڈھ سے بلایا۔ اگرچہ راجہ کو وزیر سے بعید خوف تہا۔ مگر مجبوراً وزیر کی خدمت مین حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ

اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اوسکے ساتھ تھے طنطنہ بھی کسی قدر رکھتا تھا پرتاب گڈھ سے
کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین پہنچا - جب وزیر کے دیرے مین داخل ہوا تو وزیر اوسکی مزاج پرسی
کرکے اوٹھ گئے - اوسوقت علی بیگ خان جارجی نے بہگلراجہ کو پکڑ لیا - وہ علی بیگ خان کو
چمٹ گیا اوسکے پاس ہتھیار نہ تھے - اسلئے علی بیگ خان کے رخسارون کا گوشت دانتون سے کاٹ کر
تھوک دیا کہ تمام عمر اوسکے گڑھا رہا آخرکار راجہ مارا گیا اوس کا سر کاٹ کر سراپردے کے باہر پھینکدیا
اوسکی فوج جابجا بہاگ گئی نواب صفدر جنگ بھی فوج کے آدمیون سے فراہم ہوتے - بعد اسکے
نواب وزیر فیض آباد کو گئے - ادہر پہاڑون مین نواب احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے
یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیے - چنانچہ دوسرے
روز نواب احمد خان - نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان بخشی سردار خان - فتح خان خانسامان
دوندے خان وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہنچے
ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چند روز مقام کرنا پڑا جبکہ ان سردارون کو یہ خبر لگی کہ وزیر سنگی رام پور مین
مرہٹون کو چھوڑکر اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آنوٹے کو واپس چلین - چونکہ بارش قریب ہے - ہم سب کے کنگلے آرام کرینگے اور اپنے مقبوضون
کو ہر طرح سے ملائینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے - یہ صلاح سب نے پسند کی وہ آنوٹے کو واپس آئے
روہیلے اپنے مکانات کو چلے گئے - اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا - جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات
ختم ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی پہاڑون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل
بنایا گیا - یہ ندی اوہ سلسلہ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب
سے گنگا مین داخل ہوتی ہے - جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون اور دوسرے افغانون
کو ساتھ لیکر حملہ کرنے کو بڑھتا ہے - اونہون نے کہاندے راو ولد ملہار راو کو بیشمار فوج کے
ساتھ اوس سے جنگ کرنے اور ہنگامہ دیکھنے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان - اور روہیلہ سردار اپنی کرکے
رام گنگا کو پار ہوئے اور اپنے سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا - اوسی کے
کنارے کنارے چلنا ایک مقام پر دریا مصبوت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان
کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا - دوندی خان جو پیش لشکر مین تھے - اونہون نے دشمن
کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب ہمین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون - لہذا اونہون
نے کوچ موقوف کرکے دریا کے گہاٹ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا

اس تدبیر سے اونہون نے دشمن کے پہنچنے کی راہ مسدود کردی جب کہ ندئے راونے راہ ہر
طرف سے مسدود پائی پیغام صلح کا بھیجا قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا گو ہم
حسب الحکم سلطان الہند کے اس جنگ مین شریک ہوئے ہین۔ مگر ہم دل سے وزیر کی طرف سے
نہین لڑ سکتے ہین۔ محض وقت کا نباہ کرتے ہین۔ اس وقت جو کچھ ہمارے اور تمہارے درمیان
باہم مخفی طور پر طے پا جاوے گا۔ ہم قسم کہا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ کما یون شروع ہوگی ہم تم کو
بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہ پیغام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور
اونسے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین
اتحاد بھی تھا۔ بعد اس کے اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندی خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹونکی
راہ جو اونہون نے بند کردی ہی کھولدین۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندی خان
کسی کا حکم نہین سنینگے۔ ہان اگر آپ خود وہان تک جانے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین
آپکے ساتھ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج کی ترتیب یہ تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے
واسطے بہادر خان اور سردار خان تھے اونکے پیچھے فتح خان خانسامان تھے۔ اور اونکے بعد
نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے۔ یہ سب نواب احمد خان کا ہراول
تھا۔ نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان پھر دوندے خان کے پاس گئے۔ اور مرہٹونکی
درخواست سے اون کو مطلع کیا۔ اور کہا کہ اونہون نے اپنے اقرار پر قسم کھائی ہے۔ دوندے خان نے
جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کرینگے۔ کیونکہ اونکی حالت نہایت
نازک ہو رہی ہے تین طرف تو اونکے ندی حائل ہے اور چوتھی جانب سے راہ بند کردی ہے۔ اب اون کا
ایسا حال ہے کہ اگر مقدمہ ہو سکے تو بیشک اوقات و اونکو ہم بآسانی شکست فاش دے سکتے ہین
ایسے موقع کی قسم محض فریب ہے۔ نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب
اسلام مین امان مانگنے والے کو امان نہ دینا جائز نہین بلکہ سخت برا ہے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کہا بینگے
خدا اونکو سزا دے گا۔ دوندے خان نے مجبور ہو کر منظور کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ راستہ
کھولدو سپاہی وہانسے ہٹ گئے۔ اور مرہٹون کے واسطے راستہ کھولدیا۔ نواب احمد خان اور نواب
سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے۔ دوسرے روز افغان نادون کے
پل پر پہنچے جو وزیر نے سنگی را مضبوط بنوایا تھا مسلمانون کے پہنچنے سے قبل مرہٹون نے
پل کو توڑ ڈالا تھا۔ جب نواب احمد خان اور روہیلے وہان پہونچے تو اونہون نے دیکھا کہ ہمارے

اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہی دونون جانب سے توپین چلنے لگین چونکہ
مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کہولدیا گیا تھا وہ پٹہانون کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئی مگر قریب
نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنیکی صورت نہ نکلی - اور خوراک جو سپاہی
اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال
بیان کی - اور کہا کہ اس وقت یہی مناسب نظر آتا ہی کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے
سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گہاٹ ہی - اور فرخ آباد سے بیس میل اور بنگش رستہ سے پچاس میل کے
فاصلے پر واقع ہے - اونہون نے خیال کیا کہ ہم کو نادین بھی مل سکین گی - اور ہم دریا سے بہ آسانی
اوترکر بر سمت ملغار ملہار راو کی طرف بڑہین گے - کیونکہ اسوقت ملہار راو کے پاس تہوڑی سی
فوج تھی اس لیئے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین - اور کوچ کے وقت یہ مشہور
کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کیطرف غلہ کا ذخیرہ اکہٹا کرنے کے واسطے واپس جاتے ہین
اور تازہ رسد بہم پہنچاکر پھر اپنے قدم موقع پر آکر جنگ شروع کردینگے - نواب احمد خان نے
اس تجویز کو پسند کیا - اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے
لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے بھتیجے محمد قلی خان
کو اپنی طرف سے نائب اپنی صوبون کا کرکے اور بقاء اللہ خان کو اوسکے ساتھ مقرر کرکے جلد
کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گہاٹ سے اوترکر ۹ - محرم ۱۱۶۵ ہجری مطابق ۱۷ - نومبر ۱۷۵۱ء کو
ملہار راو سے بمقام سی رامپور جا ملے مہدی گہاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے نیچے چالیس
میل کے فاصلے پر واقع ہی جب وزیر وہان داخل ہوئے کل توپین سلامی مین سر ہوئین اونکی
آواز سے پٹہانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سنی
سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدہے قلعہ سنگرہ عرف یوسف نگر کیطرف
کوچ کر چلین - یہ مقام پرگنہ بداون مین آنولہ اور بداون کے درمیان مین ہی - بازید خان حاکم
توپخانہ طلب ہوا - کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سرکرکے روانہ ہوجاوے - بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ
روانہ ہوا - اس نئی تجویز کی اطلاع سپاہ کو نہین ہوئی - جب توپخانہ روانہ ہوگیا - کل فوج مین
پریشانی پہیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نہ رہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ
اس خوف سے محفوظ تہے - جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکہا تو متردد ہوکر کہنے لگے
کہ ہم کو بے جنگ شکست ہوگئی - نواب احمد خان مع فوج کے روہیلونکی فوج سے نصف

کوس پر تہا اوسکو اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلوں کا کیا حال ہے ۔ آفتاب طلوع ہونے پایا تہا کہ روہیلہ سردار نواب احمد خان کے پاس پہنچے اور سارا حال اوس سے کہا احمد خان نے اپنے سردارونکو طلب کیا ۔ اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ اور پل توڑ ڈالو اور نادین سوریج پور گہاٹ لیجاؤ وہان پل تیار کرو مین آج اوس مقام سے دریا عبور کرونگا اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم مسلح ہو کر تیار رہو جب وہ خود روہیلوں کیطرف چلا اور اونکو ساتھ لیکر ایک کہلے وسیع میدان مین مقام کیا سرداران روہیلہ نے تب نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانے کے روانہ ہو جانے سے اونکے دلون مین ہراس پیدا ہو گیا ہے ۔ اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین ۔ اور جب یہ حال ہے تو ہم میدان مین کیسے جنگ کر سکتے ہین احمد خان نے کہا اونکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب بات ہے ۔ دنیا بھر مین کوئی اسکو پسند نہ کریگا ۔ روہیلوں نے سر نیچا کر لیا اور کچھ نہ بولے ۔ تب ایک لمحہ کے کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہوا بہت سی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد روہیلوں نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے ۔ اس صورت مین بہتر یہ ہے کہ آنولے کو واپس جاوین اور وہان اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کرکے پہاڑ کو چلین ۔ اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہین ۔ نواب احمد خان نے اس بات کو قبول کیا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے مین پہنچے ۔ نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین قیام کیا ۔ اور یہان ۹ گھنٹہ مقام بھی کیا جب صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا ۔ اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے ۔ دوسرے لوگ تمام رات گھر کے کام مین نقد روپیہ جمع کرنے مین اور مدفون کرنے مین اور بان اور توپخانہ کے کام مین مشغول رہے پھر گھر دنکو چھوڑکر اپنے عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے ۔ اور گھرون مین آگ لگادی ہر رات گئے رمپور پہنچ کر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہو کر مرادآباد مین پہونچے ۔ اور یہان چھ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کیطرف چلے جو مرادآباد سے تیس میل شمال مین ہے ۔ اوسوقت ایک جاسوس آیا سن سنید ہیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا ۔ اوس مین لکھا تہا کہ جب وزیر نے سنا کہ افغان پہاڑ کی طرف بھگے جاتے ہین اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہو کر تیز کوچ کرتے ہوئے دشمن کے تعاقب جاوین ۔ اور کہین مقام نہ کرین ۔ گنگا دھر تانتیا بجمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے معین ہوا ہے ۔ وہ پہنچا ہی چاہتے ہین

اسلئے تمکو لازم ہی بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر جا سے اس تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر روہیلہ سرداروں کو بلاکر مضمون بیان کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیاں دیکر رخصت کیا۔ افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئے اور دوسرے روز جنگل مین پہنچ گئے۔ فرح بخش مین یون لکھا ہی کہ ملہار راؤ وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قسم سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کہ افاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ گئے اگر مرہٹے تعاقب کئے ہوئے چلے آتے تو افاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح و سالم وہان تک نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہی کہ ملہار راؤ نے زوندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے۔ تمہارے تمام خاندان خراب ہو جاوینگے اونہون نے جواب دیا کہ اگر ہمنے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا تعاقب کرو گے۔ اس لئے ہم کو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راؤ نے کہلا بھیجا کہ جب تک تم جنگل مین نہ پہنچ جاؤ گے ہم تعاقب نہین کرینگے۔ تمام افغان جنگل کو نکل گئے۔ یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہیئے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے۔ اور انگریزی مورخون کا قول ہی کہ روہیلون کا تعاقب کاہلی اور تساہل سے اسوجہ سے کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج بیشتر لوٹ مار کی فکر مین ادہر اودہر بھٹکتی پہرتی رہی۔

## افغانون کا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے۔ سملیٹی کے بیان کے موافق اون لوگون کا مقام گڑھوال کی پہاڑی پر بمقام لال ڈانگ مین تھا اور مستجاب خان مولف گلستان رحمت اور خلیفہ غیاث الدین مولف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ یہان آنولے سے نکلکر مقام چلکیا مین پناہ گزین ہوئے تھے۔ اور مولوی قدرت اللہ شوق نے طبقات الشعرا مین شاہزادی کاظم خان شیدا کے حالات مین لکہا ہی کہ جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سی پٹھانون نے منہزم ہو کر جنگل چلکیا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لی تہی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم ۱۱۶۵ سے نکالی تھی اور ماثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین ذکر کیا ہی کہ کوہ مداریہ مین جو کوہ کماؤن کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کتور کے ٹیلے پر پناہ لی تہی۔ اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان تہا۔

اور ایک طرف جدہر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کہود دی اور برج بنائے اب یہ مقام
بہت مستحکم اور بے گذر ہوگیا کہ روہیلو نپر کا یک حملہ کرنا سخت دشوار اور خطرناک تہا پہاڑون کے
اس جنگل کے وسط مین اپنا لشکر بگاہ قایم کیا اور توپین قرینے سے نصب کر کے زنجیرون سے
کس دین۔ مدت تک یہ مقام سنگر کے نام سے مشہور رہا۔ باوجود ان سب کے وہ نہایت
مضطر تہے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تہا۔ اور کہانا اونکے پاس بالکل نہ تہا۔ تہوڑے عرصے تک
اونہون نے منشکر بر بسر کی۔ اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا۔ نواب احمد خان نے حافظ رحمت
خان کو طلب کر کے کہا کہ قادر مطلق نے ہم کو جای امن تو ایسی عطا کی ہی کہ جہان سے ہم تمام ہفت
اقلیم سے بھی جنگجو کرسکتے ہین۔ مگر غذا بہم پہنچانا نہایت ضرور ہی۔ انہون نے جواب دیا کہ الموڑے
کا راجہ اپنے دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید احمد کو نہایت عزیز رکہتا ہی۔ اور سید موصوف
ہماری قوم کا بہی ہوا خواہ ہی اگر آپ سید کو کچہہ تحفے تحائف دیکر راجہ کے پاس بہیجین اور اوس سے
درخواست غلے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت مناسب ہوگا۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا
حافظ رحمت خان احمد خان سے رخصت ہوکر سیدھے سید کے پاس گئے۔ سید مذکور نجیب خان کے
قریب توپخانے مین تھا اور جو تجویز کی تہا اوس سے بیان کیا۔ سید کو نواب احمد خان کے پاس بلالائے
نواب نے اوسکو خط و تحائف دئے اور الموڑے کیطرف رخصت کیا۔ سید کے پہنچنے سے قبل وزیر کا
وکیل مہدی جنگل کی راہ سے راجہ الموڑہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تہا کہ ہمارے دشمنون نے
دامن کوہ مین پناہ لی ہے۔ ہم تمہاری دوستی سے امید رکہتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہنچنے
پائے۔ بعوض اسکے روہیلون کا تمام ملک تمہاری ریاست مین شامل کردیا جائے گا۔
جب سید مع تحائف وہان پہنچا اور نواب احمد خان کا خط دیا۔ الموڑہ کے راجہ کے وزیر نے
صفدر جنگ کے وکیل کو رخصت کیا۔ اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے کہ جو ہمارے
یہان آکر پناہ لے ہم اوس پر کہانا بند کرین اوس لئے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جوگانون
والے پہاڑونکے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو جلد غلہ لاد کر اونکے لشکر مین پہنچا دین۔ اور سید
کو جواب دیکر رخصت کیا۔ سید یہان پہنچنے بھی نہ پایا تہا کہ ہزارون پہاڑی غلہ سرونپر لئے ہوئے
موجود ہوئے۔ اور بیچنا شروع کیا۔ پٹھانون نے اس غلے کو نعمت عظمی تصور کیا۔ بیچارے
بہوکون مر رہے تھے۔ اوسکو بہت غنیمت جانا۔ جتنا جس کو درکار تہا۔ جسکو درکار تہا
خرید کیا۔ اور شکر خدا بجالائے۔ اور کہانے پکانے مین مصروف ہوئے۔

جب وزیر گنگا پار ہوئی تو اونہون نے ملہار راو کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے۔ لیکن مرہٹہ سرداروں نے بہ ایمای اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تا منتہا گنگا اور بعض افغانون کے تعاقب مین گئے ہین۔ لہذا مناسب ہی کہ انتظار کیا جاے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکہتی ہین۔ جب معتبر خبر ملجاے گی تو اوسوقت کوچ بلغار کرنا مناسب ہوگا۔ تہوڑے عرصے مین خبر ہوئی کہ پٹہان دامن کوہ کیطرف گئی مرہٹون نے بہ عجلت تمام کوچ کیا عماد السعادت مین لکہا ہی کہ صفدر جنگ آونلے مین پہنچے تو وہان سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کو اونہون نے قتل کروایا اور دو روز تک آونلے مین وزیر کی فوج رہی تیسرے روز روہیلون کے تعاقب مین کوچ کیا۔ مگر قتل نواب سعد اللہ خان کی حکایت محض غلط ہے اونکا انتقال تو ۵۔ شعبان ۱۱۷۸ ہجری کو سل کی بیماری سی ہوا تہا جیسا کہ فرح بخش مین مفصل مذکور ہی۔ بہرصورت مرہٹون کی فوجین تعاقب کرتی ہوئین پٹہانون کے قیام گاہ کے تین کوس قریب جا پہنچین یہان اونہون نے مقام کیا اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چلکیا مین ڈالا۔ اور پٹہانون کے اسطرف کے تمام راستے بند کر دیے گئے تاکہ بہوک پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر قبضے مین آجائین۔ مگر پٹہانون کی پس پشت پہاڑ کی جانب سے اونکو رسد پہونچنے کا عمدہ ذریعہ میسر تہا۔ عماد السعادت مین لکہا ہی کہ پٹہانون کے پاس پہاڑ سی جو رسد آتی تہی۔ وہ اونکی جماعت کثیر کو کافی نہ تہی۔ اسلیئے گوشت کہا کر بسر کرتے تھے۔ وزیر کے لشکر کے غریب آدمی یہان سی گوشت لیجاتے۔ اور سیر بہر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت کرنے کی یہ ترکیب تہی کہ دور سی پٹہانون کو گای کا گوشت دکہایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے بیچنے والا قیمت لیکر ہٹ جاتا۔ خریدار پہنچکر گوشت اوٹہا لیتا۔ اور پٹہانون کے لشکر مین رسد کی اتنی کمی تہی کہ رفتہ رفتہ ایک گاے اور بہینس ایک ایک پیسی کو وزیر کے لشکریون کے ہاتھ فروخت کرنے لگے۔ یہ بیان غلط ہونے مین اتنا واضح ہی کہ اس کی تردید کی بھی ضرورت نہین جنگل بہت گہنا تہا۔ اور راستہ نہایت ناہموار تہا اس وجہ سی وزیر کا بڑا توپخانہ بہت دیر مین پہنچا۔ ہر روز وزیر خود تو پیچہے رہتے اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تہے اور شام کو واپس آتے تھے۔ وزیر کا توپخانہ تہوڑی دیر بعد آتا تہا۔ ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی۔ ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہو کر اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لائے۔ وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ احمد خان کے توپخانے کے اوپر سی گذر کر پیچہے میدان مین

جاکر گرتا تہا۔ اس کوس بہر کے میدان مین اولے کیطرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھی۔ اور رات ہونے نہین پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنی لشکر کے قریب کھچوا لیجاتے تھے۔ دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچھ بھی ضرر نہوا۔ پہاڑ سے ایک نالہ جاری تہا۔ اور بھی وزیر کی تدبیرین خارج تہا۔ روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائی تھی اور اس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہنچایا تہا۔ ملہار راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اونکی کارندے کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تہا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنی ہمقوم افغانون کی مدد کو آتا ہے۔ اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہی کہ مین آتا ہون۔ سب کی سب دریاے سندھ کی کناری مجمع ہوکر میرے منتظر رہین۔ خط مین یہ بھی لکھا تہا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہوکر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں لیکر بیہودہ جنگ کرنے گئے۔ آداب بجا لاکر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تہا وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تہا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تہی۔ لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ صحیح ہے۔ مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔ تمکو یہ لازم نہین ہی کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کرلو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان جسکا اس قاصدی پر بہیجا جائے۔

## راجہ اندرگر گوشائین کے ہاتہون کا نواب احمد خان پر حملہ اندرگر کا شکست پانا وزیر کا اندرگر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہوکر میدان جنگ سے کاشی پور کیطرف بہاگ جانا۔ مرہٹون کا اون کا تعاقب کرکے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنی معتمدون سے بہت مخفی رکہا۔ دوسرے روز اونہون نے ملہار راو اور آپا

سیندھیا اور گنگا دہر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا۔ اور کہا دو مہینے تو گذر گئے۔ مگر ہنوز روز اول ہے۔ ہم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں نہ خارستان اور قلعہ خندق کی راجہ اندرگر گوسائین نے کہا کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے۔ نہ وہ قلعہ میں ہے نہ خندق میں فقط پانی سدراہ ہے۔ دو گوشوں میں مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہے مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب کی سمت نواب احمد خان ہے۔ اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو آسانی سے فتح حاصل کر سکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمھیں اتنی تکلیف کیوں نہیں کرتے ہو۔ اندرگر نے کہا کہ کل میں نواب احمد خان کے مورچے پر حملہ کرونگا۔ اور بے مدد اوسپر قبضہ کر لونگا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاؤنگا۔ سرداران مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے۔ سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندرگر تم پر حملہ کرے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ یا تو مارا جائے گا یا شکست کھائے گا۔ جب رات ختم ہوئی۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندرگر پندرہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت لے کے سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہو کر وزیر کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندرگر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر بچہ کو حکم ہو کہ اول وہ داؤن کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچے پر کریں۔ تاکہ کل پٹھان اوسطرف متوجہ ہوں اور نجیب خان کی مدد کو جائیں۔ احمد خان کی جانب خالی چھوڑیں۔ اور کوئی پٹھان اوس کا معاون نرہے۔ اوسوقت میں اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکی حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندرگر نے بڑھکر نشیب میں مقام کیا۔ اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ مغلوں نے حتی المقدور بڑی جوانمردی کی۔ مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ نجیب خان نے بخشی سردار خان اور دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر آئیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے۔ سوار ہو کر نواب احمد خان کے پاس پہنچے۔ مگر قبل اونکے پہنچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے مورچے کو جاتا تھا۔ حافظ رحمت خان نے نواب سے کہ کہا آج خاص حملہ نجیب خان کے

توپخانے کیطرف ہے ۔ نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان بر فقط دہوکے کا حملہ ہے
اصل حملہ مجہپر قوم اتیت کے ہاتھ سے ہوگا ۔ اسلیئے تم اپنے مورچے کو جاؤ ۔ اور اپنی سرداروں
کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہین ۔ ڈیڑھ گہنٹہ دن رہے اتیتونکی فوج میدان مین آئی ۔ پٹھان
سرداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی ۔ نواب احمد خان نے اونسے
کہا کہ فاتحہ خیر پڑہکر جنگ کا ارادہ کرو ۔ افغانوں نے دونوں ہاتھ آسمان کیطرف
اوٹہائے ۔ اور فاتحہ خیر پڑہکر دشمن کی طرف چلے ۔ دونوں جانب سے شمشیر ہائے و بندوق
سر ہوئے اور ایک گہنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی ۔ آخرالامر پٹھان بڑہکر دشمن
پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی ۔ افغانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اتیتوں نے ہار کر
ہٹنا شروع کیا اسوقت اندر گر کا چیلہ اتیتونپر حکمران تہا ۔ جب اوسنے دیکھا کہ ناگون اور اتیتون
نے منہ پھیر لیا تو وہ گہوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا ۔ اور اپنے خاص خاص ہمراہیونسے
کہا کہ تلوار لیکر حملہ کرو اونہوں نے اوسکی حکم کی تعمیل کی ۔ اور خوب جان بازی سے لڑے ۔
اون مین سے بہت سے مارے گئے ۔ اور باقی منتشر ہوگئے ۔ تب خود اتیتوں کا سردار شمشیر بدست
سامنے آیا ۔ اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوسکی مقابل ہوا ۔ تہوڑی دیر لڑکر پٹھان نے اوسکو
مار لیا اور اوس کا سر تن سے جدا کر لیا جب اتیتوں نے دیکھا کہ اون کا سردار قتل ہوا بھاگ کہڑے
ہوئے ۔ راجہ اندرگر یہ برگشتگی طالع دیکہکر میدان جنگ سے پہرا ۔ پٹھانوں نے وزیر کی لشکر
تک اوس کا تعاقب کیا ۔ اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے ۔ بعد غروب اسقدر
تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکر سکتا تہا ۔ نواب احمد خان نے فوراً قاصد
روانہ کیا ۔ اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آجین پٹھانوں نے وزیر کی توپوں کی گاڑیوں
آگ لگادی ۔ اور کمع مال غنیمت اپنی لشکر مین واپس آئے ۔ جب وزیر نے اندرگر کی شکست
کی خبر سنی نہایت افسردہ خاطر ہوئے ۔ اور اپنی خیمہ سے نکل کر ہاتھی پر سوار ہوئے ۔ اور کاشی پور
کیطرف بہاگے جب ملہار راو اور آپا سیندہیا کو وزیر کی گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر
اونکا تعاقب کیا ۔ اور کاشی پور پہنچکر اونکی سد راہ ہوئے ۔ اور وزیر کی پاس پہنچکر بولے کہ شکست
تو اندرگر کو ہوئی آپکی اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوس نے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی غرض
ملہار راو اور آپا سیندہیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اونکے مرتبے کے تہی
باز رکہا ۔ اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہ مین قیام پذیر ہوئے ۔ روزمرہ کی حملے توپوں کے

ختم ہوگئے۔ کیونکہ اونکی گاڑیان اور مصالحہ پٹھانون نے جلا دیا تھا۔ ان جوانمردون کے باعث پٹھانون کا گیا ہوا رعب لوگون کے دلونمین بیٹھا جاتا تھا۔ مرہٹون کے دل ایسی محاصرے سے اوکتا گئے تھے کہ اونکو لڑائی تو زیادہ کرنی پڑتی تھی۔ اور غنیمت کچھہ ہاتھہ نہ آتی تھی۔ اسکی علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب وہوا کی خرابی نے دونون فریقون کی صحت مین نقصان پیدا کرنا شروع کردیا۔

## ابوالمنصور خان صفدرجنگ اور پٹھانون مین علی قلی خان کے توسط سے عہد وپیمان کی تجویز اور اوس مین ناکامیابی

وزیر کو اس ہم مشکلات سے درنات تردد رہتا تھا۔ اسوقت علی قلی خان عباسی جو شاہان ایران کی اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا۔ یہ شقہ خاص بادشاہ کا دستخطی تھا جس مین یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہیے۔ شقہ وزیر کے حوالے کرکے علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اوس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی۔ پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ واتحاد ہے۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کیطرف مائل کرون وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا لکھا کہ مجھے تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہے۔ بوصول اس خط کے نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ کو طلب کیا۔ اور خط کا مضمون کہا۔ سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہے۔ لہذا ملاقات مناسب ہے۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہے۔ جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا وزیر نے قسمیں سے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ متصور ہو۔ علی قلیخان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمہاری توہین مین بادشاہ کی اہانت ہے۔ جب علی قلی خان نواب کے توپخانے کے قریب پہنچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔ جب محمود خان دہان پہنچا۔ دونون باہم بغلگیر ہوے۔ اور ایک ہاتھی پر سوار ہوکر احمد خان کے خیمے کیطرف روانہ ہوئے۔ نواب اوٹھکر لب فرش تک استقبال کو آیا۔ اور اوس سے بغلگیر ہوا۔

ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے مسند تک گئے۔ بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے میں پہنچایا جو خاص اوسی کے آرام کے واسطے استادہ تہا اور کہانا ہر قسم کا تیار کرا کے بہیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شقے کو سر پر رکہا تعظیم کی خاطر اپنی جگہہ سے اوٹھ کر کہڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہ کر کے آداب بجا لایا بعد ازان شقہ کہولکر پڑہا اوس کا مضمون بجز خاص خاص محرمون کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ شرائط صلح شروع ہونے سے تہوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا۔ کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑہکر پوچہا آخر اس کی بادشاہ کا منشا کیا ہے۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بہیجدو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین کوتاہی کی۔ مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجہکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سعد اللہ خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بہیجدیا۔ اسمین وزیر کی بہی آبرو بنی رہے گی۔ اور مراتب شاہی بہی ملحوظ رہین گے احمد خان نے جواب دیا کہ اس امر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچہہ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا۔ اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون طلب کر کے امر مذکور مین صلاح پوچہی ملا سردار خان جو اون سب مین عمر مین زیادہ تہا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے نواب احمد خان نے پوچہا تمہاری اس سے کیا غرض ہے۔ ملا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچہہ قوت اور اختیار رکہتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو تکمیل شرائط مین مجبور کرے اور در صورت فسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے۔ اس کا مطلب تہا کہ صلح نامہ تمہارا اور کپتان سید ہیلے کے توسط سے ہونا چاہئے۔ مگر کسی حال مین مجہہ یہ منظور نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جاے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ جاہے جاتیں یا نہ جاتیں۔ کیونکہ اون مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا مین تمہاری صلاح کو دل سے پسند کرتا ہون اور اوسپر عمل کرونگا۔ بعد ازان نواب احمد خان اپنی لشکرگاہ مین واپس آیا۔ اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا کہ گو مجہے خود تیرا اعتماد کامل ہے مگر وہ ہیلے سردار سرہون کی وساطت کے بغیر میرے بیٹے کے بہیجنے مین راضی نہین ہوتی ہین

یہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا کہ واللہ روہیلہ سردار نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہین
یہی میری خواہش تھی جو اونہون نے صلاح دی میری مراد صلح سے بھی وہ حاصل ہے
کیونکہ میری غرض صرف تمکو صلح کیطرف راغب کرنیکی تھی - نواب احمد خان نے جواب دیا
تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر
اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا - اور کہا کہ احمد خان کو صلح
پر شوق راضی کرلیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راو اور آپا سیندھیا کے ہونا چاہیے -
لہذا کہا کہ ملہار راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے بھیجا جاوے - وزیر نے
ملہار راو آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر
کرو جب وہ یہان آویگا ہم کوئی تصفیہ کرینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہ کہا
کہ ایسی کوئی بات نہونے پاوے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے - وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہے - تب ملہار راو نے اپنے
بیٹے کھانڈے راو کو نواب کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا - اب کھانڈے راو مع ہمراہیون کے
نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہنچا - اُن کے آنے کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی اوس نے
اوسوقت محمود خان کو طلب کیا - اور کچھ اوس کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھ کیا
اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان کو بھیجا - جب کھانڈے راو نے انکو آتے
دیکھا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا - اور بغلگیر ہوا - بعد ازان جب پھر سوار ہوگئے کھانڈے راو نے
اپنا ہاتھی محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکھا - اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکرگاہ مین جا پہنچے
ملہار راو اور آپا سیندھیا اور تانتیا گنگادھر اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے - جب وہ
سامنے پہنچے اوتر پڑے - اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر ہوئے بعد ازان
ملہار راو نے اونکو خیمے مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار گرد بیٹھے تب دکن کے
تحائف بیش بہا کی کشتیان پیش کیا تو محمود خان نے قبول کین باقی گھوڑا و ہاتھی وغیرہ اوس نے
واپس کردیے بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے - اور کہا سردار ذی مرتبہ
صاحبزادہ کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے
کا حکم ہوا - سردارن مرہٹہ اونکی ہمراہ واپس آئے - جب مناسب فاصلے پر پہنچے

صف باندھ کر کھڑے ہوتے اونکی آنے کی خبر سنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان لشکر سے نکلے ۔ اونکو آتے دیکھ کر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنی ہاتھی سے اوتر پڑا اور اونسے بغلگیر ہوا ۔ تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے ۔ جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور حافظ رحمت خان ٹھیر گئے ۔ ملہار راو اور آپا سیندھیا نے سبب پوچھا ۔ تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے اجازت لیجئے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون ۔ وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسماعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تا کہ نواب کے آدمیون کو روک تھو ۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے مین لے گئے ۔ یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے ۔ اس سرا پردے مین تین صحن تھے ۔ محمود خان اول صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اوترکر پالکی مین سوار ہوا ۔ دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوترکر پالکی مین سوار ہوتے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنی ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہنچ گئے اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھیرا تب ملہار راو اور آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا اور اوسکے ساتھ چلے محمود خان لب فرش پہنچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکھتے اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹھنے کو کہا محمود خان نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر نذر گذرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی ۔ مگر محمود خان نے اصرار کیا تب اونھون نے تبسم کرکے نذر قبول کی ۔ ان کے بعد محمود خان بیٹھا وزیر نے اوس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے اودھر اودھر کی باتونکے بعد وزیر نے کہا پٹھان بھاگنا نہین کرتے مین تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے ۔ محمود خان نے جواب دیا اسکی وجہ یہ ہی کہ میرا باپ وہ غلط ہے ۔ وزیر نے پوچھا اس کے کیا معنی محمود خان نے کہا کہ میرے والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف جاتا بہادری سے میدان مین آتا ہے ۔ اور جب نسل مادری کی طرف رجوع کرتا ہے بھاگ کھڑا ہوتا ہے ۔ اس جواب سے وزیر خاموش ہوگئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے ۔ اسکے بعد

وزیر نے ملہار راو اور آپا سیندہیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ابھی کچھ کہانا منظور نہیں ہے
آپ براہ عنایت بابا محمود خان سی رخصت ہو جئی یہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوے
وزیر عقب محمود خان و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئی۔ اور خاصہ طلب کیا
لقا۔ اسد خان نے مہمانون کے واسطے کہانا بہیجا۔ جب کہانے سے فارغ ہوئی وزیر نے
اسمٰعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچے کے داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو۔ جب
خیمے کہڑے ہو چکے محمود خان و حافظ رحمت خان وزیر سی رخصت ہوئی۔ جب ایک گہنٹہ رات
گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گہیر لیا۔ جب
محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکہا ہر ایک نے فرداً فرداً جاکر اپنی
مالکون سی اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کا ارادہ ہو رہا ہی
لہذا نہایت سرد دم ہو کر اپنے سردارون کو خبر دی کہانڈیراو یہ خبر سنتے ہی ملا اطلاع اپنے
والد کے وزیر کے لشکر کو گیا و ہان اوسنے دیکہا کہ ایکہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے
گرد ہین فوراً اوسنے اپنی فوجکو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کر کے اونکو منتشر کر دو یہ حکم سنکر
مغل بہاگ کہڑے ہوئے۔ سراچے مین پہونچکر کہانڈیراو نے دیکہا کہ محمود خان
و حافظ رحمت خان مسلح بہ ارادہ مقابلہ کہڑے ہین۔ کہانڈیراو کو دیکہکر محمود خان نے
مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تہا کہ مین کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاون خدا نے
میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کر دو تاکہ وزیر کو اون کے فریب کا مزہ
چکہا دون کہانڈیراو نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنی بہروسے پر رہجاینگے تو وہ آپ
اپنے کئے کی سزا پاینگے۔ اب تم کو لازم ہی کہ فوراً یہان سی نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹے
کے لشکر کو بائین جانب چہوڑکر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ پہاڑون کے قریب
قریب پہنچ گئے کہانڈیراو نے آکر اپنی باپ سے مفصل حال کہا کہانڈیراو کے
واپس آنے کے بعد ملہار راو اور آپا سیندہیا وزیر کے پاس گئی اور کہا جب تمکو دغا منظور ہی
تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تہی اور کسی قدر سخت کلامی سی گفتگو کی وزیر نے
ترشی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہی کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت
کرتے ہو۔ جو اصل حال ہی وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہی دریافت
کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اوس سی کہا کہ

انکی کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی
ہے مبادا وہ اونکو کچھ ضرر پہنچائین اسلئے مینے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ
مہمانون کے خیمون کے گرد کردیا تہا ۔

## وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش اور اوس کا کھل جانا

جب صلحنامے کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی ۔ تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا
رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذی علم اور عقیل تہا یہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا
تہا اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اسکی صلاح کی بڑی قدر کرتے تہے ۔ ایک روز وزیر نے اوس سے
کہا کہ مینے افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست
آتا ہے کہ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے
جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہوسکون سید نے جواب دیا کہ اس ہیچ اندیش کے ذہن مین
ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے ونیز اس خیال سے کہ شاید غلامان
حضور کے پسند خاطر نہ آئے معرض عرض مین نہ لایا ۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے
زیادہ مجھکو تمپر اعتبار ہے ۔ جو کچھ خیال تمہارے دلمین ہو بلا تکلف بے خطر بیان کرو تب
سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے ۔ یا کل قوم
افغانان کا قلع و قمع ملحوظ خاطر ہے ۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میر احمد خان ہے ۔ مگر چونکہ دوسرے
بھی اوسکے شریک ہین اسلئے مجھے تمام اقوام افغانان کا استیصال کرنا پڑا تب اوسنے
پوچھا اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے
کیا تجویز ہوگا ۔ اونہون نے کہا اونکی مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھ سلوک کیا جائیگا
جو ذی رتبہ ہین اون کو رتبہ و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جائینگے تب سید نے
عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام
ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے ۔ اور یہ پروانے مجھے عنایت ہون
اور ساتھ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید

منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانے تیار کر
اور جب سب تیار ہو چکین سید موصوف کے حوالے کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم بہ حضور
ہو کر منشی کے پاس آئے جب یہ پروانے تیار ہو چکے وزیر کی خدمت مین بغرض منظوری پیش
ہوئے۔ اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمے مین محبوب عالم کے حوالے کئے گئے۔
ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت مین تہا۔ اس کا مکان
شہر گوالیار کے باہر غوث پورہ مین تہا۔ اس کے دادا ممدوح ابوالحسن ولی حضرت محمد غوث
گوالیاری کے ہمشیرہ زادے اور داماد تھے۔ اس حسام الدین کے ایک چچا کا بیٹا میر
میر معز الدین نامی ولد شاہ خطیر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر احاسوفت وزیر کے لشکر
مین حاضر تہا۔ میر قدرت علی اوسپر بہت اعتماد رکہتا تہا۔ اور اوسکی بڑی عزت کرتا تہا۔
سبب اس کا یہ تہا کہ میر قدرت علی شیخ حسن دانشمند داہی پوری کی اولاد سے تہا اور یہ شیخ
حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تہا جو محمد غوث گوالیاری کے نام سے مشہور تھے۔ اتفاقاً میر
معز الدین قدرت علی کے خیمے مین آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط
دوستی پیدا ہوگئی۔ بین گفتگو مین محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچازا
بہائی ہے۔ اور نہایت دوست بھی ہے۔ محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو
لکھ بہیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری ناحق اختیار کی ہے۔ وہ تہوڑے سے ہی عرصے مین یا تو قتل
ہو جائیگا یا گرفتار ہوگا۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہان سے یہان چلے آؤ۔ اور کل اسباب
اپنا وہین چہوڑ دو یہان تمہارا مورہیگا۔ جسوقت تم یہان پہنچوگے اوس وقت وزیر سے ملاقات
ہو جاے گی۔ اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا۔ میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھ کر
محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا نو مسلم سرا
کے تہے اون سب کے نام چٹھیان لکھین اونکا مضمون یہ تہا کہ مین وزیر سے تمہاری سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین
مضبوطی کے واسطے شقہ وزیر کا مہری لکھوالیا ہے۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ فوراً وہان سے چلے آؤ۔
سب پروانے اور اپنے خطوط اکٹہا رکہکر فدیہ کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بہائی خان
کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے۔ صاحبداد خان خٹک و محبوب عالم دونون شمشیر خان
چیلے کے پاس نوکر تھے۔ اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہوگئی تھی۔ گویا

ایک جان دہ غالب تہی اور اس بھروسی پر محبوب عالم نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی خان
خدمتگار صاحبزادہ خان کے خیمے پر پہونچا۔ اور کل خطوط و پروانجات اوس کے حوالے
کئے۔ اور وہان سے حسام الدین کے خیمے کیطرف چلا اور پہونچکر معزالدین کا خط حسام الدین
کو دیا اور جواب مانگا۔ حسام الدین نے لیکر اوس خط کو پڑہا۔ اور حسب ذیل جواب دیا۔ آپ
یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوفزدہ ہون یہ تصور
آپ اپنے دلسے دور رکہئے۔ نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکہہ جوان ہین۔ اور یہ سب
کے سب بڑے بہادر کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین۔ بلکہ جان سے ہاتھ
دہوئے بیٹھے ہین۔ اور اسپر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین۔ یا میدان مین مرین
آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہے ؎

ہرکہ دست خویشتن از جان بشست ٭ خود بماند و دشمن خود را کشت
جز رہ می یا بید نجات از دست تو ٭ زندہا او را نماید حملہ لیست

و یا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر تہوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو
اسیر یا قتل کرینگے۔ اب مین آپسے یہ پوچہتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھون سے خوف مین ہوتے
اور مین تمکو لکہتا کہ تم وزیر کو چہوڑکر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اس بات کو
قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچاکر آبرو خاک مین ملا دیتے۔ مین سمجہتا
ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چہوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نمی پسندی بر دیگرے مپسند ٭
مجھے آپ معاف رکہئے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کرسکتا ہون یہ جواب بھائی خان
کے حوالے ہوا۔ اور وہ لیکر صاحبزادہ خان کے خیمے مین آیا اور اوس نے بھی جواب خط کا
دیا۔ اور تحریر کیا کہ مینے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کردئے۔ جو کچہہ اوس کا نتیجہ ہوگا
اوس سے بعد ازان اطلاع دیجائے گی مین قاصد کو نہین رکہہ سکتا ہون کہ اس مین خود
آفت مین پڑجاؤنگا۔ لہذا قاصد کو واپس بہیجتا ہون قاصد یہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر
کی طرف واپس روانہ ہوا۔ روہیلہ چور اور لوٹیرے جو نواب سعد اللہ خان اور نواب احمد خان
کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے۔ وزدی و رہزنی مین طاق تھے۔ اب اونہون نے یہ اختیار
کیا تھا کہ توپخانے کی راہین دجاب پوشیدہ رہتی تھی۔ جب رات ہوتی وزیر کے لشکر
مین جاتے۔ اور گہوڑا اور اونٹ اور سامان جو کچہہ ملتا لوٹ لاتے سارا اوس کو

بجکر پھر اپنے مقام مشہود مین مخفی جا بیٹھتے تھے۔ اتفاقاً یہ قاصد اونکے قریب سے ہوکر گذرا اور اونہون نے اوسکو گرفتار کرلیا۔ اور نواب احمد خان کے روبرو لائے۔ نواب نے قاصد کو سامنے بلاکر پوچھا تم کسغرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان کے خوف سے کل حال بیان کردیا اور دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالے کئے جب نواب احمد خان نے اون خطونکو دیکھا اوس نے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے۔ اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ معز الدین کون شخص ہے جس سے تم خط کتابت رکھتے ہو۔ اوس نے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوس نے کیا لکھا تھا۔ حسام الدین نے جواب دیا جو کچھہ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے۔ اوسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے۔ رستم خان بنگش و حاجی سرفراز خان و مستجاب خان اوسوقت حاضر تھے۔ اونکی طرف متوجہ ہوکر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے۔ اسنے حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب انجان نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سنایا۔ اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف پھر کر کہا کہ جو کچھہ تمسے مجھے امید تھی وہی تمنے کیا انشاء اللہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ مین تمہین اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندی خان و فتح خان و سید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے لیکر پلی بہت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی بیجان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوس کو فوراً قتل کرڈالو اور اوس کا اسباب ضبط کرلو۔ اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوے اور احمد خان نے حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی۔

## تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

فرح بخش مین لکھاہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکتا تھا۔ بلکہ محاصرین دقت مین آگئے تھے۔ کیونکہ نہ اونکو چارہ مل سکتا تھا۔ اور نہ غلہ آسانی سے میسر آتا تھا۔ نمک تمباکو۔ اور چراغ کا تیل کبریت احمر کے حکم مین تھا۔ روہیلے کہیاڑی آدمی تھے۔ اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑ و بنجر جاکے غلہ لاتے اور آرام سے کہاتے

بلکہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختونکی آڑ پکڑ کر مخالف پر باڑھ بھی مارجاتی تھے صفدرجنگ نے تبرداروں اور بیلداروں کو حکم دیا کہ جنگل کے درخت کاٹ کر گرپڑے تو اور راستہ بند ہونے لگا - اور پہلے سے زیادہ روہیلوں کو آڑ ہوگئی اور اونکو لئے تیاری مورچہ تیار ہونے لگا - محاصرے کی مدت کو تین ماہ کا طول ہوگیا - صفدرجنگ بھی طول محاصرہ اور مرہٹونکی دراز دستی سے ملول ہوگئے - اور اسی زمانے میں کہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری تھے احمدشاہ درانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پوری قابض ہوگئے - مغرب کے بعض راجون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو لکھا کہ احمدشاہ درانی قوم افاغنہ کی مدد کو آتے ہین اونہون نے دریاے سندھ کو عبور کیا ہی - اور برسم یلغار بڑھتے آتے ہین - اس خبر نے مرہٹون کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب مشورت کے واسطے مجتمع ہوے اور متفق الراي ہوکر وزیر کے پاس گئے اور اونکو ملامت کرکے کہا کہ تمنے احمدشاہ درانی کی آمد ہم سے ذکر نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور اونہون نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہوچکا ہی کہ ہماری اور تمہاری سپاہ نے مہم کی صعوبت دیکھہ کر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہوگئی ہے - سوا اسکے پہاڑ کے پانی نے اونمین ایسا اثر پیدا کر دیا ہی کہ وہ اکثر مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہین - چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہی اس سبب سے اون مین بڑا خوف پھیل رہا ہے - اب جو وہ احمدشاہ درانی کی آمد سنین گے اور بھی پریشان ہونگے - اور بھاگنا شروع کردینگے - اب وزیر کا کام یہ ہی کہ اس امر کا انصاف کرین - ہمارا کام نقصان لینا ہی وزیر دریاے حیرت مین ڈوب گئے - کیونکہ وہ ایسے خطرناک موقع پر حملہ کرنے سے معذور تھے - اسواسطے صلح کیطرف مائل ہوے - اور بڑی غور و تامل کے بعد اونہون نے کہا کہ مینے اس کا تصفیہ تمہاری راے پر چھوڑا جو تمہاری راے مین آئے سو کرو مرہٹون نے کہا کہ اب تم او رہیلان مین صلح کرنا چاہیے اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر مین بھیجنا چاہیے کہ وہ جاکر کہے کہ وزیر بتفصیل حکم بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوئے ہین تمکو بھی لازم ہی کہ صلح کرلو احمدخان کو کل ملک موروثی اوس کا دیا جاتا ہی اس شرط سے کہ اس کی عوض وہ تیس لاکھہ روپیہ بطور نذرانے کے داخل کرے - اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے یہ شرایط وزیر نے منظور کین - اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھہ ہو ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنے دیوان تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا - اور دونوں ایلچی روانہ ہوے وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہ کہدیا کہ تم احمدخان کے

جو کاٹ نہیں گراے جب بڑے بڑے درخت

موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرائط علی قلی خان پیش کرے تم ملہار راؤ کو منظور کر لینی کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہی - اور ہم تمہاری بہر حال بہی خواہ ہین اور اپنی بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر وزیر کے لشکر مین بھیجدو یہ دونون بہائی انکے لشکر مین پہونچے علی قلی خان نے کہا کہ ہم دونون ایک ساتھ ملاقات کرین - مگر گنگا دہر نے کہا کہ تم آج ملاقات کر لو مین کل جاؤنگا - علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا اور ادہر کی باتون کے بعد معاملے کی گفتگو شروع ہوئی - علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹون کا وکیل گنگا دہر کل حاضر ہوگا تانتیا دوسرے روز نواب احمد خان کے پاس گیا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے تمام سردارونکی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی معرفت سے طے کرنا چاہیے اسپر احمد خان راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا - راؤ نے کہا کہ ہم ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو ضامن رکہنے کے واسطے اپنا نصف ملک تا ادای نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہین - اور شرائط مجوزہ سرداران مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کر دیا یہ خط تانتیا کے حوالہ کیا ایک نقل ہی کہ شرائط نامے کے دو نسخے کئے گئے تہین جنکو احمد خان اور مرہٹون نے باہم تبدیل کر لیا - معافی نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے نام سے تہی اور اقرار یہ تہا کہ جب تک خاندان بنگش کا ایک غلام تک بہی باقی رہیگا ان سب محال مین مرہٹون کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی اور محمود خان اور حافظ رحمت خان مرہٹونکی لشکر کو روانہ ہوئے اور جب انکی لشکر کے قریب پہنچے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا سوار ہوکر تہوڑی دور گئے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کو وزیر سے ملاقات کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہوگئی - یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ کے مطابق ہی - پسر عالم شاہی کے مؤلف کا یہ کہنا کہ مرہٹے معاملے کا یکسو ہونا نہین چاہتے تہے تاکہ ان ملکون مین لوٹ مار اور مداخلت حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہی درست نہین معلوم ہوتا - اور فرح بخش مین لکہا ہی کہ جب صفدر جنگ نے صلح کرنے کے لئے افغانون کے پاس وکیل بہیجے تو حافظ رحمت خان سید احمد عرف شاہ جی میان والد سید معصوم کو جو بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش ارسطو کے فرزند اور بہادر و مردانگی مین یگانہ اور افاغنہ کے پیرزادے تہے اور حضرت سید علی بابا کی اولاد مین تہے جو سادات عرب مین سے ہین - اور بریلی کے نو محلے والے سیدون کے مورث اعلے ہین صفدر جنگ کے پاس بہیجا اور اس بات پر صلح ہوگئی - کہ احمد خان بچاس لاکہ روپیہ بابت خرچہ جنگ دے - چنانچہ احمد خان نے اوسکی ادای کے واسطے ایک

تمسک لکھدیا صفدر جنگ نے وہ تمسک عوض ادس روپئے کے مرہٹونکے حوالہ کردیا جو اونکو اس فوجکشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹھیرا تھا اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ ملہار راؤ خود نواب احمد خان کے پاس گیا تھا اوسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے خیمے مین بیٹھا جاتا ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ - احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح دسلودہ طفلانہ ہی مجھے پسند نہین - کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دو ہی دشمن ہین ایک پٹھان دوسرے مرہٹے جب کہ مین وہان جاؤنگا اور وزیر نے مجھکو مروا ڈالا تو تم کہا خدے راوسی دست بردار ہو جانا انتہا یہ ہی کہ میرے تمھارے دو قطرہ منی ضایع ہو جاینگے مین اور تم دونون تو زندہ رہینگے ملہار راؤ نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کو احمد خان کے خیمے مین بٹھا کر محمود خان کو وزیر کی پاس پہنچادیا میرے نزدیک اس واقعہ کے متعلق آروِن صاحب کا بیان زیادہ قابل لحاظ ہے اسلیے کہ اونہون نے حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرۂ الہ آباد و جنگ روہیلکھنڈ و محاصرۂ کماؤن کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تھا اور اوس نے حالات بہت مفصل اور عجیب اور چشم دید لکھے ہین - سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہی کہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے محالات بطور مالگذاری کے اونکی اولاد کو دے گئے - اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہی کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون کی جانب سے پچاس لاکھ روپئے صفدر جنگ کے ادا کیے جائین - اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کے بے قیل و قال داخل کرتے رہین - اس عہدنامے پر حافظ رحمت خان مع دوسرے رئیسون کے دستخط کیے اور عہدنامہ مکمل ہوکر مرہٹون کے سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام فوجکشی اتنے روپیون کے دینے کا اونسے وعدہ کیا تھا مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ بہنگام ضرورت پھر مدد دینا پڑے گی - مگر وہ اس بارہ ایسے کندراے ہوتے معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکھنڈ کی جانب منہ نہ کرین عہدنامہ چلکے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان سے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ حافظ رحمت خان اور اونکی جانشین کبھی کسی وقت مین پرگنہ بجنور و اجبنا پر قبضہ نہ کرنے پائین اس عہدنامے پر دستخط ہو لینے کے بعد حافظ رحمت خان اور محمود خان پٹھانونکے مورچونکو واپس آئے اور صفدر جنگ کا مہری عہدنامہ لوگون کو دکھایا - دوسرے روز حافظ صاحب صفدر جنگ کے پاس گئے - اور اونسے کہا کہ اب یہان سے

لوٹ آیا تو کھانڈے راؤ تمہاری پاس پہونچ جایگا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کردیا یا مار ڈالا

کوچ کرنا چاہیے اونہون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح کو یہان سے روانہ ہونگے اور تم کو
اپنے ساتھہ شاہجہانپور تک لیجاینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سے کہدو کہ وہ ہمارے
لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب روہیلون کو مطمئن کر کے
دوسرے دن صبح کو چارسو جوانونکے ساتھہ صفدر جنگ کے لشکر مین آگئے - اوسی دن صفدر
جنگ کا کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے کنارے پر پہونچے اور
یہان اونہون نے ملہار راؤ اور آپا سیندہیا کو قنوج جانیکا حکم دیا - خود محمود خان اور حافظ
رحمت خان کو لیے ہوے لکہنو کی طرف روانہ ہوے انسے صفدر جنگ نے کہا کہ جب معاملے
کی تکمیل ہوجاے گی مین تمکو رخصت کرونگا بموجب حکم کے مرہٹے دریاے گنگا کو عبور کر کے
قنوج مین مقیم ہوے - لیکن گنگا دہر مع دس ہزار سوار کی محمود خان کے ساتھہ رہا - وزیر کی روانگی کے
دو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل کر اوس مقام پر خیمہ زن ہوے
جہان وزیر کی فوج قایم تہی اور منزل بمنزل کوچ کر کے آنولے مین پہنچے - احمد خان چند روز یہان
مقام کر کے فرخ آباد کو چلا گیا - صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون
وقت انکو دعوت بہیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بہی شریک طعام کرتے اور کہتے تہے کہ مین نے
افغانستانیون مین ایسا لایق آدمی کبہی نہین دیکہا - جب شاہجہانپور پہونچے تو صفدر جنگ سے
حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا ابہی ٹہیرو - اور شاہجہانپور سے آگے کو روانہ ہوے -
او ماوینر صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے مین اونکو برادر کی لفظ کے ساتھہ
مخاطب کرتے - اور بعد اس کے جب کبہی حافظ صاحب کو خط بہیجتے اوس مین یہی لفظ لکہتے تو ہانپور
مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب اور محمود خان کو رخصت کیا محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت
کیا بعد ازان اوس کے والد کا ملک بحال کر دیا - اور اوس کو قایم جنگ کا خطاب بہی دیا اور
حافظ رحمت خان کو بہی خلعت دیا جس کے ساتھہ مین مالای مروارید اور جیغہ اور سرپیچ
مرصع اور شمشیر اور سپر اور گہوڑا مع ساز نقرئی کے ساتھہ اور فیل سامان نقرئی اور زربفت کی جہول کے
ساتھہ تہے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے تانتیا کو سند اس بات
کی دی کہ تا ادای نذرانہ شاہی نواب احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کر لے - کیونکہ صفدر جنگ مرہٹون
کے تیس لاکہہ روپیہ کے مقروض تہے - اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکہہ روپئے کے اور یہ قرضہ بابت
اوس لشکر کشی کے تہا جو اونہون نے اس زمانے مین کی تہی بار اوس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر

پر ڈالا گیا اور اوسکی ادا کی ضمانت کے واسطے منجملہ ۳۳ محال کے ملک فرخ آباد کے سار ہے سولہ محال مرہٹون کے قبضے مین کردی گئی صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنی دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھہ حاصل نہوا۔ محمود خان لاچار رخصت ہو کر جانب فرخ آباد روانہ ہوئی۔ اور حافظ رحمت خان ہمراہ اپنے لوگ کے چلے گئے عماد السعادت مین لکھا ہی کہ پٹھانونکے ممالک کی لوٹ سی مرہٹونکے ہاتھہ دو کرور روپئے لگے تھے اور اکرور روپئے وزیر کی بابت مددہی جو طے ہوئے تھے وہ ملے اور پچاس لاکھہ روپئے وزیر نے انعام کے دئیے اور پچاس لاکھہ روپئے پٹھانونسے لئیے تھے۔

## صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھہ دغا کر کے قتل کر ڈالنا

سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ درانی کے حملے نے ہلا دیا امراے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنے صوبہ اودھہ مین تھے۔ نہایت الحاح سی متواتر تحریر کیا کہ ملہار راو ہلکا اور سیندھیا کی فوج کو ساتھہ لیکر بہت جلد شاہ جہان آباد مین آجاوین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنؤ سی قنوج آئے اور وہانسی مرہٹون کو بہت سے روپئے کے وعدی پر ہمراہ لیکر براہ اٹاوہ دہلی کیطرف روانہ ہوئے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ احمد شاہ درانی پنجاب پر پورے قابض ہو گئی۔ اور اونہون نے ایک ایلچی اس غرض سی روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سی اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین احمد شاہ درانی کی درخواست اور نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہو گئی جس کو نادر شاہ کے ہاتھون سی اوٹھایا تھا اور اتبک اوسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین دلی پہنچے تو اونہون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کالعدم پایا اونہون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی شکایت کا بہانہ ٹہیرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایا تہا۔ اور حقیقت مین ناراضی کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ اونمین سی بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئی تھے تو اون کا رعب وداب عین دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تہا جس پر احمد شاہ اور اوسکی ماں دونون نہایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ نے آزردہ ہو کر کہلا بھیجا کہ ہم نمکر کو بموجب معاہدے

لکھکے بہت سی روپیونکی وعدے برہمراہ لائے ہین اب اوس کا تقاضا ہے یکبکر
کثرت بدمعاشی سے شہر مین بھی نہ گھسی شہر کے باہر جمنا کے کناری قیام گزین ہوے
سنہ ۱۱۶۴ امیر الامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصف جاہ ۷ المحرم
ہجری کو ناصر جنگ کے مارے جانے کی وجہ سی صوبہ دکن کی خدمت و سند کا مستدعی تھا
اور امراے حضور بدون پیشکش کے منظور نہ کرتے تھے۔ اب اس وقت مین اوس نے موقع
پاکر بادشاہ و امرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیشکش دکن کی صوبہ داری سندی کو عنایت ہو۔
جسطرح سے ہوسکیگا ملہر کو راضی کرلونگا بادشاہ و امرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اور صوبہ داری
دکن کی سند لکھدی۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے
مشہور ہوا اور اس وقت اوسکی عمر سولہا سال کی تھی لیکر صفدر جنگ کے پاس آیا اور اوسکی
سپرد کرکے ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا ملہر کو ساتھ لیگیا بعد جانے
فیروز اور ملہر کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوے۔
صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سی نہایت آزردہ تھی خاصکر اپنی آزردگی کا
یہ بہانہ قایم کیا تھا کہ اس شخص نے ابدالی سی صلح کرلی اور بادشاہ سی لاہور و ملتان اوسکو دلادیا
اور منجملہ وجوہ کشیدگی کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی
ترغیب سے اپنی ماموں مان خان قوال کو ششش ہزاری[عہ] منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب
عطا کیا اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا اوسنی اس عروج کو پہونچکر
امرا کی ہمسری شروع کی وزیر الممالک اس بات سی نہایت دلتنگ ہوے۔ اور نواب بہادر
کی طرف سے دل مین بہت بغض رکھنے لگے گو ظاہر مین اوسکی خاطر کرتے تھے۔ نواب بہادر
امورات سلطنت پر بالکل مسلط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا۔ انہین
دنون عبد المجید خان مجد الدولہ دیوان خالصہ مرگیا۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اوس کا مال
و اسباب ضبط سرکار ہو جاے۔ وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہوا
معاملے مین گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اوس کا گھر ضبط ہوگیا۔ اور نفاق و غبار دونون
کے دلونمین اب بہت بڑہگیا۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری
بات نہ سنبہلی تو وہون نے وہ بری طرز اختیار کی جو دلّی کے گلی کوچون مین خشت ادبا

عہ مراۃ آفتاب نما ١٢

ہوگئی یعنی اونہون نے نواب بہادرکو قتل کر لینے کی ٹھان لی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہی
کہ صفدر جنگ نے اپنے اس ارادی کی تکمیل کے لئے اول سورج مل جاٹ کو بہادری فوج
کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے حیلے سے اپنی پاس بلایا اس غرض سے کہ اگر
کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کری تو راجہ اوس کا تدارک کری بعد اسکی
نواب بہادر کو پیام مع آزردگی کا دیکر اوس کے دل کو فی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کرلیا جب
اوس کو اسطرح غفلت مین ڈالدیا تو بتقریب تصفیہ دعوت کے لئے اوسکو اپنی گہر بلایا اور یہ
دعوت ۲۷ شوال یوم جمعرات سنہ ۱۱۶۵ ہجری[1] کو داراشکوہ کی حویلی مین جسکی بہون نامی مکان
مین ترتیب دی وزیر نے اپنی معتمدون کو اس حویلی مین احتیاطاً جا بجا متعین کردیا اور اندر اور
باہر اپنے آدمیون کو شال بند ہوا کر کہڑا کردیا۔ اور بڑی تیاری کی۔ نواب بہادر نے اس
تیاری کو اپنی نہایت خاطرداری پر حمل کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا بعض دوستون نے
منع کیا۔ اوس نے کسی کا کہا نہ مانا۔ اور بے تامل سوار ہوکر وزیر کے گہر پہنچا وزیر نے چند
قدم پیشوائی کرکے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور بتکلف کہانا کہلایا بعد فراغت طعام کے وزیر
اوس کا ہاتھ اپنی ہاتھ مین لیکر امور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گئے بعض نے
یہان تہ خانہ لکھا ہی جون ہی کہ پردہ اوٹھایا اور اندر قدم رکھا وزیر اول دو تین حرف کنائے
کے زبان پر لائے۔ اور پہر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین دخل دینے پر چند باتین سختی سے
کہہ کر ابھی نہ بیٹھے بھی نہ تھے کہ اپنے زنانہ مین رفع حاجت کے بہانے سے چلے گئے اوسوقت
علی بیگ خان اور دوسرے قتل اندر آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان[2] نے
جس کا خطاب شتاب جنگ ہی چھری سے ہلاک کیا۔ اور سر کاٹ کر دروازے کی باہر ڈالدیا۔ اوسکی
سواری کی جلو کے سوار و پیادے یہ حال دیکہہ کر بہاگ گئے۔ اور دو تین دن کے بعد اوسکی لاش
وزیر کے حکم سے متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان جہان اونکا پنجہ مبارک کا نقش ہے
دفن کردی گئی۔[3] اور فرح بخش مین لکھا ہی کہ نواب بہادر کا سر کاٹ کر دریائے جمنا مین پہینکدیا
جو ہو بلی کے تلے بہتا ہے۔ مرآت آفتاب نما مین اس واقعہ کا مادۂ تاریخ فساد عظیم لکھا ہے
اور ہم سابق ایسا ہی بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کی کوہ کماؤن مین پناہ
لینے کی تاریخ بتایا ہے۔ بہرصورت دونون ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لئے

---

[1] دیکہو مرآت آفتاب نما ۱۲۰۔ [2] دیکہو فرح بخش ۲۰۔ [3] دیکہو تاریخ مظفری ۲۰۹۔ مرآۃ آفتاب نما

فساد عظیم دونوں کی تاریخ ہو سکتا ہی۔ صفدر جنگ کے اس فعل سی بادشاہ دل مین بہت برہم ہوئے مگر بظاہر کوئی خفگی ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے لیکن جبکہ نواب قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہلا بھیجا کہ اس معاملے مین سوا کوئی مقصود نہین حکیم عبدالشافی خان بادشاہ کا یہ پیام مجھی دیا تھا کہ جاوید خان کا رفع اور قتل کرنا بہتر ہے۔ اونہون نے حکیم عبدالشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان کو معالج قرار دیا۔

## فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اوسکے بیٹے کو امیر الامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سی اوسکے گھربار کو بچانا

فیروز جنگ آخر ذی القعدہ ۱۱۶۵ ہجری مین اورنگ آباد پہنچگیا اور ۷۔ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دکن ہی مین مرگ مفاجات سی مرگیا اوسکی تابوت کو اوسکی رفقا نے دہلی مین پہونچایا اور اوس کا متروکہ نقد و جنس جو کرور روپئے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اوس کے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے کر دیا۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سی راہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حضور مین حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور اپنی حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان خانان سے زیادہ تعلق نہین رکھتا تھا اس وجہ سی صفدر جنگ کے دل مین شہاب الدین خان کیطرف سی بہت گنجایش ہوگئی تھی۔ اوراوسپر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروز جنگ کے واقعہ وفات کے بعد انتظام الدولہ نے بادشاہ سی عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کرکے اوس کا گھر ضبط کرلین بادشاہ بھی اس صلاح پر آمادہ ہوگئے۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین خان کا اتالیق جلدی سی راجہ لچھمی نراین کے پاس آیا اور بادشاہ کی ارادہ سی باغواے انتظام الدولہ واقف کیا اوسنے صلاح دی کہ شہاب الدین کے لئے یہی بہتر ہے کہ وزیر الممالک صفدر جنگ کی خدمت مین پہنچکر تمام حال اونسے عرض کرے یقین کلی ہی کہ وہ بخوبی تدارک کرینگے مین یہان سی دربار کو جاتا ہون۔ تم ادھر اوسے لیکر آؤ۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لیکر صفدر جنگ کے دربار مین گیا۔ اور لچھمی نراین بھی وہان پہونچگیا جب شہاب یہان آیا تو صفدر جنگ نے اپنی حاضری کی تعزیت نکرنے کے لئے عذر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ مین خود آپکے

پاس تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہون - کیونکہ آپکے بھائی نے قضا کی سوا اس کے کہ میر عثمان
مرگیا ہے مجھے کوئی آہ زعم نہین - آپ کو خدا سلامت رکھے آپ میرے مربی موجود ہین - نواب کی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگا کر تسلی کی اور فرمایا تم اطمینان سے
اپنی حویلی مین بیٹھے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھونگا ایک آنکھ میری تم ہو اور دوسری
شجاع الدولہ - یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کردیا اور خود سوار ہوکر بادشاہ کیخدمت مین
پہنچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور فیروز جنگ
بھی ہمیشہ مراسم غلامی بجالاتا تھا - اب شہاب الدین اوس کا بیٹا بھی اس بات کا امیدوار ہے
کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایہ رحمت مین پرورش پاکر خدمات انجام دے - پس حضور
کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اوس کو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت
کیا جاوے - بادشاہ غضبناک ہوکر کہنے لگے کہ تمکو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے منصب مین
اونہون نے سلطنت کے برے ڈھیلے کرنا چاہے تھے - ہماری خواہش ہے کہ شجاع الدولہ
کو خلعت میر بخشی گری دیا جاوے تم ہمارے خیرخواہ ہوتے ہماری رضا کے خلاف یہ بات
کیون عرض کی صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تھی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی
بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اوسکا ہاتھ
مین دیکر روانہ ہوا تھا - اور فدوی نے اوسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے مجھے یقین ہے کہ تمام تفضلات
شجاع الدولہ کے حال پر میری خاطر سے ہین اسلئے امیدوار ہون کہ میر مذکور کو بھی غلام کا فرزند
تصور کرکے خلعت میر بخشی گری عطا ہو جاوے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت
امیر الامرائی اوسکو مرحمت کیا - اور تواریخ مین یہانتک مذکور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کی مان
شہاب الدین کو گھر مین طلب کرکے اوس سے پردہ نہین کرتی تھی -

## صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب نہونا بادشاہ کا صفدر جنگ سے توپخانے کیخدمت نکال لینا - بادشاہ او صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مار ڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور دو نامبر [illegible]

حاصل کر لینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکھتے تھے - مگر جبکہ فیروز جنگ کا انتقال ہوگیا
تو وزیر کو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا - مگر انتظام الدولہ خانخانان خلف قمرالدین خان
وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تہا وہ بھی اونکی نظرون مین کھٹکتا تھا۔ صفدر
جنگ اس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی بیچ مین سے اوٹھا دینا چاہیے اور یہ کام اونہون
نے انتظام الدولہ کو غفلت مین ڈالکر انجام دینا چاہا - اور اوسکی رضاجوئی کرکے یہ پیام
دیا کہ مجھ سے تنہا سلطنت کا بار عظیم نہین اوٹھ سکیگا جب تک کوئی لائق فائق تمہاری
طرح آدمی مدد نہ کریگا - تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کرکے بے تکلف یہان آؤ اور ہماری
شریک ہوکر سلطنت کے کامون کا بوجھ اوٹھاؤ - انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب
مناسب حال کہلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بنیاد اصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر
کے مارے جانے کے بعد بادشاہ وزیرالممالک سے دل متنفر ہوگئے تھے اور اونکی توجہ انتظام الدولہ
کیطرف تھی - اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام نکالکر اوسکی سپرد کئے جائین حالانکہ
اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوکسی چھینے کا بہانہ لیکر دربار کی آمد و رفت کم کردی تھی
اس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تہا - بادشاہ ایکدن اپنے جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ
غسلخانے اور دیوانخانے کی خدمت دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیرالممالک کے
لیئے دیوان کل اور منصب وزارت کم نہین یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اونکے پاس رہنا مناسب
نہین بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہنچگئی اور اوس دن سے اون کے مزاجمین بڑا خلل پیدا ہوگیا
آخرکار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے سے
صفدر جنگ کو کہلا بھیجا کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑ دو کار وزارت اپنے
متعلق رکھو - صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے دیکھکر دربار کی آمد و رفت
موقوف کردی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لئے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ اونکی حویلی پر جاکر عذر
خواہ ہوئے - مگر کچھ مفید نہوا - وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز ان دو باتون مین سوچی
کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیجدیا جائے یا اوسکو اپنے ساتھ موافق کرلیا جائے ایکدن
انتظام الدولہ صفدر جنگ کے گھر پر جانے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار تھا یہ یعقوب خان
اوس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا جسنے امیرالامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک
کے ایما سے قتل کیا تھا یعقوب خان آیا اور تھوڑی سی دیر بیٹھکر فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور اپ

گھر جانے کے لئے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے
ہان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تم کس وجہ سے جلدی رخصت چاہتے ہو اوس نے
جواب دیا کہ وہان کئی ہزار تیغ دست جنگ کے انتظار میں ہیں جون ہی آپ وہان گئے وہ معاملہ آپ کے
ساتھ بھی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھ ظہور میں آیا۔ جب تک کہ آپ کا بندوبست نہ ہو جائے
وہان جانا ہرگز مناسب نہیں اس بات نے انتظام الدولہ کے ذہن میں بہت تاثیر کی اور وزیر کے
گھر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت میں عذر لکھ بھیجا وزیر کو اس وجہ سے اصرار پیدا ہو گیا
اور اونہون نے مکرر پیام دیا کہ آپ ضرور آئیے اور ایسے پیام و سلام کی کئی دن تک
گرما گرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان چھینگا کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تھا اس بات پر
مقرر کیا کہ جیسے بنے انتظام الدولہ کو بہلا کر اون کے یہان لاوے۔ چھینگا اوسکی تقریرون نے
بھی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا۔ تو عماد الملک میر بخشی
کو جو انتظام الدولہ کا بھانجا تھا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بھیجا کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان
کرکے یہان لاؤ مغرب کا وقت تھا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کے گھر پر پہنچا دونون ماموں
بھانجون میں مشورہ ہو کر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطائف الحیل کے ساتھ لکھ کر
بھجوا دیا۔ اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک
خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ سوار کا افسر تھا ایک عرضی بادشاہ کے لئے دی جس کا مضمون یہ تھا
کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک میں کچھ گذارش کرنا ہے امیدوار ہون کہ تسبیح خانے
مین حاضر ہو جانے کی اجازت ہو جائے قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب محل سے رخصت
ہو جاتے پھر اگر کسی کو ضرورت قلعہ میں حاضری کی پیش آتی تو قلعہ دار سے کہتا۔ اور وہ
اول عرضی اوس شخص کے اندر آنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کو پیش
کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیون کے ساتھ اوسکو قلعہ کے اندر بلا لیا جاتا
اسوقت مین موسوی خان چار سو آدمیون کے ساتھ وزیر کی جانب سے قلعہ مین نائب تھا اور وہ
اس قاعدہ سے ناواقف تھا اوس نے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لئے
قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور وہ تمام ہمراہیون کے ساتھ قلعہ کے اندر گھس گیا۔ دربار مین مسعود خواجہ سرا
اور خدمتگار اور ناظر حاضر تھے اونہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آج تک ایسی
گستاخی کسی سے نہیں ہوئی کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ مین قدم رکھ سکے

اس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے
نائب کو یہانسے مارکر نکالدو اور کوئی خدمت سنو بادشاہی نوکر قلعہ دار کی مداخلت سے
بجد تنگ تھے اونہون نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو
مع قلعہ دار کے قلعہ سے نکالدیا اون کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا
تو ہر ایک منصبدار اور بادشاہی امیر تیار ہوکر قلعہ مین آگیا یہانتک کہ ایک بھاری جمعیت
اوسی رات قلعہ مین فراہم ہوگئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کرلیا صفدر جنگ کو اس وجہ سے
بہت ملال ہوا۔ دو تین دن تک یہ خبر شہر مین اوڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی
حویلی پر حملہ کرینگے اور اونکے دروازہ پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لئے جمع رہتی تھی
اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سے ہوا خواہ جمع ہوگئے اور منصب دارون کی
ایک بھاری جماعت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لئے بھی تیار ہوگئی اس لئے اب حملہ کرنا صفدر
جنگ کے قابو مین نرہا ـ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہے۔ اور عالمشاہی مین یون
لکھا ہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے تملین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کے
ساتھ قلعہ مین بھیجا اوس نے نواب ناظر روز افزون خان سے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات
بالمشافہ عرض کرنا ہے نواب ناظر نے فراست سے اسکے ارادہ فاسد کو تاڑلیا۔ اور جواب دیا کہ ہم
غلامون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوئی
نواب ناظر نے اپنے ہمراہیون کو حکم دیا جنہون نے تملین کو مع اوسکی جمعیت کے دیوان خانے سے
نکالدیا صبح کو یہ بات تمام مین پھیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا۔ اور حکم دیا کہ
صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکالدو۔ چنانچہ تعمیل ہوئی۔ مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ وزیر
خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی میر آتشی کی خدمت کے لئے گئے۔ اور
بہت اصرار کیا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا تعلقہ چاہو اور وہ کام خاندوران کے
بیٹے کے سپرد کردیا۔ اور سیر المتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیون کے قلعہ مین سے
نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے جسکا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔ اس مین شک نہین کہ بادشاہ
اور صفدر جنگ مین کئی مہینے تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۱۶۶
ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب چھ مہینے اس سال کے گذرے تو طرح طرح کے حادثے
ظہور پکڑنے لگے صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کوئی چال چلیے۔ کیونکہ بادشاہ سے

مقابل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنون مین مشکل خیال کرتے تھے۔
عماد الملک بھی اس وقت مین انتظام الدولہ کے بھڑون مین گھس گیا۔ وزیر سے آنکھ چرالی۔
حقیقت[۱] یہ ہی کہ وزیر موصوف جرات و عقل نہین رکھتے تھے اور نہ اونکی پاس اچھے صلاح کار تھے
ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نہ تہا لیکن تقدیر نے تو آنکھین اندھی
کردی تھین اس سے بیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مرگیا تو صفدر
جنگ نے اوسکی مدد کرکے بادشاہ سے اوسکو موروثی امیر الامرائی دلادی اور اوسنے اس وقت
مین صفدر جنگ سے دغا کی ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کی ساتھ یہ مصرع پڑہا[۹]
طفل دامنگیر آخر گریبان گیر شد ۔ وزیر کی مخالفون نے بادشاہ کی یہ بات ذہن نشین کردی
کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہی کہ سلطان بلند اختر برادر کوچک محمد شاہ کو کہ اون کا ہم مذہب ہی تخت پر
بٹھا دین اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اوسسی نکال لین یہ بات صفدر جنگ کو
پسند نہ آئی اور اونہون نے تعمیل نہ کی بادشاہ نے ایک رات خواجہ سراؤن اور انتظام الدولہ
و عماد الملک کے مشورے سے ایک شقہ خاص وزیر کی نام لکھا۔ نائب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے
مقرر تہا طلب کرکے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ پہنچا دو اور زبانی بھی یہ یہ باتین اوسسے جا کر
کہو اوس نے جانے سے عذر کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ بے عقل شقہ
لیکر قلعہ سے نکلا۔ اوسیوقت بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے
بند کردین اور وزیر کے آدمیون کو پہلےسے نکالدین حسب الحکم تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون پر
توپین چڑہا دین اور دارا شکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھکر آتشباری پر آمادہ ہوئے
وزیر لاچار ہوکر بعد سوال و جواب کے اوس حویلی سے نکلکر اپنی حویلی مین جو قلعہ سی دور تھی
چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اونہون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا۔ اور
بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے مین بدنامی و نمک حرامی کا شہرہ ہوگا۔ اسلئے اپنے
صوبجات کو رخصت چاہی۔ احمد شاہ نے منظور نہ کیا۔ آخر صفدر جنگ نے دہلی سی نکلکر شہر سے
دو کوس پر قیام کیا۔ اس ارادے سے کہ بے جنگ و پیکار اپنی صوبون کو چلے جائین۔ واقعی یہ رای
اونکی بہت عمدہ تھی مگر ادھر امرا فتنہ جو کے خیالات فاسد انکو ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کردیا۔ لیکن فرح بخش

[۱] بہ قول مولف سیر المتاخرین کا ہی[۹] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے خود صفدر جنگ کو اونکی صوبون کو چلے جانے کا حکم دیا از
ہمنی یہ تھی کہ دہلی مین رہکر مہمات سرانجام دین اسلئے بار برداری ہنونے کا عذر کیا بادشاہ
نے ہاتھی دیئے اور جہکڑے بھی دلوا دئے - نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان
کے دہلی سے نکلکر خضروکے کے کنارے جہان سی ہمیشہ اوترا ہوتا تھا آئے بادشاہ نے خفگی کی وجہ
مجہہ آپکی معاف فرمایا - اور اپنی پاس نہین بلایا - اسوجہ سی صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور
جہمو کیمہ کو تسلیمات کرکے خضر آباد مین پڑاو ڈالا - حارگلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تہا کہ اپنی طرف سی کسی پر نیابت وزارت مقرر کرکے اودہ
کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر کے باہر جیمے کہڑے کرا کر اون پر
چلے گئے بادشاہ کے ہان سی اونکو تاکید پر تاکید کی گئی - کہ جلدی روانہ ہون - اور اونکی
لئی منزل اول مقرر کیگئی کہ ایک دو منزل آگے کو اونکا کوچ کرادین - اور تاریخ مظفری مین تو
لکھا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکھکر اجازت چاہی کہ مجکو میرے صوبون کو جانیکی رخصت
عطا ہوجائے تو بادشاہ نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر غبار ملال خاطر کے رفع کرنے کے
لئیہ تہوڑے دنون کے واسطے چلے جائین - بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون -
صفدر جنگ کو صاف جواب ہوجانے کی توقع نہ تھی - اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیار
کرکے حویلی سے سوار ہوئے - اور دریا کے کنارے کی طرف چلے جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل
پہنچے سواری سی اوترکر آداب بجالائے - اوسوقت تہوڑا سا ترشح ہو رہا تہا - صفدر جنگ
آنکہون سی آنسو نکل پڑے اور آگے کو روانہ ہوئے اوسدن اکثر منجم کہتے تھے کہ صفدر جنگ
جو جانے مین پہر نہین لوٹینگے - اور بادشاہ کے حق مین اون کا جانا بہتر نہوگا - بے شک
یہ حکم اونکا بہت درست نکلا جس کا پہل آخر کار بادشاہ نے بڑا پایا - صفدر جنگ شہر سے
نکلکر دو تین دن اس انتظار مین رہے کہ بادشاہ پہر بلالین شہر کے آس پاس رہے - کبہی سیدہی
طرف سے اولٹی طرف جاتے کبہی اولٹی طرف سے سیدہی طرف چلے آتے انتظام الدولہ
خانخانان اور شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان نے برجون اور شہر پناہ
خوب مضبوط کرلیا - اور جنگی تیاری استحکام کو پہنچادی - جبکہ صفدر جنگ کو یہ جو
یقین ہوگیا کہ یہ دونون گہیر میرے کام کے خراب کرنیکے درپے ہین اور اپنی بساط
موافق جہگڑا بڑہانے مین قصور نکرینگے - تو وہ بہی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے -

مرات آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میر آتشی کا
نکالنا چاہا تو اونہون نے اس امر کو ناپسند کر کے رخصت کی درخواست کی کہ مین صوبہ اودھ
کو جانا چاہتا ہون وہان کا بندوبست کرونگا۔ خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنون نے
یہ بات مغتنمات اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور جلد خلعت رخصت اونکی حویلی بہیجدیا۔
اونہون نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر مین ٹہیرے رہے۔ بادشاہ نے تقاضا شروع کیا
کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت برملا ہوئی۔ وزیر نے اس خوف سے کہ سادات امراے
تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مجھکو لوٹلین اپنا اسباب اور سامان لیکر اسمعیل خان
کے باغ مین تال کٹورہ اور مقام خضر آباد تک مقام کیا اور یہ توقف اسواسطے تہا کہ سورج مل
جاٹ آجاے۔ وقایع راجپوتانہ مین مذکور ہی کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے شرقی
فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بلایا اوس نے مع لالہ جواہر سنگھ کے جمعیت پندرہ ہزار سوار کہا
سے کوچ کر کے فرید آباد مین دیرہ کیا۔ مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ جب سورج مل آگیا تو صفدر جنگ
نے بادشاہ سے عرض کرایا کہ شہاب الدین اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرماوین اور نواب
قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سے نکلکر جعفر خان کی حویلی مین سکونت اختیار کرین اسلیئے کہ صفدر جنگ کو
یقین کلی تھا کہ انتظام الدولہ نے سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین عید الضحی کے دن مقام نکمودھ کے پاس گولیان
لگوائی تہین۔ اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانے سے میری دشمن جان ہین۔ اور
شہاب الدین خان سے بخشی سے اسلیئے رنج تہا کہ جب اوس کا باپ غازی الدین خان مرا تو وزیر نے
بادشاہ سے مکابرہ اور معارضہ کر کے اوسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا۔ اور باوجود صغر سنی کے
خدمت میر بخشی گری کی دلوائی۔ اور علاوہ اسکے بیٹا بنایا تمام معاملات مین اوسکی حامی رہے
اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ بادشاہ کا شریک تھا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ پہلے تم
صوبہ کو جانے کی رخصت لیکر گئے تہے۔ اور اب جاٹ کی پشت گرمی سے اس قسم کی باتین
کرتے ہو۔

## صفدر جنگ اور بادشاہ مین جنگ

فرح بخش مین ہی کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان
کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سے معاتب تہا اور اوسکی جاگیر ضبط ہو گئی تہی۔ منصب چھین لیا

گیا تھا۔ اور بادشاہ نے اوسکو سلام و مجرے سے محروم کردیا تھا۔ اب بادشاہ نے اپنی والدہ ملکہ زمانی اور صاحبہ محل[1] کو سادات خان کے پاس جو موتی دروازے کی حویلی مین مقیم تھا بھیجکر اگلی گذری ہوئی باتون سے معذرت چاہی اور کہلا بھیجا کہ سابق کی بے توجہی جاوید خان کے اغوا سے تھی اور اپنے پاس بلایا جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور بدستور سابق منصب و جاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدرجنگ کو نکالا جاوے ملک و دولت مختار ہے جسطرح مناسب سمجھو بندوبست کرو سادات خان نے فوج کی بھرتی شروع کی صفدرجنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی۔ اور صفدرجنگ کی جمعیت کم ہونے لگی۔ عنقریب تھا کہ صفدرجنگ کا کام بگڑ جاتے صفدرجنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی مہربانی سے بحد رشک پیدا ہوا اسمٰعیل خان ملازم صفدرجنگ کو سادات خان کے مزاج مین بہت رسائی تھی صفدرجنگ نے اوس کو سادات خان کے پاس بھیجکر ربط و اتحاد بڑھانے کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات بازاری ڈولی مین سوار ہوکر جریدہ نواب سادات خان کے پاس خود چلے گئے اور اوس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیرخواہی سے منحرف کردیا صفدرجنگ نے اوس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اوس کو علٰحدہ کردین۔ وزیر ہم رہین۔ اور میر بخشی گری کا عہدہ تم لو۔ اگر ہم کوشش مین ناکامیاب ہوے تو صوبہ اودھ میرا ہے اور الہ آباد تم کو دیدونگا اس قول و قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمین کہا کر قرآن شریف اور مجتہد کی پاک کو ضامن کردیا۔ یہ راز سربستہ سواے اسمٰعیل خان کے کہ بانی مبانی اس فساد کا تھا کسیکو معلوم نتھا۔ سادات خان ذوالفقار جنگ کو بھی یہ یقین تھا کہ صفدرجنگ ضرور غالب آوینگے اس لئے اوسکی پاس چلے جانے کا ارادہ کیا۔ اور جس رات کو صفدرجنگ سے عہد و پیمان ہوا اوسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اس غلام نے حضرت شاہ مردان[2] کی خواب مین دیتا

[1] سیرالمتاخرین مین ہے کہ ملکہ زمانی فرخ سیر کی بیٹی تھی اور محمد شاہ کے عقد نکاح مین تھی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری زوجہ تھی اور یہ دونون خالہ زاد بہنین تھین محمد شاہ کی یہ دونون بیویان عالمگیر ثانی کے عہد مین احمد شاہ درانی کے ساتھ افغانستان کو چلی گئی تھین اور عمدۃ آفتاب نما مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بن محمد شاہ کی حقیقی ماں کا نام ادہم بائی تھا۔ احمد شاہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد اوسکو نواب بائی خطاب دیا پھر تھوڑے دنون کے بعد نواب قدسیہ صاحبہ الزمانی خطاب ہوا

[2] آثار الصنادید مین لکھا ہے کہ دہلی مین شاہ مردان ایک مکان ہے ابوالمنصور خان صفدرجنگ کے مقبرے کے پاس اور اوس جگہ ایک پتھر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہے اور اوس نشان کو امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہین اور اسوجہ سے اوس مکان کو شاہ مردان کہتے ہین ۱۲

مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھپر مہربانی ہوتو مع عیال واطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے
بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب اوسکی ایفا کا وقت ہی امیدوار ہون کہ رخصت ہوتا کہ اس بار
کو سر سے اوتار دون بادشاہ نے اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا نواب سادات خان
کہ بوجہ پیرانہ سالی کے عقل مین فتور تہا حویلی موری دروازہ سی مع متعلقین کے سوار ہو کر
حضرت شاہ مردان کی درگاہ مین پہنچا اور اپنے ڈیرے سے صفدر جنگ موافق عہد و پیمان
کے سوار ہو کر سادات خان کے پاس گئی۔ اور اوس سے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطرداری
کے ساتھ ٹہرایا اور ہر روز گرمجوشی کرنے لگے۔ بادشاہ نے سادات خانکی بدنیتی اور
صفدر جنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہو کر شہاب الدین المخاطب بہ عماد الملک غازی الدین
خان کو صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے ان کامون کا کارپرداز بنایا اور اوسکو سپاہ جمع کرنیکا
حکم دیا اور انتظام الدولہ خلف قمرالدین خانکو خلعت وزارت بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام
الدولہ کو عطا کی۔ صفدر جنگ نے یہ خبر سنکر ایک خواجہ سرا کو جو کم عمر خوبصورت وجیہہ تیرہ
برس کا تہا اور شجاع الدولہ نے تازہ خرید کیا تہا[۱] اکبر شاہ نام رکھکر تخت نشین کیا اور خود
وزیر ہوئے۔ اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی بنایا اور دوسرے امرا بھی مقرر کئے۔ لیکن وقائع چہونا
مین لکھا ہی کہ صفدر جنگ کا ارادہ تہا کہ یکبارگی حملہ کرکے معمورہ دہلی کو خراب کرے۔ اور
تورانیون کو سزا دے۔ کیونکہ سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی میں سے کسی کو
اپنی طرف کرکے اوسکی نام سے حملہ کرنا مناسب ہی۔ چنانچہ اس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے
نبیرہ کام بخش بن عالمگیر کو بلا کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اوس کا نام عادل شاہ رکھکر اوسکی طرف سی
لڑائی شروع کی۔ ۶ رجب ۱۱۶۶ ہجری سی لڑائی شروع ہوگئی۔ صفدر جنگ کے ساتھ
پچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدر جنگ نے
ساکنان شاہجہان آباد پر کچھہ تو رحم کے خیال سی اور کچھ اس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ
کم ہے خزانہ خالی ہی خود بخود مجھ سی التماس کرکے اطاعت کرینگے اول مین صرف دہمکانا
اور ڈرانا شروع کیا۔ اور شاہجہان آباد برباد کرنا مناسب جانا وہ تو ابھی اسی طرح معروف ہے
کہ عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تہا۔ اور

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین و مرات آفتاب نما ۱۲

حافظ نجابت خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربا نے بہت سی سپاہ نوکر رکھلی ۔ اور باہر سے فوجین طلب کین ادہر صفدر جنگ نے بھی اپنے دوستونکو بلایا سورج مل جاٹ پورے پندرہ ہزار سوار لیکر پہونچ گیا تھا ۔ اور فرید آباد مین مقیم تہا ۔ صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان روہیلہ کو بھی لکھا کہ آپ ہماری اعانت کرین ۔ چونکہ معاہدہ چلکیا کے وقت یہ عہد و پیمان دونون مین مستحکم ہو چکا تہا کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی کمک کیا کرے اسلئے حافظ صاحب چالیس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو بریلی سے روانہ ہوئے ۔ جب مقام ماہرز مین پہنچے تو میر مناقب ۔ اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان حافظ صاحب کے پاس لیکر آئے جسکا مضمون یہ تہا کہ صفدر جنگ ہمسے نا فرمان ہوگیا ہے گستاخیان کرتا ہی ۔ تمکو چاہیے کہ ہماری پاس فوج لیکر آجاؤ ۔ اس حسن خدمات کے صلے مین تمپر حضور کی عنایات مبذول ہوگی ۔ جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب وہین ٹہیر گئے ۔ اونہون نے سفیر ونسے کہا کہ مجہہ مین اور صفدر جنگ مین عہد و پیمان ہو چکا ہی ۔ نقض عہد مجہہ سے نہین ہو سکتا اور اسی مضمون کی عرضی لکہہ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی ۔ اور جواب کے انتظار مین وہین ٹہیرے رہے تہوڑی دنون کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اس مضمون کا پہنچا کہ اگر ہمارے پاس حاضر ہونے مین نقض عہد جانتے ہو تو اپنی ملک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت مین شریک ہونا دین اسلام مین مذموم ہے ۔ جب بادشاہ کا یہ فرمان پہنچا تو اوسکے دیکھتے ہی اپنے ملک کی طرف لوٹنا پڑا ۔ اور بادشاہ کے مقابلے مین جانا مناسب نظر نہ آیا ۔ اور صفدر جنگ کو اس بات کا عذر کہلا بھیجا گل رحمت مین لکہا ہے کہ میر مناقب وغیرہ جو فرمان شاہی لائے تھے در پے اسکے ہوئے کہ کچہہ جمعیت یہانسے صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے شاہجہان آباد کو بہیجا مگر جب یہ دیکہا کہ حافظ رحمت خان اپنے ملک کو لوٹے جاتے ہین تو اونکی رسالہ دارون و جماعہ دارون اور سپاہیون کو مخفی ملانا شروع کیا اور روپیہ کا بہت سا لالچ دیا تا کہ حافظ صاحب کے لشکر مین سے ایک شائستہ جماعت اونکے ساتھ ہو جاے ۔ نجیب خان ولد اصالت خان ولد عنایت خان ولد صید خان ولد جہان خان ولد نظیر خان جنکی اولاد نظر خیل کہلاتی ہے ولد اسمٰعیل خان ولد عمر خان جنکی نسل کو عمر خیل[۱]

[۱] انہین کی وجہ سے نجیب الدولہ عمر خیل کہلاتے ہین اور نواب کلب علیخان والی رامپور نے اونکو اپنی ایک کتاب مین یوسف زئی لکھا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ احمد شاہ کے ایک فرمان مین یوسف زئی اونکے نام کے ساتھ مندرج تھا ۔ اسی کو دیکھ کر نواب نے بھی یوسف زئی لکہہ دیا ہے ۱۲

کہتے ہیں - وہ دوندی خان کے داماد تہے اور انتظام علاقجات نگینہ و شیرکوٹ وغیرہ پر - وجہا لو و بجنور
واقع ان رود دریاے گنگ اونسے متعلق تہا اونہون نے جانیکا قرار کرلیا اور بہت سا روپیہ
سفیروں سے لیکر مفلس و طماع سپاہیون کو دیکر متفق کرلیا چنانچہ تین ہزار پیادہ و سوار حافظ
صاحب کے بغیر حکم دہلی کو روانہ ہوگئے - تاریخ مظفری مین لکہا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے
گہوڑے پر سوار ہوکر اور اپنی جماعت سے نکلکر یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سنت وجماعت کا پاس
اور خلیفہ وقت کی رعایت و رفاقت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور نہو وہ چلا جائے
اس اعلان سے وہ روہیلے جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکہتے تہے نجیب خان کے ساتھ ہوگئے
اور جو روہیلے صفدر جنگ کو مردمی کا خیال رکہتے تہے وہ بہی خلاف مذہب طعن کی وجہ سے
اپنے مقام کو لوٹ گئے - علاوہ ان روہیلون کے بادشاہ کی کمک کے لئے اور بہی لوگ آ پہونچے
تہوڑے دنوں مین جمال الدین خان اوکن سے اور سادات بارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور جٹ
گوجر اور میواتی اور سردار زادہ ہاے قدیم مانند محمد صادق خان ولد یوسف الدین خان صوبہ دار ٹھٹھہ
حضور معلی مین آپہنچے - یہ آشوب قیامت دہلی کے نواح مین برپا تہا - بادشاہی افسرون نے توپونکا
مخالفین کو شہر مین گہسنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر مین تہے اپنی جان ومال کی
محافظت کیغرض سے اور سپاہ تورانی باتفاق مذہب اور ہمقومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بہاگ بہاگ
بادشاہی لشکر مین شریک ہوگئے - اور عماد الملک نے سب کو انعام و اکرام سے مالامال کیا سعادت خان
برہان الملک نے ایک رسالہ بہرتی کیا تہا - اور اوس کا نام داغ سین تہا - کیونکہ یہ حرف سعادت خان
کے نام کے شروع مین ہے - صفدر جنگ نے بہی یہ رسالہ اوسی نام سے تیمناً بحال کیا تہا
غازی الدین خان نے منادی کردی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جس کا گہوڑا داغ سین رکہتا ہو
ہمارے پاس نوکری کو آئیگا - تو سو روپیہ مدد خرچ کے اور ساٹھ ماہوار تنخواہ پائیگا - سیر
المتاخرین مین اسی طرح لکہا ہے - اور مرآت آفتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار
انعام کی شرح مقرر کی تہی اور رسالہ سین داغ اوس کا نام رکہا تہا - اور اس رسالے کو عاقبت
محمود خان کشمیری کے سپرد کردیا - یہ اعلان ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے نکلکر عماد الملک
سے جاملے اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی جاکر نوکر شاہی ہوئے - اور ایک دوسری
صورت کشمیری اور پنجابیون کے بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جہنڈا کہڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ
رافضی ہے - خلیفہ زمانہ پر لشکر کش ہوا ہے - اوس سے مقابلہ کرنا بمنزلہ جہاد کے ہے -

اس صدا سے ہزارون سنی جمع ہو گئی جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے بلکہ مار ڈالتے۔ فریقین کے تقضیے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے جل کٹتے ہو گئے۔ چنانچہ سنی شیعون کے لڑنے والون کا لقب اور مابہ الامتیاز اونکی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار یار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے۔ صفدر جنگ کے بہت سے نمک خوار اختلاف مذہب کی وجہ سے اونکی کمک سے دست کش ہو گئے۔ اور باوجود اسکے سوال و جواب صلح کے بھی جاری تھے۔ ایک دن بان قلعہ مین پہنچا لوگون نے اوڑایا کہ محمد اسحاق خان کی حویلی سے آیا ہے۔ اس وجہ سے اوسکی حویلی لٹوا دی۔ مرزا محمد علی سالار جنگ۔ اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پا کشان کشان لا کر قلعہ کے اندر کچہری خانسامانی مین قید کر دیا۔ اور اسمٰعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات بھی غارت کر دیے جسکے عوض مین سورج مل جاٹ نے شہر کہنہ کو یعنی دلی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے کسیقدر زیادہ تھی لوٹ لیا۔ اور رعایا کی جان و مال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیان اسطرح برستی تہین کہ کبھی اور کا میدان معرکہ مین اوڑنا مشکل تہا۔ مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے مردانہ حملے کرتے تھے۔ صفدر جنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کیطرف امن مقرر کیا ہے اسلئے ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازہ کی طرف جمع ہونے لگے عجب ہنگامہ تہا کہ شہر پناہ کے باہر جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے۔ اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ سہراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو اسوجہ سے مفسدون نے بڑا تہلکہ ڈالدیا۔ محمد اسحاق خان کا گھر جب لٹتا تھا تو اوس کے ساتھ ایک عالم پامال ہو گیا تہا اس لئے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ پسر وزیر کے سامنے ہین جو بادشاہ کے پاس حاضر ہین اسلئے اپنے عیال و اطفال کو وہان محفوظ کیا تھا اسطرح خواجہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا حادثہ واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ کے باہر تھا۔ وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکھین بس وہ اپنے گھر سے نہین نکلے تھے اور بہت آدمی یہان جمع ہو گئے تھے جاٹون نے جنکو رام دل کہتے تہے یہان بھی دست درازی کی وہان جسقدر مال لٹ گیا اس قضیئے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی کشمیری دروازہ کی طرف جس کو دار الامان جانتے تھے جا کر جمع ہوئے لوگ نہایت مضطرب تھے۔ اور اونکی کہین پناہ سوا خدا کے نہ تھی۔ نجیب خان روہیلہ بھی اپنے پیادہ و سوار کے ساتھ بادشاہی لشکر مین آیا اور غرہ شعبان سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو داخل خجستہ ہوا۔ صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جو پائے نام و ننگ

اسمٰعیل خان کابلی بچہ نے جو وزیر کا سپہ سالار تہا اور صلابت خان کی حویلی مین اوسکا مورچہ تہا بہی
برج شہر پناہ مین کہ قمرالدین خان کی حویلی کے متصل تہا اور اوس مین سپاہ بادشاہ کا مورچہ تہا
نقب لگا دیا اور ۳ شعبان کو اوسمین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت منہدم نہوئی مگر بہت سی
آدمی ہلاک ہوئے عمادالملک کے نوکر اور سنگتراش جو نقب کو باطل کر رہے تھے اوڑ گئے ہوئے۔
اور نیلے برج کی چھت بہی اوس برج کی طرف سے جس مین آگ لگائی تہی بہت ٹوٹ گئی جس سے
بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اس کے بعد وزیر کی فوج نے حملہ کیا قریب تہا کہ اوس کو غلبہ
حاصل ہو عمادالملک میر بخشی اور حافظ بختاور خان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور
خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوئے نجیب خان کے گولی کا زخم آیا۔
مگر وہ قایم رہے رات کے وقت اسمٰعیل خان اپنے مورچون کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر
کو لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہیت ہوئی کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور بان ہر وقت
بلاے ناگہانی کی مثل برستے تہے اور اسمٰعیل خان کے پسپا ہونے کے بعد میر بخشی اور بختاور خان
وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑہائے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا۔[ل] وقایع راجپوتانہ مین
لکہا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلون کے دریاے جمنا کے
قریب ریگ مین مورچہ بندی کی نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندرگر گوسائین اور
اسمٰعیل خان نے کچہہ فاصلہ پر مقابل مین اپنا توپخانہ لگایا۔ اور خود نواب اور کنور سورجمل
شاہزادہ عادل شاہ کو لیکر پرانی دلی سے لڑائی پر چڑہے۔ سورجمل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر
کو لوٹے فوج نے شہر مین داخل ہو کر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا۔ مکانات مین آگ لگائی۔ اور لال
دروازے تک پہنچکر لاکہون روپیے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکہا کہ فوج شہر کی بربادی مین
مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے باز رکہہ کر فوج کو لڑائی پر
آمادہ کیا سورجمل مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی
طرفین سے مارے گئے۔ چار گہڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب نما مین بیان
کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تہوڑے دنون کے بعد جنگ دریا کی جانب جدہر بادشاہی مورچے
مضبوط تہے مصلحت نہ دیکہی۔ اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے۔ اور بازار ملک الموت کو تازہ

---

ل دیکہو مرآت آفتاب نما ۱۲

روہلی بخشی میر بخشی وغیرہ بھی اودھر مورچے درست کرکے مقابلہ کرنے لگے۔ اس لڑائی مین راجہ اندر گر گوشائین نے جسنے قلعہ الہ آباد مین احمد خان کے مقابلے مین نقارہ اللہ خان اور علی خان کی رفاقت کی تھی بڑی جرات دکہائی یہ شخص بادشاہی توپخانہ مین گولہ برساتا تھا اور اکثرون کو ہلاک کرتا تھا یہانتک کہ لوگون کو سحر وجادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اوسپر توپ وتفنگ اثر نہین کرتی آخر کار نجیب خان کے ہاتھ سے گولی کھا کر مارا گیا تو عام کا ظنہ جادو باطل ہوا۔ اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اوسکی صرف بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا اور لڑائی بلا فیصلہ موقوف رہی نواب وزیر نے امراؤ گر گوشائین چیلہ اندر گر کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ روہ جبکہ اس سمت سے بھی صفدر جنگ کی فوج شہر مین نہ داخل ہو سکی تو تبدیل مقام کرتے تو شہر کہنہ مین لوٹ اور خضر آباد لوٹ کر کے تاراج کیا افشانی شروع کردی اور شاہی فوج نے اوسکے مقابلے مین جا الی گڑھی مین مقام کیا لڑائی ہوئی غازی الدین خان دکہنی اور بدخشانی فوج لیکر مقابلے گے واسطے طرفین کے بہادرون نے بخوبی داد شجاعت دی۔ سورجمل نے دشمنون سے قلعہ تغلق آباد چھین لیا فوج شاہی مفرور ہوئی سار دون گوجر اور گھمنڈی براہت نے دہلی دروازہ تک اون کا تعاقب کیا جبکہ بہت سی لڑائی کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوتے تو اونہون نے سمجھ لیا کہ بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ سے آرام مین ہے۔ شہر پناہ کی آڑ ہے اسلئے یہ مناسب سمجھا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا کر غنیم کو میدان مین لائین یہانتک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی اور جسقدر وہ پیچھے ہٹتے اوسیقدر عمادالملک کے مورچے آگے بڑہے۔ اور اوس کے حکم سے شادل خان ونجیب خان نے مع بیس ہزار سوار و توپخانہ کے چراغ گڑھی سے کوچ کرکے میدان بدر پور مین کہ دہلی سے آٹھ کوس ہے مقام کیا صفدر جنگ کی اور رفقات کی فوج نے وہان جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب ہوئی کہ پیچھے سے گھومکر عمادالملک کے مورچون کو گھیر لے۔ کیونکہ اونہون نے شہر کو بالکل خالی نہین کیا تھا اس عرصے مین سید جمیل الدین پانچہزار سوار کے ساتھ معین الدین عرف میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار پنجاب کا اور عمادالملک حقیقی[1] ماموں اور خسر تھا کمک کو آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے فرید آباد مین ڈیرہ کیا سورجمل بھی جاٹون نے حملہ کرکے بہت کچھ

---

[1] مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ میر منو عمادالملک کا حقیقی خالو تھا اور غلطی تھی اسلئے کہ میر منو قمر الدین خان کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے ۱۲

لڑائی کی بھی ایک لڑائی مقام بلب گڑھ واقع ہوئی اس مین بہت کشت و خون ہوا مگر منفصل نہوا۔

## بادشاہ اور صفدر جنگ مین مصالحت ہونا صفدر جنگ کا اپنی صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون مین چھ مہینے کا کل گذر گئے۔ غازی الدین خان نے باجراے شفقہ بادشاہ مادہو سنگھ بن جے سنگھ سوائی والی جیپور اور ملہار راو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادہو سنگھ و سہزار سوار کی جمعیت کے ساتھ دہلی مین داخل ہوا۔ اوس نے طرفین کے امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخرکار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو بزیر حکم ہلکر کے قریب پہنچا دیکھا جنکو غازی الدین خان نے اپنی مدد کے لئے بلایا تہا تو پریشان ہوئے اور اسطرح صلح کرنے پر مجبور ہوئے کہ اودہ اور الہ آباد اونکے قبضے مین رہین۔ چنانچہ مادہو سنگھ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے صلح ہوگئی اور صفدر جنگ محرم سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے۔ اور قبل پہونچنے مرہٹون کے صلح ہوگئی بنا ہنگام متخلص بہ بیدار نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے ؎

شکر اللہ کہ جاٹ و صفدر جنگ ✤ صلح کردند با وزیر و شاہ
ہاتف غیب سال تاریخش ✤ گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودہ مین پہنچکر گومتی ندی کے کنارے مہندی گہاٹ[۱] پر مقیم ہوئے اور ایک خاص مکان اپنی آسایش کے لئے آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی درستی مین مصروف ہوئے۔

## سادات خان اور صفدر جنگ مین ناموافقت ہوا

نواب سادات خان ذوالفقار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودہ کو گیا اور وہان ٹہیرا۔ آخر صفدر جنگ سے نباہ نہو سکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہوگئے اور کوئی ثمرہ اوسکا ظاہر نہوا ایکدن

---

[۱] دیکہو سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری مین نام گہاٹ ہے ۱۲

صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فرد خیرآباد کی لکھواکر مہر و صاد سے
درست کرکے بھیجی ذوالفقار جنگ اوس کے ملاحظہ سے سخت برہم ہوا اور اوس فرد کو چاک
کر ڈالا اور وہان سے کوچ کرکے اکبرآباد کو چلا گیا۔ سورج مل نے وہان خاطرداری کی تھوڑے
دنون کے بعد مر گیا۔ اوس کا تابوت دہلی کو لے گئے۔ سادات خان کلان کے مقبرے مین
دفن ہوا[۱]

## صفدر جنگ کی وفات اور اونکی طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوئے تو صفدر جنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ
اور کئی شقے عنایتی مضامین کے اونکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر
جنگ اوس وقت بیمار تھے پشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا۔ آہستہ آہستہ بڑھنے لگا
یہانتک کہ پنڈلی تک پہنچ گیا آخر مادہ سرطانی ہوگیا جس کو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس
کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔[۲] اور فرح بخش مین طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع
نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دہلی کو روانہ ہون اور اون لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین
کہ واپسی کے صدمے سے ۱۷۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری کو مقام پاپڑگھاٹ مین قریب سلطانپور کے
کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا۔ اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوئے بعد انکی
استخوان مرزا اجو کربلا کو لے گئے اور طاق پشت روضہ مقدس مین مدفون ہوئے۔
جیسا کہ قیصر التواریخ مین ہے۔ اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی نعش کو تھوڑے دنون کے بعد
دہلی لے گئے۔ اور متصل روضہ مقدس حضرت شاہ مردان کے دفن کیا اور اوس پر مقبرہ بنایا۔ اس
مقبرے کا حال سید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس
عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ اور
جابجا سنگ مرمر کی دھارین اور جو کے لگے ہوئے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر
اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ بڑا سنگ مرمر کا ہے اور اوس مین ایک تہ خانہ
ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کھچی ہوئی ہے۔ اور

---

[۱] دیکھو فرح بخش ۱۲ [۲] مفتاح التواریخ مین یون ہی ہے مگر تاریخ مظفری مین جو اون کا نام پرگھاٹ
بدل مقیم ہونا لکھا ہے اوسی کی یہ تصحیف ہوگی ۱۲

آراستہ ہی اور چارون طرف اس مقبرے کی چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین۔ باغ کے تین طرف
مکانات دلکشا بنے ہوئے ہین یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکہہ روپیہ خرچ ہوکر
تیار ہوا ہی اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تیس لاکہہ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہی
مقبرہ کے اندر یہ تاریخ کندہ ہی۔

چو آن صفدر عرصۂ مردمی ✤ ز دار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم ✤ کہ بادا مقیم بہشت برین

جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان مدن شاہ سے
کہا میان صاحب ہم جاتے ہین دیکہئے اب سلطنت ہندوستان کی کون کریگا۔ یہ کلمات کہکر دولت
آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے۔ تاریخ عالم شاہی مین بیان کیا ہی کہ عماد الملک نے جب انتظام الدولہ
کو وزارت سے خارج کر کے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا
کر کے مع اونکی والدہ کے قید کر دیا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکہا کہ دستیکہ من در پیرانہ سالی
سیاہ کردہ بودم رہا بر روے ما رسیدہ بود آن قدح آن فرزند بروے خود کشید ندہ صفدر جنگ
بہت اولوالعزم عالی حوصلہ صاحب عزت اور اہل خدمات مجمع سخاوت و کرم تہی۔ سیر المتاخرین کا
مولف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہی۔ مگر ایک موقع پر وہ لکہتا ہی کہ وہ پوری پوری جرأت
و عقل نہین رکہتے تہے۔ اور آرون صاحب نے اپنی تاریخ مین اونکو بزدل کہا ہی اور تاریخ ہندوستان
مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکی دوستی قابل اعتماد نہ تہی اور وقت پر وہ دوست
کو نقصان پہنچانے مین کوتاہی نہین کرتے تہے۔ اور تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ
خدا و رسول اور قرآن و پنجتن کو درمیان مین واسطہ کر کے عہد و پیمان باندہتے اور بغیر سبب
وعدہ خلافی کر جاتے اور جہانتک دہوکے اور دغا سے کام نکلتا تہا جرأت و دلاوری سے کام نہین
لیتے تہے۔ اور دوسرونکی مدد پر زیادہ بہروسہ کرتے تہے۔ اور عماد السعادت مین مذکور ہی کہتے ہین کہ
صفدر جنگ جب کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تہے تو بات تمام کرنے کے بعد اوسے پچاس اشرفیان
عطا کرتے۔ اور یہی دستور اون کا ہمیشہ رہا۔ اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف نظر غور سے دیکہتے
تو اوسکی تنخواہ مین دس روپئے اضافہ کر دیتے۔ اونکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور اسلحہ
جنگ سے درست تہی۔ انکی سرکار مین سواران مغلیہ بیس ہزار تہے۔ لیکن اکثر ہندوستانی بہی
صفدر جنگ کا ادہر میلان پاکر اونکا سا لباس پہنکر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تہے اور

تنخواہ پاتے تھے اونکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۲۵ روپیہ سے کم مشاہرہ نہ پاتا تھا
اور مغل پچاس سے کم نہ پاتا تھا۔ اور اونکی سوارون کے گھوڑونکی پٹھو پر داغ حرف سین کا تھا کہ نواب
سعادت خان نے اپنے نام کے حرف اول کو لیکر جاری کیا تھا وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش
آتے تھے۔ اونھون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنائین اون لوگون نے
کہا کہ ۵۰ ہزار روپیہ مہاجن کا ہمپر قرض ہی اگر نواب یہ قرض ادا کردین تو ہم نواب کے شریک ہون
جبکہ اسماعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی فوراً ۲ لاکھ روپیہ بھیجدیا کہ یہ سوائے تنخواہ کے ہے۔
اونھون نے اپنے نام سے منصوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ صفدر جنگ
سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے آٹھ ہزار پیادہ و سوار
ہمیشہ اونکی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اونکا دسترخوان نہایت پرتکلف کھانون سے ایسا وسیع
چنا جاتا تھا کہ اوس وقت مین کسی بادشاہی امیر کے یہان یہ بات نہ تھی۔ اونھون نے اپنے بیٹے کی
شادی ایسی دھوم دھام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہی کہ اگر احمد شاہ کے عہد مین اونکے
مرتبے کو صدمہ نہ پہنچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے امرا نے کیا تھا
نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین چھتے مین جو نکھو[1] کہلاتا تھا اور
ساہر کا پانی اوس چھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہنچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گھوڑا
روکدیا مرزا عظیما ے اصفہانی اکسیر تخلص اونکے ساتھ تھا اوس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑھو وہ نواب
کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎

قد حمیدہ ستارہ گر سرام نشد • این آب رفتہ رفتہ ز بالای پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوئے پانچہزار روپئے اور ایک ترکی گھوڑا ساز مکلف کے ساتھ
عطا کیا۔

# صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کا بہت تعصب مین مبتلا ہو جانا

---

[1] تاریخ مظفری مین ہے اتفاقاً گذارۂ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط نکھو کہ آب نہر از بالاے ساباط مرقوم اندرون قلعہ میرود گردید ساباط سے مراد چھتہ ہی۔ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ شاہجہان آباد مین ایک چھتہ تہا جو نکھو کے نام سے مشہور تھا اور چھتہ ایسی راستہ کہتے ہین جو ڈھکا ہوا ہو۔ ۱۲

مرہٹون کا جو قدم ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا مین آیا یہ صفدر جنگ کی فیاضی کا طفیل ہے
چنانچہ عالم شاہی مین اوس موقع پر لکھاہے جہان صفدر جنگ اور پٹھانون مین صلح ہو جانے کا
بیان ہے ازان وقت رسم آمد مرہٹہ درین ملک جاری شد وعالمی از شومی قدم او بباد رفت صفدر
جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین ۱۱۶۴ سنہ ہجری مین مدد دینے کے صلہ مین مرہٹون
کو سرحد کول و جالیسر و اٹاوہ و فرخ آباد و قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک ملک حوالے کر دیا تہا
مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آباد تک جو انتر بید کا منتہی ہے اپنا ہاتھ پہنچایا اور دس برس تک
ایسی سخت گیری وجزرسی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانو نپر بیحد مصائب گذرین ۔ اگر
گنگا و جمنا کا پانی روشنائی بن جائے تو بھی) اون مصائب کا ایک شمہ تحریر نہو سکے گا نون اور
ملکین جو سادات اور مشایخ اور علما کو سلاطین اسلام سے وقتاً فوقتاً دی گئین اور اونکی معاش
اوسپر منحصر تھی یک لخت ضبط کر لین اون لوگون کی نوبت بہیک تک پہنچ گئی ۔ اور برہمن فقرا
اسلام کو اوس کا دینا بھی پاپ سمجھتے تہے ۔ اگر کوئی پیٹ پالنے کے لئے اونکی سرکارون مین
نوکری تلاش کرتا ۔ تو وہ بھی متعذر تھی کیونکہ یہ لوگ سوا اپنے ہم جنسون کے دوسرون کو جگہ
کم دیتے تہے ۔ خاصکر مسلمانون کو تو نوکری نہین رکھتے تہے ۔ اور اگر رکھتے بھی تہے تو سپاہیونکے
زمرے مین اقتدار کسی کا نہین دیتے تھے [1] ۔

# عبارت خاتمہ

حمد خالق کردگار و نعت سید الابرار و منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار کے بعد ناظرین
با تمکین پر مخفی نہ ہی کہ اب دونون کتاب تاریخ اودہ کا پہلا حصہ چہپکر تمام ہو گیا ۔ ارباب تحقیق
کو اس کتاب کے ملاحظہ کے بعد واضح ہو جائیگا کہ ہندوستان مین آجتک اس جامعیت
اور تحقیق کے ساتھ اودہ کی کوئی تاریخ نہین لکھی گئی ۔ اور جن جن کتب تواریخ کا اس مین
اقتباس ہی اون مین سے اکثر نظرون سے کم گذری ہونگی ۔ اس کتاب کے مصنف ہمارے کرمفرما
اور مخدوم مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی
محمد عبد الغنی خان ابن مولوی محمد عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت

---

[1] دیکھو خزانہ عامرہ مؤلفہ مسیدہ مولوی غلام علی آزاد ۱۲

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہین - مولوی صاحب موصوف ان دنون مہارانا ہائی اسکول
اودیپور ملک میواڑ کے ہیڈ مولوی ہین - انکی مفصل حالات ہم اس کتاب کے آخر مین درج کرینگے
اس کتاب کی توثیق کے لیے اسقدر کہدینا کافی ہی کہ مولوی صاحب علوم مختلفہ مین ۱۷-۱۸
کتابونکے مصنف ہین - اور بعض کتابین مولوی صاحب نے زبان اردو مین ایسی لکھی ہین کہ جو
ابتک اس زبان مین تصنیف نہین ہوئی تہین - مثلاً اصول فقہ مین ایک نہایت مبسوط اور جامع
کتاب لکھی ہے جو عنقریب چہپکر جلد شایع ہونیوالی ہی - ضخامت اسکی چالیس جزو کے قریب ہے - خاتمہ
اس کتاب کے علم فقہ کے تمام مصطلحات کو بطور فرہنگ کے لگا دیا ہی - جس سے فقہا کو نہایت
سہولت ہوجایگی - کئی سال کا عرصہ ہوا جب اول اول مولوی صاحب نے اپنا یہ خیال مولوی
عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی پر ظاہر کیا کہ علم اصول فقہ مین ابتک اردو مین کوئی کتاب
نہین لکھی گئی ہین اس فن مین ایک کتاب لکھنے والا ہون تو انہون نے فوراً اوس سال کی دہر
مین اصول شاشی کے ترجمہ اردو کا اشتہار دیدیا تہا لاکہ کئی سال سے وہ ترجمہ شایع نہ کرسکے
اور مولوی صاحب زبان اردو مین فقہ اکبر کی شرح اس زمانے مین ختم کرچکے ہین جو ہماری
مطبع مین تاریخ ۱ دہ کو بعد چہپکر شایع ہوگی -

# علمی دولت

دفتر نیر اعظم محلہ بجنعی مراد آباد طلب کیجئے

محصول علیحدہ

**گنج شائیگان** معروف بہ ٹکسال قدیم شاہان ایران سے لیکر آجتک کی دنیا بھر کی بادشاہتوں ریاستون وغیرہ کے سونے چاندی تانبے کے سکون کی دونون رخونکی اصلی تصویر۔ حال۔ وزن۔ ماہیت اور ایک مبسوط فہرست سلاطین ہندوستان و جلال الدین اکبر کے سکون کی دیگئی ہے ؎

**مخزن الفوائد**۔ دنیا بھر کے اوزان۔ ناپ تول شروع زمانہ سے اسوقت تک کی عجیب و غریب مفید باتین حقیقت مین دریا کوزہ مین بند ہے۔ حصہ دوم مین صد ہا صنعتی نسخے اور بہید مفید و کار آمد سینہ در سینہ کی تراکیب ہین فی حصہ (عہ ر)

**تاج و نشان** المعروف بہ تاج الملوک دو جلد کامل دنیا بھر کی سلطنتون اور ریاستون وغیرہ کے تاج و نشانات وغیرہ معہ کے۔ پھریرے۔ مانوگرام وغیرہ کی اصلی تصویر ہیت معہ اونکی رنگتون کے دکہائی ہی عہ ر

**دستار و کلاہ** تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی۔ ٹوپی کنٹوپ۔ خود۔ شملہ۔ دکہنی پگڑیان۔ پارسیونکی متفرق ٹوپیان۔ انگریزی مردون۔ لڑکون لڑکیون۔ اور لیڈیونکی مختلف اوقات کی ٹوپیان۔ تماشہ والونکی ٹوپیان ان سب کے حالات و تصویرین۔ ۸ ر

**عدد التاریخ** معروف بہ زنبیل تاریخی جسکے عدد ہے دو ہزار مین تک کے تاریخی الفاظ۔ فقرات۔ محاورات ضرب الامثال۔ آیات۔ حدیث۔ نام وغیرہ کئی لاکھ موزون ہر قسم کے تاریخی مادے درج ہین ۸ ر

**کنز الطغرا** معروف بہ نقش حیرت۔ قدیم و جدید ہر قسم کے تین سو نایاب طغرے ایک ایک صفحہ پر تقطیع کلان ۱۲ ر

**تذکرۃ السلوک** فلسفہ اور حکمت کو لئے ہوئے کہی تک مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی گئی ہی ۸ ر

**احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار** حضرت غوث پاک کی مفصل سوانحعمری۔ کرامات اور حالات حسب و نسب۔ مناقب صحیحہ۔ خوارق عادت وغیرہ ۱۲ ر

**شرح چہل کاف** عمل چہل کاف کی مفصل اردو شرح ۲ ر

**ذکر رحمانی** حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب گنجمراد آبادی قدس سرہ کی سوانحعمری۔ حالات و کرامات و اوراد وغیرہ ۴ ر

**افسون** مہذب پارسی کا ناول وفاداری عفت ہمت کا سبق آموز۔ بی بی اور بچونکے پڑھنے کے قابل عمدہ کا ایک سچا افسانہ ۱۲ ر

**چاک گریبان** رینالڈ کی بہترین تصانیف دنیا بھر ناولون کی جان۔ ولایت کی سینہ والی مزدوری پیشہ فرقہ کی داستان حسن و عشق کا بیان ۱۲ ر

**مکت بائی** محمود اور ایک پارسی مس کے عشق کا سچا افسانہ دلکش عبارت قابل دید ۸ ر

**خزانہ گلزار** معروف بہ سلیمان و فرزانہ ۸ ر

علمی ثمرہ - عورتوں کی جہالت کی بولتی ہوئی تصویر ۴ر

تشکیل لڑکی کی مسین لپ لپ ترجمہ انگریزی ۴ر

سوانحعمری مہاراجہ نریندر پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ و مہاراجہ مدارالمہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات سلطنت دکن کے نامورونکی سوانحات ۴ر

تاریخ بوہران بوہرہ قوم کی محققانہ تاریخ انکی ابتدا اور آئمہ و سلاطین کا مفصل حال ہیں کی مستند و معتبر تاریخون سے جو آجتک مستور رہی ہین۔ ۴ر

دکھی کی پکار اردو بھاکا مناجات مصنفہ مضطر ا ر

اللہ بس باقی ہوس مصنفہ مضطر خیرآبادی ۲ر

دارالسلام رباعیات و سلام مجالس عشرہ مین پڑہنے کے قابل مصنفہ ذکا مرحوم ۳ر

نیاز نامہ حضرت عباس ا ر

عجائبات عالم موسومہ یادگار دہلوی - واقفیت اور تجربہ سکھانے والے عجیب مضامین معہ نظم ۸ر

تائیدالاسلام ۳ نمبر رد تیجرین ۲ر

فیصلہ وقف بغنہ منفصلہ عدالت ۲ر

نگارخانہ معنوی مفصوعللاج کی مفصل واغ ۳ر

جانشان گورنمنٹ اسکول مراد آباد کے دوطالبعلمونکا سچا قصہ معہ نقشا و ریو اصلی خطوط ۲ر

قدرالاقتباس مختلف نامی شعرای سلف و حال کے کلام کا دلچسپ انتخاب۔

لیکچر سوشیل لائف پر - جو منشی ایس ابن علی - نے ہنڈردق انسٹیٹیوٹ مین دیا۔ ا ر

اسلامی تحفہ اہل حضرات کے دیکھنے کے قابل

حرمت غراب الدیار - فتوا کوا حرام ۲ر

قاطع البدعات فی امورالاموات معہ تحقیقات الخفیات ۲ر

استفتا معہ جواب و جواز مولود شریف ۲ر

بزرگان دین کا فوٹو جسمین ۲۶ تصویرین ہین اور ہرایک کے نیچے نام لکھا ہوا ہے قابل دید ۸ر

## اخبار نیراعظم مراد آباد

۴۳ سال سے ہرہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ روہیلکھنڈ مین سب سے پرانا اخبار ہے۔ ہرمعاملہ پر آزادی سے بحث کرتاہے۔ آزادخیال پولیٹکل جماعت۔ اور پبلک والونکی ضروریات کو پورا کرنے والا گورنمنٹ کا خیرخواہ رعایا کا سچا ہمدرد۔ جھوٹی خوشامد بیجا حمایت سے پاک۔ قیمت ارزان نمونہ درخواست کرنے پر مفت

المشتہر

منیجر نیراعظم مراد آباد

## اطلاع

چونکہ اس کتاب نیر لغت تین جلد و نیز حق تالیف و تصنیف مولف نے مطبع مطلع العلوم مراد آباد کو دیدیا ہے اسواسطے تمام حقوق اسکے محفوظ ہین۔ لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت راقم قصد طبع نفرماوین ورنہ بالعوض نفع نقصان کے ذمہ دار ہونگے

المشتہر

ایس ابن علی مالک مطبع مطلع العلوم و اخبار نیراعظم مراد آباد